UNIVERSAL LIBRARY
OU_226128
UNIVERSAL LIBRARY

من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین

جلد ۵

رسالہ

علم الفقہ

(جو)

مسائل فقہیہ دینیہ کی تعلیم کے لیے نہایت سلیس اور عام فہم
اُردو زبان مین سب سے پہلا اور بے نظیر ماہواری رسالہ ہے

(مرتبہ)

خاکسار سراپا عجز و قصور محمد عبد الشکور غفر لہ اللہ الغفور

(باہتمام)

کارپردازان صحیفۂ مبارکہ النجم ابقاہا اللہ وادامہا واعانہا آمین

عمدۃ المطابع لکھنؤ مین طبع ہوا ۱۳۳۰

علم الفقہ

مسلمانون کے لیے نہایت ضروری و مفید

پہلے یہ کتاب ماہوار رسالہ کی صورت مین شایع ہوئی ۱۳۲۷ھ مین اسکا آغاز ہوا اور بعونہ تعالی اسوقت چہہ جلدین اسکی مرتب ہوچکی ہین - انکی قیمت حسب ذیل ہے - جلد اول مین طہارت کا بیان ہے قیمت ۸ر جلد دوم مین نماز کا بیان ہے قیمت عہ جلد سوم مین روزہ کا بیان ہے قیمت ۸ر جلد چہارم مین زکوۃ و عشر وغیرہ کے مسائل ہین قیمت ۸ر جلد پنجم مین حج و زیارات کا بیان ہے قیمت ۸ر جلد ششم مین نکاح کا بیان ہے قیمت ۸ر ۱ ٹھ آنہ

ترجمہ اسد الغابہ یہ وہی مقدس کتاب ہے جسمین (۷۵۰۰) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات ہین اُردو زبان مین آجتک کوئی ایسی کتاب نہ تھی خدا کا شکر ہے کہ انجمن نے اس کمی کو پورا کردیا ۸ جلدین اس کتاب کی تیار ہین پہلی جلد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع تذکرہ کے بعد (۲۲۴) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ع ر دوسری جلد مین (۸۰۵) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ع ر تیسری جلد مین (۵۷۵) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ع ر چوتھی جلد مین (۷۰۲) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ع ر پانچوین جلد مین (۲۲۱) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ع ر چھٹی جلد مین (۸۴۴) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ع ر ساتوین جلد مین (۷۰۶) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ع ر آٹھوین جلد مین (۵۹۱) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ع ر دو روپیہ

ترجمہ تاریخ طبری عربی کی یہ قدیم و مستند تاریخ ابتک نادر تھی ترجمہ کا تو خیال بھی نہ آتا تھا - بحمد اللہ کہ اس کتاب کا ترجمہ شروع ہوگیا پہلی جلد کامل موجود ہے جسمین آغاز آفرینش سے حضرت موسی علیہ السلام تک کے حالات ہین قیمت عہ

چہل حدیث حدیث شریف مین ہے کہ جو چالیس حدیثین یاد کریگا قیامت کے دن وہ علما مین محشور ہوگا - اس بنا پر اکثر علما نے چہل حدیثین لکھین حتی کہ چہل حدیثون کی تعداد ہزارون تک پہونچ گئی یہ چہل حدیث حضرت امام ربانی امام ربانی مجدد الف ثانی کی جمع کی ہوئی ہے بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیثین صرف نماز روزہ کے متعلق جمع کی ہین ابتک نہ طبع ہوئی تھی اسکا ترجمہ کرکے نہایت اہتمام سے طبع کیا ہے اصل عربی پر اعراب ہین بین السطور مین ترجمہ ہے اس قابل ہے کہ ہر مسلمان صبح کو درد رکھے قیمت ۲ر دس جلدون کے خریدار سے عہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَضَعَ لِلنَّاسِ بَیْتَہٗ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ وَ
بَعَثَ فِیْھَا اَشْرَفَ الرُّسُلِ دَاعِیًا اِلَی الشَّرْعِ الْمُبِیْنِ فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ مَا طَافَ طَائِفٌ بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ
وَمَا دَامَ الْبِنَاءُ الْاَمِیْنُ حق جل شانہ کی توفیق سے علم الفقہ کی چار جلدین تمام
ہوچکین اب یہ پانچوین جلد شروع ہوتی ہے جسمین اسلام کے پانچوین رکن حج کا
بیان ہو امید ہے کہ خدا تعالیٰ اسکو بھی بخیر وخوبی انجام کو پہونچائے آمین بالنبی الامین
حج کے معنی لغت مین کسی باعظمت چیز کی طرف جانے کا قصد کرنا اور اصطلاح شریعت
مین کعبہ مکرمہ کا طواف اور مقام عرفات مین ٹھہرنا اُنھین خاص طریقون سے جو
صاحب شریعت سے منقول ہین اُسی خاص زمانے مین جو شریعت سے ثابت ہے
(مراقی الفلاح وغیرہ) صحیح یہ ہے کہ حج کی فرضیت اسی اُمت مکرمہ کے ساتھ خاص ہے
گو حج کا رواج حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے ہے مگر
اُسوقت اسکی فرضیت کا حکم نہ تھا۔ حج کی فرضیت ۹ھ ہجری کے آخر مین ہوئی جب
پھر یاک کا یہ فرمان نازل ہوا تھا کہ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ

سپارہ ۴ ترجمہ اللہ کی خوشنودی کے لیے لوگون پر کعبہ کا حج (ضروری) ہے (یعنے) اُس شخص پر) جو وہان تک جا سکے ۔ جس سال یہ آیت نازل ہوئی حج کا زمانہ باقی نہ تھا سال آیندہ یعنی سنہ ۱۰ ہجری مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان عالیشان کی تعمیل فرمائی اور یہ آپ کا آخری حج تھا جو حُجّۃ الوداع کے لقب سے مشہور ہے (ردالمحتار) فرضیت کے پہلے جب تک آپنے مکہ مکرمہ سے ہجرت نہ فرمائی تھی بہت حج کیئے تھے مگر فرضیت کے بعد اسی ایک حج کا اتفاق ہوا اسکے بعد آپنے اپنی مفارقت سے دُنیا کو بے نور کردیا فالی اللہ المشتکی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

حج کی تاکید اور فضیلت

حج کا ضروری ہونا جسکو اصطلاح فقہ مین فرضیت کہتے ہین ، قرآن مجید سے اسی صراحت کے ساتھ ثابت ہے جیسے نماز روزہ زکوٰۃ کا قرآن مجید مین اُسکے چند مسائل بھی مذکور ہین سچے مسلمانون کے لیے تو یہی دو تین لفظین کافی ہین مگر سوتون کے جگانے کے لیے چند احادیث بھی نقل کی جاتی ہین ۔

اس سے زیادہ اور کیا تاکید ہوگی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز روزہ کی طرح حج کو بھی اسلام کا مبنیٰ قرار دیا ہے (بخاری مسلم) اسی طرح بہت سی حدیثین ہین کہ کچھ اُنمین سے دوسری تیسری چوتھی جلد مین مذکور ہوچکی ہین ، یہان ہم وہ چند حدیثین نقل کرتے ہین جو ابھی تک نہین لکھی گئین ۔

ع ۵ اکثر علما اس طرف ہین کہ حج کی فرضیت سنہ ۶ ہجری مین ہوئی مگر علامہ ابن عابدین نے ردالمحتار مین لکھا ہے کہ اُن علما کے پاس اس کی کوئی دلیل نہین اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان سے بہت بعید ہے کہ خدا کے حکم کی تعمیل مین اسقدر تاخیر کرین حج کی فرضیت تو سنہ ۶ھ مین ہو اور آپ سنہ ۱۰ھ پورے چار برس تک اسکی تعمیل نہ کرین قبیلہ عبد القیس کے لوگ جب آپ کے پاس آئے تو آپ نے اُنکو حج کا حکم نہین دیا (صحیح بخاری) قاضی عیاض لکھتے ہین کہ حج کا حکم نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اسوقت تک حج فرض نہوا تھا اور یہ واقعہ سنہ ۸ھ کا ہے اور حج سنہ ۹ھ مین فرض ہوا تھا (فتح الباری ۱۲۶)

(١) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ (ایکمرتبہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہملوگون سے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو بیشک اللہ نے تمپر حج فرض کیا ہے لہذا تم حج کرو تو ایک شخص بولا کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال (حج فرض ہے) تو آپ نے سکوت فرمایا یہانتک کہ اس شخص نے یہی تین مرتبہ کہا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مین کہدیتا کہ ہان تو یقیناً (ہر سال کے لیے) ضروری ہوجاتا اور بلا شبہ تم لوگ (ہر سال حج) نہ کر سکتے پھر آپ نے فرمایا جو کچھ مین نہ کہا کرون مجھسے نہ پوچھا کرو اس لیے کہ اگلے لوگ جو ہلاک ہوے تو انبیا سے زیادہ پوچھنے اور اختلاف کرنے سے ہوے لہذا جب مین تم کو کسی بات کا حکم دیدون تو حتی الامکان اُسکو کرو اور جب مین تم کو کسی بات سے منع کردون تو اُسکو چھوڑ دو (مسلم)

(٢) ابو ہریرہ کہتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لانا عرض کیا گیا کہ پھر کون آپ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ مین (کافرون سے) لڑنا عرض کیا گیا کہ پھر کون آپنے فرمایا کہ حج مبرور (بخاری مسلم)

(٣) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لیے حج کرے اور (اثناے حج مین) فحش گوئی سے بچے تو وہ (ایسا بیگناہ ہوکے) لوٹیگا جیسے اُسدن (بیگناہ تھا) کہ (جسدن) اُسکو اسکی ماں نے جنا تھا (بخاری مسلم)

(٤) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ عمرہ اُن گناہون کا کفارہ ہے جو دوسرے عمرہ تک ہون اور حج مبرور کا بدلہ سوا جنت کے کچھ نہین ہے۔ (بخاری مسلم)

(٥) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رمضان مین عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے۔ (بخاری مسلم)

(٦) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی حج

کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہے اور کوئی عورت بغیر اپنے محرم (کی ہمراہی) کے سفر نکرے تو ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ میرا نام تو فلان فلان جہاد مین لکھدیا گیا ہی اور میری بی بی حج کرنے نکلی ہے آپنے فرمایا کہ (تو جہاد مین نجا بلکہ اپنی عورت کے ساتھ) جا اور اپنی عورت کے ہمراہ حج کر۔ (بخاری مسلم)

(۷) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ (ایک مرتبہ) مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جہاد مین (جانیکی) اجازت مانگی تو آپنے فرمایا کہ تمھارا جہاد حج ہی (بخاری مسلم)

(۸) علی مرتضے کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص زاد راہ اور سواری رکھتا ہو جو اُسے بیت اللہ تک پہونچادے اور (پھر بھی) وہ حج نکرے تو اُسکے لیے یہودی یا نصرانی مرجانے مین (اور بے حج مرجانے مین) کچھ فرق نہین اور یہ اسلیے کہ اللہ بزرگ برتر فرماتا ہے کہ اللہ (کی خوشنودی) کے لیے لوگون پر کعبہ کا حج کرنا (ضرور) ہی (یعنی) اُسپر جو وہان تک جاسکتا ہو۔ (ترمذی)

(۹) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عُمرہ ساتھ کرو اسلیے کہ یہ دونون فقر کو اور گناہون کو ایسا دور کرتے ہین جیسے بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہین ہی (ترمذی)

(۱۰) ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حج کرنے سے کوئی کھلی ہوئی ضرورت یا کوئی ظالم بادشاہ یا کوئی معذور کر دینے والا مرض نہ روکے اور وہ بغیر حج کیے مرجائے تو اُسے اختیار ہے چاہے یہودی (ہوکر) مرجائے چاہے نصرانی ہوکر (دارمی) اس حدیث کو خوب غور سے دیکھو اور سمجھو کیسی سخت تاکید ہی۔

(۱۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنیوالے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہین اگر وہ اللہ سے دعا کرین تو اللہ اُنکی دعا قبول کرے اور اگر وہ اُس سے مغفرت مانگین تو اللہ اُنکی مغفرت فرمائے (ابن ماجہ)

(۱۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی حج کرنے والے سے ملاقات کرو تو اُسے سلام کرو اور اُس سے مُصافحہ کرو اور اُس سے کہو کہ وہ تمھارے لیے استغفار کرے کیونکہ اُسکی مغفرت ہو چکی ہے۔ (مسند امام احمد)

(۱۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے کے لیے یا جہاد کرنے کے لیے (اپنے گھر سے) نکلے پھر رستہ ہی مین مرجاے تو اللہ اُسکو غزا کرنیوالے کا ثواب دیگا۔ (بیہقی)

(۱۴) ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ قیامت اُسوقت قائم ہو گی کہ بیت اللہ کا حج نہ کیا جاے۔ (بخاری)

احادیث مین وارد ہوا ہو کہ قیامت اُسوقت قائم ہوگی جب معاصی کی کثرت ہوجائیگی اور حج نکرنا چونکہ ایک بڑی معصیت ہو لہذا آپنے اسکے ترک کو علامات قیامت سے قرار دیا۔ یہانتک تو حج کے فضائل تھے مکہ مکرمہ کے فضائل مین بھی بہت صحیح حدیثین ہین اگر اُسکی فضیلت کے لیے یہ بات کیا کم ہو کہ اللہ جل شانہ کا مقدس مکان یعنی کعبۂ مکرمہ وہان ہے اور یہ شہر خدا کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آباد ہوا ہو حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین اس شہر مقدس کو بلد امین اور اُمّ القریٰ کے خطاب سے مُشرف فرمایا ہو۔

حج کی نسبت اگر صحابہ اور اگلے مسلمانون کے ذوق وشوق کی کچھ کیفیت بیان کی جاے تو بلا مبالغہ ایک بہت بڑا ضخیم دفتر بھی کفایت نکریگا اور انکی دلی جذبات اور شوقی کیفیات کا ایک شمہ بھی بیان نہو سکے گا۔ اب تو روز بروز خشکی اور تری کے سفرون مین آسانی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ پہلے زمانہ مین یہ باتین کہان تھین مگر وہ اپنے ذوق و شوق مین تمام مصائب کو راحت سمجھتے تھے۔

اس بیان کو طول دینا مُناسب نہین گو ائمہ ماضین کے حالات کا دلپر بہت بڑا اثر

پڑتا ہے لیکن حج تو ایک ایسی پیاری اور مرغوب عبادت ہی کہ اسکے لیے زیادہ ترغیب و ترہیب کی کچھ ضرورت نہین۔ وہ کون مسلمان ہے جسکا دل یہ نہ چاہتا ہو کہ خدا کے مقدس گھر کی زیارت کرے اُس پاک سرزمین کے جمال سے اپنے آنکھون کو روشن کرے جہان سے اسلام نکلا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم وہان پیدا ہوے وہین نبی ہوے برسون وہان وعظ فرمایا صدہا اصحابہ جہان سو رہے ہین۔ وہ کون مسلمان ہے جسکو یہ آرزو نہو کہ اُس پُرانے اور باعظمت گھر کا طواف کرے۔ جسکے گرد حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہما وسلم پھرا کرتے تھے۔ ای میرے ذوالجلال پروردگار اے خداوند لوح وقلم ای آفریدگار عالم اے وہ کہ تیرا ایک جلوہ عرش برین پر ہی اے وہ کہ کعبہ مکرمہ کا رب البیت ہی اپنے برگزیدہ نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے پسندیدہ ہم نشینون کے طفیل مین تمام مسلمانون کو اس نعمت عظمیٰ سے فیضیاب کر سبکے دلون کو اپنے جمال بیمثال کا پروانہ بنائے اور اس ناچیز عاجز کو بھی اپنی نیک نظر سے مورد لطف و کرم فرما اور اگلے بزرگون کے درد ذوق کا ایک آدھا قطرہ اُسکو بھی عنایت کر آمین بالنبی الامین ٥

زان حریفم اگر رسد حرفے | بندم از دولت ابد طرفے

اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے نامون کی تشریح

میقات۔ وہ مقام جس سے آگے مکہ مکرمہ کا جانے والا بغیر احرام کے نہ جا سکے آفاقی کے لیئے پانچ میقات ہین۔ اہل مدینہ کے لیے **ذوالحلیفہ**۔ کوفہ بصرہ والون کے لیے **ذات عرق** شام والون کے لیے **حجفہ**۔ نجد کے رہنے والون کے لیے **یلملم** ہندوستانیون کی بھی یہی میقات ہی اور حلی کی میقات حل ہی اور حرمی کی میقات حج کے لیے تو حرام ہی مگر عمرہ کے لیے حل۔

آفاقی وہ شخص جو میقات سے باہر کا رہنے والا ہو جیسے مدنی عراقی شامی ہندوستانی

حلّی وہ شخص جو میقات کے اندر مگر مکہ مکرمہ سے باہر رہتا ہو جیسے نخلہ محمود کے رہنے والے

حرمی خاص مکہ کا رہنے والا۔

احرام حج یا عمرہ کی نیت کرکے تلبیہ یا کوئی ایسا فعل کرنا جو قائم مقام تلبیہ کے ہو مثل ہدی کے روانہ کرنے کے۔ جو شخص احرام باندھے اُسکو **مُحرِم** کہتے ہین۔

حج بحالت احرام کعبہ مکرمہ کا طواف و عرفہ کا وقوف ایک مخصوص زمانہ مین اور حج کرنے والے کو **حاج** کہتے ہین۔

عُمرہ بحالت احرام کعبہ مکرمہ کا طواف اور سعی۔ عمرہ کرنیوالے کو **معتمر** کہتے ہین

افراد صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج پر اکتفا کرنا۔ جو شخص ایسا کرے اُسکو **مُفرد** کہتے ہین۔

قران حج و عمرہ دونون کا احرام ایک ساتھ باندھنا اور پہلے عمرہ کرکے پھر حج کرنا۔ جو شخص ایسا کرے اُسکو **قارن** کہتے ہین۔

تمتع ایام حج مین پہلے عمرہ کا احرام باندھکر عمرہ کرلینا اور اسکے بعد اسی سال اُسی سفر مین حج کا احرام باندھکر حج کرنا۔ جو شخص ایسا کرے اُسکو **متمتع** کہتے ہین۔

طواف کعبہ شریف کے گرد گھومنا۔ اور کبھی صفا و مروہ کے درمیان مین سعی کرنیکو کہتے ہین

شوط ایک چکر۔

استلام جب حجر اسود کی نسبت مستعمل ہوتا ہے تو اُسکا بوسہ لینا مقصود ہوتا ہے۔ اور جب رکن یمانی کی نسبت بولا جاتا ہے تو صرف اسکا چھو لینا مُراد ہوتا ہے۔

تلبیہ اس عبارت کا پڑھنا لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

ع۱ اے اللہ مین تیرے دروازہ پر بار بار حاضر ہون اور تیری طلبی کو بار بار قبول کرتا ہون تیرا کوئی شریک نہین بیشک تعریف اور احسان تیرے ہی لیے ہے اور بادشاہت تیری ہی ہے کوئی تیرا شریک نہین ۱۲

تہلیل کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پڑھنا۔

تلبید کسی چیز کا مثل گوند وغیرہ کے احرام سے پہلے بالون مین لگا لینا تاکہ ٹوٹنے سے محفوظ رہین

وقوف کے معنی لغت مین ٹھیرنا اور اصطلاح مین عرفات اور مزدلفہ مین پہونچ جانا۔

رمی ایک خاص مقام مین کنکریون کا مارنا۔

رمل شانہ ہلا کر کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھکر چلنا۔

اضطباع چادر کا اس طرح اوڑھنا کہ اسکا ایک سرا داہنے شانے سے اتار کر داہنی بغل کے نیچے سے نکالکر بائین شانے پر ڈال لے۔

تقلید بالون کی یا کپڑے کی رسی بنا کر اہمین جوتی کا ٹکڑا یا کسی درخت کی چھال وغیرہ باندھکر ہدی کے گردن مین ڈالدینا تاکہ دیکھتے ہی ہر شخص سمجھ لے کہ یہ ہدی ہے اور اس سے مزاحمت نکرے اور اس رسی کو **قلادہ** کہتے ہین۔

اشعار ہدی کی پہچان کے لیے اسکے داہنے شانے پر خفیف زخم لگا دینا جو اسکی کھال کو کاٹ دے مگر گوشت تک نہ پہونچے۔

تجلیل ہدی کو جھول اُڑھا دینا۔

تحلیق بالون کا منڈوانا۔

تقصیر بالون کا کترانا۔

رفث جماع کرنا یا عورتون کے سامنے جماع وغیرہ کا ذکر کرنا اشارۃً یا صراحۃً۔

مکّہ ایک شہر ہے جو کسی زمانہ مین بالکل جنگل تھا کوہستان اور بے آب و گیاہ ریگستان ہونے کے سبب سے لوگ وہان رہنے کا قصد کرتے تھے جب حضرت ابراہیم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور انکی والدہ جدہ بی بی حاجرہ رضی اللہ عنہا کو اس جنگل مین لاکر چھوڑا اور خدا سے دعا کی کہ اس جنگل کو آباد کردے اور یہان میوہ جات پیدا کرے اُسوقت سے حق تعالیٰ نے اُس جنگل بقدر کو

آباد کردیا۔ میوہ جات بھی وہان بکثرت پیدا ہونے لگے۔ وہ جنگل خدا کو ایسا محبوب ہوا اسکو خوب سرسبز کیا اور بلد امین کا مبارک لقب اُسے دیا اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہان مبعوث فرمایا بکہ بھی اسی شہر کو کہتے ہین۔

کعبہ شہر مکہ مکرمہ مین ایک مقدس مکان ہے جسکو اللہ تعالی کے حکم سے فرشتون نے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی پیدایش سے پہلے زمین بیت معمور کی محاذات مین تعمیر کیا تھا۔ بیت معمور ساتوین آسمان پر ایک مکان ہے جسکا فرشتے طواف کیا کرتے ہین پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اُسکو بوجہ پہلی عمارت کے منہدم ہو جانے کے درست کیا اور اُنکی اولاد نے اُسکو آباد رکھا یہانتک کہ نوح علیہ السلام کے طوفان مین وہ غرق ہوگیا پھر حقتعالی نے اپنے خلیل مکرم حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصّلوۃ والسّلام کو اُسکی تعمیر کا حکم دیا اور اُنھون نے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام نے اُسکی تعمیر کی جیسا کہ قرآن مجید مین مذکور ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کعبہ مکرمہ مین دو دروازے بنائے ایک بجانب مشرق دوسرا بجانب مغرب کہ ایک دروازہ سے آدمی داخل ہو اور دوسرے سے نکل جائے اور اُنھون نے دروازون کی چوکھٹ اونچی نہ بنائی تھی بلکہ زمین سے ملی ہوئی۔ پھر لوگ برابر اُس مکان تقدس نشان کی تعمیر اور درستی کرتے رہے اور اُسکا طواف کرنے کو دور دور سے لوگ آتے رہے یہانتک کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسّلام کے زمانہ مین نبوّت سے پہلے کچھ حصہ کعبہ شریف کا آگ سے جل گیا اہل مکہ نے اُسکی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس بات پر اتفاق کیا کہ پاک کمائی سے جو مال پیدا کیا گیا ہو وہی اسکی تعمیر مین صرف کیا جائے الغرض اُنھون نے تعمیر شروع کی مگر قدیم طرز عمارت کو بدل دیا اور بجائے دو دروازون کے صرف ایک دروازہ بجانب مشرق باقی رکھا اتفاق سے سرمایہ کم پڑگیا اس سبب سے بقدر چھ گز کے دیوار چھوٹی کردی گئی۔ (اعلام الاعلام بنبا مسجد الحرام) پھر

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخر عمر مین اپنی یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ اگر مین سال آیندہ تک زندہ رہا تو کعبہ کی از سر نو تعمیر کرونگا اور خلیل علیہ السلام کے طرز پر اُسکی عمارت کردونگا اور جو حصہ کفار قریش نے کعبہ سے نکالدیا ہے اُسکو پھر اُسمین داخل کردونگا مگر سال آیندہ مین آپکی وفات ہوگئی خلفاے راشدین کو مہمات خلافت سے اتنی مہلت نہ ملی کہ وہ آپکی اِس تمنا کے پوری ہونے کی کوشش کرتے جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اہل حجاز وغیرہ نے خلیفہ بنایا تو اُنھون نے کعبہ کی تعمیر سرورانبیا کی تمنا کے موافق شروع کی اور خلیل علیہ السلام کے طرز پر کعبہ کی عمارت بنا دی بعد اُسکے جب عبدالملک نے عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیے حجاج کو بھیجا اور اُسنے اُنپر فتح پائی تو اُسنے نچاہا کہ ابن زبیر کا بنایا ہوا کعبہ باقی رہے چنانچہ اُسنے حجر اسود کی طرف دیوار توڑدی اور اُسکی عمارت کو پھر وہی طرز کردیا۔ جو زمانہ جاہلیت مین تھا اور اب بھی اُسی طرز پر ہے۔

کعبہ مکرمہ دنیا مین سب سے پہلا مکان ہی جو اللہ جل شانہ کی عبادت کے لیے بنایا گیا چنانچہ حق سبحانہ اُسکی تعریف مین فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ترجمہ بیشک (سب سے) پہلا گھر جو لوگون کے (عبادت کرنے کے) لیے بنایا گیا یقینًا وہی ہے جو مکہ مین ہے برکت والا اور لوگون کا رہنما اُسمین واضح نشانیان ہماری قدرت کی) ہین یعنی مقام ابراہیم اور جو کوئی وہان داخل ہوجاتا ہے (دشمن کے شر سے) بخوف ہوجاتا ہی۔

حطیم وہ حصہ جو حضرت خلیل علیہ السلام کے عہد مین کعبہ کے اندر داخل تھا اور قریش نے سرمایہ کے کم ہوجانے کے سبب سے اُسکو داخل نہین کیا۔

حجر اسود ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہے جو کعبہ مکرمہ کے شرقی گوشہ مین جو دروازہ سے قریب ہی گڑا ہوا ہی۔ یہ پتھر جنت سے نازل ہوا ہے جسوقت نازل ہوا تھا دودھ سے

زیادہ سپید تھا مگر آدمیون کے گناہ نے اُسکو سیاہ کردیا (ترمذی) قیامت کے دن یہ پتھر بھی اُٹھایا جائیگا اور اُسکو آنکھین اور زبان عنایت ہوگی جس نے اُسکا استلام کیا ہی اُسکے مومن ہونے کے گواہی دیگا (ترمذی دارمی)

رُکن یمانی ایک پتھر ہی جو کعبہ مکرمہ کے ایک گوشہ مین بجانب یمن گڑا ہوا ہی۔

مقام ابراہیم ایک پتھر ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزند اسمعیل علیہ السلام کے دیکھنے کو مکہ آتے تھے تو اونٹ سے اسی پتھر پر اُترتے تھے اور جب جانے لگتے تو اسی پتھر پر کھڑے ہوکر اونٹ پر سوار ہوتے اس پتھر پر اُنکے دونون مُبارک قدمون کا نشان بنگیا ہی۔

زمزم ایک چشمہ ہے جو بی بی ہاجرہ اور اُنکے فرزند اسمعیل علیہ السلام کے لیے حق تعالیٰ نے جاری کیا تھا اس پانی کے بہت فضائل احادیث مین وارد ہوے ہین اسی سبب سے اس پانی کے کھڑے ہوکر پینے کا حکم ہے۔

میلین اخضرین صفا اور مروہ کے درمیان مین ایک نشیب تھا جس سے بی بی ہاجرہ دوڑکر نکل جاتی تھین اب وہ نشیب تو باقی نہ رہا مگر اُسکی حد معلوم کرنے کے لیے اسکے دونون سرون پر ایک ایک نشان گاڑ دیا گیا ہی ان دونون نشانون کو میلین اخضرین کہتے ہین۔

منیٰ ایک گاؤن ہے حدود حرم مین مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل۔

عرفات ایک پہاڑ کا نام ہے جس میدان مین وہ پہاڑ واقع ہے اُس کو وادی عرفات کہتے مین۔

بطن عُرنہ میدان عرفات مین ایک خاص مقام کا نام ہے۔

مُزدلفہ ایک مقام ہی منیٰ اور عرفات کے درمیان مین۔

مُحسّر مُزدلفہ مین ایک خاص مقام کا نام ہے۔

ذُوالحُلَیفہ ایک مقام ہی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوے ملتا ہی مسجد نبوی سے پانچ میل سے کچھ کم ہے۔

ذات عرق ایک مقام ہی اسمین عرق نامی ایک پہاڑ ہے کوفہ بصرہ ہی مکہ مکرمہ آتے ہوے ملتا ہی مکہ مکرمہ سے بیالیس میل ہے۔

جحفہ ایک مقام ہی شام سے مکہ مکرمہ آتے ہوے ملتا ہی مکہ سے تقریبًا تین مراحل ہے

قرن ایک مقام ہی نجد سے مکہ مکرمہ آتے ہوے ملتا ہی مکہ مکرمہ سے بیالیس میل ہے

یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے مین سے مکہ مکرمہ آتے ہوے ملتا ہے ہندوستان سے جو لوگ کہ مکہ جاتے ہین اُنکو بھی یہ پہاڑ ملتا ہے مکہ سے دو مراحل ہے۔

جبل الرحمۃ میدان عرفات کے وسط مین ایک پہاڑ ہے۔

جبل قزح مزدلفہ مین ایک پہاڑ ہے۔

مسجد خیف منی مین ایک مسجد ہے اسکا نام ہی۔

مُحَصَّب منی اور مکہ مکرمہ کے درمیان مین ایک مقام ہے۔

حج کے فوائد اور اُس کی حکمتین

اگرچہ شریعت کا کوئی حکم مصالح اور فوائد سے خالی نہین مگر انکی حکمتون کا کما ینبغی سمجھ لینا بڑی عقل قدسی کا کام ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہی کہ ایک بات سمجھ مین آجاتی ہے مگر اُسکے بیان کرنے کے لیے بہت سے مقدمات کے تمہید کی ضرورت پڑتی ہے اور اُنکے مبادی ذہن مین حاضر نہین ہوتے بہر کیف جو کچھ سمجھ مین آرہا ہی اور جہانتک قوت بیانیہ کام دیتی ہی لکھتا ہون۔

(۱) حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہی جو حق سبحانہ کے خلیل اور بڑے برگزیدہ تھے اور یہ بڑی حکمت ہے کہ جب کسی سے تقرب اور ازدیاد محبت منظور ہو

تو اُن لوگون کا طریقہ اختیار کیا جاے جو اُسکی نظر مین محبوب اور پسندیدہ ہون۔
(۲) خاصکر اُس اُمت کے لیے حج کی فرضیت مین یہ بڑی حکمت ہی کہ حج کرنے سے اُن مقامات متبرکہ کی زیارت نصیب ہوتی ہے جہان اس اُمت کے سردار کے آثار نمایان طور پر موجود ہین وہین آپ پیدا ہوے وہین رہے وہان کی مبارک زمین سے آپکے مقدس قدمون نے مس کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اِن اُمور کے ملاحظہ کرنے سے ایمانی کیفیت مین ایک عجیب ترقی ہوتی ہی۔ اسی سبب سے ہر مذہب کے عقلا نے اپنی مذہبی مقامات کی زیارت کو لازم کر لیا ہی۔
(۳) حج کے جتنے افعال ہین وہ سب عاشقانہ ہین اور ان سب سے ازخود رفتگی اور شیفتگی ظاہر ہوتی ہے اپنے محبوب کے لیے اپنے وطن گھر بار کا چھوڑ دینا مصائب سفر کا برداشت کرنا۔ ایک مُدت تک جنگل جنگل پھرنا تمام آرائش اور زیب زینت کی چیزون کو ترک کر دینا اور اکثر نفسانی خواہشون سے اجتناب کرنا پھر اس کے گھر کے گرد نہایت شغف کے ساتھ چکر لگانا یہ تمام باتین ایسی ہین کہ اگرچہ تبکلف کی جائین اور دلی کیفیت سے نہ صادر ہون تب بھی دل مین کچھ نہ کچھ اثر کر جاتی ہین اور خدانخواستہ یہ بھی نہو تو یہ بات تو ضرور ہے کہ عشاق کی صورت بنائی جاتی ہی اور محض اللہ کے لیے تکالیف اور مصائب اُٹھانے اور گھر بار چھوڑنے کی نفس کو عادت ہوتی ہے۔
(۴) وہ مقامات متبرکہ جنکی زیارت حج مین نصیب ہوتی ہی انوار و برکات الٰہیہ کے مہبط ہین پس لامحالہ اُنکے زیارت کرنے والے پر اُن انوار و برکات کا ضرور انعکاس ہوتا ہی اسی کی طرف حدیث شریف مین اشارہ ہے کہ حج کرنے والا گناہون سے ایسا پاک ہوجاتا ہی جیسے اُسی دن کا پیدا ہوا بچہ۔
(۵) شریعت کا ایک بڑا مقصود اتحاد فی ما بین المسلمین اور اظہار شوکت و جلالت بھی ہی

یہ مقصود بھی حج مین پوری طور سے حاصل ہوتا ہی دور دراز ممالک کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوتے ہین سب ایک ہی کام مین مصروف ہوتے ہین اس اجتماع سے کیسی کچھ ہیبت اور شوکت اسلام کی ظاہر ہوتی ہے۔

حج کے احکام

فرض ہی عمر بھر مین ایک بار جبکہ وہ تمام شرائط پائے جائین جن سے حج فرض ہوتا ہے باوجود پائے جانے اُن شرائط کے جو شخص حج نکرے وہ فاسق گنہگار ہی اور جو فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

صحیح یہ ہی کہ جب حج کے شرائط پائے جائین تو علی الفور[ع۱] حج کرنا فرض ہی دوسرے سال تک اُسمین تاخیر کرنا گناہ ہے۔ (مراقی الفلاح در مختار وغیرہ)

واجب ہی (۱) اُس شخص پر جو میقات کے اندر بغیر احرام[ع۲] باندھے چلا جائے اور اُسکے بعد حج کا احرام باندھے (۳) اُس شخص پر جس نے حج کی نذر کی ہو۔

حرام ہی۔ ناجائز مال سے حج کرنا۔

مکروہ تحریمی ہے (۱) بغیر اجازت اُن لوگون کے حج کرنا جن[ع۳] سے اجازت لینا ضروری ہے (۲) جنکا نفقہ اُسکے ذمہ واجب ہی اُنکے نفقہ کا انتظام کیے بغیر حج کرنا۔

ع۱ یہ امام ابو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف کا مذہب ہی اُنکے نزدیک بعد تمام شرائط کے پائے جانے کے اگر کبھی سال حج نہ کیا جاے تو ایسے شخص کی گواہی نہین قبول کی جاتی۔ امام محمد کے نزدیک علی الفور حج کرنا کچھ ضروری نہین انکے نزدیک تاخیر سے گناہ نہین ہوتا ۱۲

ع۲ میقات کے اندر بغیر احرام باندھے ہوے جانا ممنوع ہی لہذا اگر کوئی شخص سہواً بے احرام باندھے چلا جاے تو اسپر واجب ہی کہ پھر میقات پر واپس آکر احرام باندھے پس اگر حج کا احرام باندھے گا تو یہ حج واجب ہوگا اور اگر عمرہ کا احرام باندھیگا تو عمرہ واجب ہی ۱۲

ع۳ مثلاً کسی کے مان باپ اُسکی خدمت کے محتاج ہون یا کسی کا قرض اُسکے ذمہ آتا ہو اور اُسکے پاس مال نہو یا کسی کی ضمانت کی ہو تو ان سب صورتون مین مان باپ یا قرضخواہ یا جس سے ضمانت کی ہے اس سے اجازت طلب کرنا ضروری ہی ۱۲ (بقیہ حاشیہ صفحہ آیندہ مین)

حج کے واجب ہونے کی شرطین

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر پر حج واجب نہین۔

(۲) حج کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام مین ہونا۔

(۳) بالغ ہونا۔ نابالغ بچون پر حج فرض نہین۔

(۴) عاقل ہونا۔ مجنون مست بیہوش پر حج فرض نہین۔

(۵) آزاد ہونا لونڈی غلام پر حج فرض نہین۔

(۶) استطاعت یعنی اسقدر مال کا مالک ہونا جو ضرورت اصلیہ سے اور قرض سے محفوظ ہو اور اُسکے زادراہ اور سواری کے لیے کافی ہوجاے اور جن لوگون کا نفقہ[ع۹] اُسکے ذمہ واجب ہی اُنکے لیے بھی اُس مین سے اسقدر چھوڑ جائے جو اُسکے لوٹنے تک ان لوگون کو کفایت کرسکے۔

زادراہ سے وہ متوسط مقدار مراد ہی جو اُسکی صحت قائم رکھ سکے مثلاً جو شخص گوشت اور مٹھائی وغیرہ کا عادی ہو اُسکے لیے اُنھین چیزون کا ہونا ضروری ہے اگر ایسے شخص کے پاس فقط اسقدر روپیہ ہو جو صرف خالی روٹی یا دال وغیرہ کے لیے کافی ہوسکے تو وہ شخص زادراہ کا مالک[ع۱۰] نہ سمجھا جائے گا۔

سواری[ع۱۱] اُنھین لوگون کے لیے شرط ہی جو مکہ معظمہ کے رہنے والے نہون مکہ مکرمہ

ع۹ نفقہ کے معنی خرچ کرنا کھانا کھانے پینے کپڑے کا خرچ رہنے کا مکان سب نفقہ مین داخل ہی ۱۲ ع۱۰ مالک ہونیکی قید اسلیے لگائی گئی کہ اگر کوئی شخص کسی کو حج کرنیکے لیے یا اور کسی غرض سے کچھ مال ہبہ کرے تو اُسپر حج فرض نہین نہ اسکے ذمہ ہبہ کا قبول کرنا ضروری ہی گو ہبہ کرنیوالا اسکا عزیز کیون نہو مثل باپ یا ان لڑکے یا ان اور بیبی کے ع۱۱ سواری کے بیان مین فقہا نے بہت تفصیل کی ہی کہ کس قسم کی ہونی چاہیے مگر حاصل اُسکا یہ ہی کہ ایسی سواری ہو جسپر سوار ہونیکی اُسے عادت ہو یا اُسپر سوار ہونے سے اُسکو تکلیف نہو پس جو شخص گھوڑے کی سواری کا عادی نہو یا اُسپر سوار ہونے سے اُسکو تکلیف ہوتی ہو اُسکے لیے گھوڑے کی سواری کا موجود ہونا کافی نہین ہی ۱۲

اور اُسکے آس پاس سکے رہنے والون کے لیے بشرطیکہ وہ پیادہ چل سکین سواری کی شرط نہین اور جو پیادہ نہ چل سکین تو اُنکے لیے بھی شرط ہی۔ (مراقی الفلاح)

(۷) ان سب شرائط کے ساتھ اسقدر وقت کا ملنا جسمین ارکان حج ادا ہوسکین اور مکہ معظمہ تک رفتار معتاد سے پہونچ سکے۔ (ردالمحتار)

یہانتک جو شرائط بیان ہوے یہ وہ تھے کہ اگر نہ پائے جائین تو حج فرض ہی نہوگا اور باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے اگر حج کیا جاے تو اُسکے بعد جسوقت یہ شرائط پائے جائین گے دوبارہ حج کرنا پڑیگا پہلا حج کافی نہوگا۔ اور اب آگے جو شرائط بیان کیے جاتے ہین وہ ایسے ہین کہ اُنکے نہ پائے جانے سے فرضیت حج کی ثابت رہے گی ہان بذات خود اُسوقت حج کرنا ضروری نہوگا بلکہ دوسرے سے حج کرالینا یا وصیت کرجانا کافی ہوگا اور جب شرائط پائے جائینگے پھر بذات خود حج کرنا پڑیگا اور باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے اگر حج کریگا تو دوبارہ نہ کرنا پڑیگا۔ (ردالمحتار)

(۸) بدن کا ایسے عوارض سے محفوظ ہونا جنکے سبب سے سفر نہ کرسکے پس اندھے[ع] اور لنگڑے اپاہج اور ایسے بوڑھے پر جو سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو بذات خود حج کرنا فرض نہین۔ اسیطرح تمام اُن امراض کو قیاس کرلو جو سفر سے باز رکھین۔

(۹) کسی بادشاہ ظالم کا خوف یا کسی کی قید مین نہونا۔

(۱۰) راستہ مین امن[ع] ہونا۔ اگر راستہ مین ڈاکہ زنی ہوتی ہو یا کوئی دریا ایسا حائل ہو کہ اُسمین بکثرت جہاز ڈوب جاتے ہون یا اور کسی قسم کا خوف ہو تو ایسی حالت مین بذات خود حج کرنا فرض نہین بلکہ اس امر کی وصیت کرجانا کہ بعد امن کے میری طرف سے حج کرلیا جاے کافی ہے۔

ع۱ یہ صاحبین کا مذہب ہو اور اسی پر فتوی ہی امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسے عوارض کی حالت مین دوسرے سے بھی حج کرانے کی ضرورت نہین ۱۲ ع۲ ہمارے زمانہ مین حجاج کے لیے قرنطینہ مقرر ہو پس اگر اسمین حج کرنے والون کے ساتھ زیادہ سختی کی جاوے تو اُسکا شمار بھی بے امنی مین ہوگا۔

(۱۱) عورت کے لیے ہمراہی مین شوہر یا کسی اور محرم[ع] کا موجود ہونا۔ اور محرم کا عاقل بالغ مسلمان ہونا بھی شرط ہے اور فاسق نہونا تو شوہر اور محرم دونون مین شرط ہے۔

(۱۲) عورت کے لیے عدّت[ع] کا نہونا جو عورت عدت مین ہو خواہ عدّت وفات کی ہو یا طلاق کی خواہ طلاق رجعی کی یا بائن کی بہرحال اُسپر اُس وقت حج فرض نہ ہوگا اگر سفر کر چکنے کے بعد عدت لاحق ہو جائے مثلاً اُس کا شوہر مرجائے یا طلاق بائن ہو جائے تو اُسکو دیکھنا چاہیے کہ جس مقام مین وہ ہے وہان سے مکۂ مکرمہ کی دوری بقدر مسافت سفر کے ہے یا اُسکے وطن کی اگر دونون اس مقدار سے کم ہین تو اُسکو اختیار ہے چاہے مکۂ مکرمہ جائے چاہے وطن واپس آئے اگر ایک کم ہے اور دوسری زیادہ تو جو کم ہے اُسی کو اختیار کرے یعنی اگر مکۂ مکرمہ مسافت سفر سے کم ہو تو وہان چلی جاے اور اگر وطن کم ہو تو وطن واپس آجاے اور اگر دونون کی دوری مسافت سفر کی برابر ہو تو اگر وہ مقام جہان وہ ہے کوئی شہر یا امن کی جگہ ہو تو وہین ٹھہر جاے اور عدت پوری کرے اور اگر امن کی جگہ نہو تو امن کے مقام مین جو وہان سے قریب تر ہو جاکر عدت پوری کرے عدت کے پورا کرنے کے بعد اگر حج کا زمانہ باقی ہو تو حج کے لیے جا سکتی ہے اور اگر اُس کے شوہر نے اُسکو طلاق رجعی دی ہو تو اُسکے شوہر کو چاہیے کہ اُسکو اپنے ہمراہ رکھے۔

[ع] محرم اُسکو کہتے ہین جسکے ساتھ کبھی نکاح درست نہ ہو خواہ نسب کے سبب سے جیسے باپ چچا بھائی بیٹا وغیرہ یا دودھ کے باعث جیسے دودھ شریک بھائی وغیرہ یا سُسرالی قرابت کی وجہ سے جیسے خسر وغیرہ لیکن پھر بھی احتیاط اُس کو چاہیے کہ جوان عورت اپنے سسرالی یا دودھ کے رشتہ دارون کے ہمراہ سفر نہ کرے ۱۲

[ع] عدت اُس زمانہ کو کہتے ہین جو عورت کے لیے بعد طلاق کے یا بعد شوہر کی وفات کے شریعت سے مقرر کیا گیا ہے کہ اس مدت کے اندر دوسرا نکاح نہین کر سکتی ۱۲

حج کے صحیح ہونے کی شرطین

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر کا حج صحیح نہین۔ بعد اسلام کے اُسکا پہلا حج کافی نہوگا۔
(۲) حج کے تمام فرائض کا بجالانا اور مفسدات سے بچنا۔
(۳) زمانہ حج مین حج کرنا اور اُسکے ہر رکن کا اپنے اپنے وقت مین ادا کرنا مثلاً وقوف اپنے وقت مین طواف اپنے وقت مین حج کرنیکے مہینہ یہ ہین۔ شوال ذیقعدہ اور ذیحجہ کا پہلا عشرہ
(۴) مکان یعنی حج کے ہر رکن کا اُسی مقام مین ادا کرنا جو اُسکے لیے معین ہے مثلاً طواف کا مسجد حرام کے گرد ہونا وقوف عرفات کا عرفات مین ہونا وغیر ذلک۔
(۵) سمجھ دار اور عاقل ہونا۔
(۶) جس سال احرام باندھا ہے اُسی سال حج کرنا۔

حج کی فرضیت ساقط ہونے کی شرطین

حج کے فرضیت کی پہلی سات شرطین اور حج کے صحیح ہونے کی کل شرطین جو مذکور ہوئین اُنکا پایا جانا بھی ضروری ہے اور اُسکے علاوہ چار شرطین اور ہین۔
(۱) اسلام کا آخر عمر تک باقی رہنا اگر خدانخواستہ درمیان مین مُرتد ہو جاے (معاذ اللہ منہ) تو وہ پہلا حج کافی نہوگا اور درصورت پائے جانے شرائط فرضیت کے دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔
(۲) بشرط قدرت بذات خود حج کرنا اگر باوجود قدرت دوسرے سے حج کرا ئے تو فرض ادا نہوگا گو ثواب مل جائے گا۔
(۳) حج کا احرام باندھتے وقت نفل کی نیت نکرنا۔
(۴) حج کا احرام باندھتے وقت کسی دوسرے کی طرف سے نیت نکرنا۔

حج کا مسنون و مستحب طریقہ

اے زگلت نازدہ سرِ حب دل | باندھ زحب وطنت پا بہ گل
خیز کہ شد پردہ کش و پردہ ساز | مطربِ عشاق براہِ حجاز
رو بحرم کن کہ دران خوش حریم | ہست سیہ پوس نگاری مقیم
صحن حرم روضۂ خلدِ برین | او بجنان صحن مُربع نشین
قبلۂ خوبان عرب روے او | سجدۂ شوخانِ عجم سوے او

جب کسی خوش نصیب صاحب اقبال پر رب العرش کی رحمت خاصہ کا نزول ہو اور حق تعالی اپنے فضل و کرم سے اُسکو اس سعادت عظمی کی توفیق دے اور حج بیت اللہ کا مبارک ارادہ اُسکے قابل قدر دل مین پیدا ہو تو اُسکو چاہیے کہ استخارہ[ع] کرکے کوئی تاریخ اس سفر مقدس کی معین کرے اور جہانتک ممکن ہوا برار واخیار کے ہمراہی کی کوشش کرے اور اس امر کے لیے بھی استخارہ کرے اور اپنے مان باپ سے اجازت حاصل کرے اور تمام اپنے احباب واعزہ سے رخصت ہو اور اُنسے معافی طلب کرے اور جن جن لوگون کے حقوق مانند قرض وغیرہ کے اُسکے ذمہ ہون اُنکو ادا کردے یا اُنسے اجازت لیلے جب چلنے لگے تو مسجد مین دو رکعت نماز سفر پڑھے اور کچھ صدقہ دے اور خدا کا شکر کرتا ہوا منزل مقصود کی طرف روانہ ہو جائے[۵]

زہے سعادت آن بندہ کہ کرد نزول | گہے بہ بیت خدا و گہے بہ بیت رسول

کم از کم اپنے وطن سے ایسے وقت چلے کہ مکہ مکرمہ مین ذیحجہ کی ساتوین تاریخ سے پہلے پہونچ جاے تاکہ ساتوین تاریخ کا خطبہ سُن سکے۔

ع استخارہ کا مسنون طریقہ اور اُسکی دعا دوسری جلد مین دیکھو ۱۲ ع ۵ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ پنجشنبہ کے دن روانہ ہو کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے پنجشنبہ کے دن مدینہ طیبہ سے روانہ ہوے تھے۔ ۱۲

جب میقات پر پہونچے تو احرام باندھ لے اگر مفرد ہو تو صرف حج کا اور قارن ہو تو حج و عمرہ دونون کا متمتع ہو تو صرف عمرہ کا۔

احرام[1] کے بعد تمام گناہون سے اور تمام اُن باتون سے جو حالت احرام مین ممنوع[2] ہین پرہیز کرے اور احرام کے بعد فوراً اور نیز ہر صُبح کو اور جب بلندی پر چڑھے یا نشیب مین اُترے یا کسی کو سوار آتا ہوا دیکھے اور جب باہم ایک دوسرے سے ملاقات کرے اور ہر نماز کے بعد غرض ہر حال مین کھڑے بیٹھے سوا حالت طواف کے بلند آواز سے تلبیہ کی کثرت کرے مگر اتنا نہ چلّائے کہ تکلیف ہو اور جب مکہ مکرمہ قریب آجائے تو غسل کرے اور وہان دن مین کسی وقت بابُ المُعلی سے داخل ہو اور سب سے پہلے مسجد حرام کی زیارت کرے اور مسجد حرام مین باب السّلام کی طرف سے شرف و وصول حاصل کرے اور اُسوقت اگر بدقسمتی سے خدانخواستہ حالت ذوق و شوق مین کچھ کمی ہو تو بہ تکلف[3] آثار شوق پیدا کرے اور نہایت خشوع و خضوع کی حالت اپنے اوپر طاری کرے اور اس مقام مقدس کی جلالت و عظمت کا تصوّر ہر وقت دلمین رکھے اور تلبیہ[4] کے ساتھ تہلیل بھی کرتا رہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا رہے اور اُسوقت جو شخص اُس سے مزاحمت کرے اُسکے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آئے اور کعبہ کے جمال دلربا پر نظر پڑتے ہی جو کچھ دل چاہے اپنے پروردگار سے طلب کرے پھر تکبیر و تہلیل کرتا ہوا حمد و صلوٰۃ پڑھتا ہوا حجر اسود کے مقابلہ مین آئے

---

[1] گناہ کا ارتکاب تو ہر حالت مین ممنوع ہے لیکن احرام کی حالت مین اُس کا ارتکاب اور بھی زیادہ قبیح ہے ۱۲ [2] حالت احرام مین جو چیزین ممنوع ہین اُن کا ذکر انشاء اللہ آگے ہوگا ۱۲ [3] زیادہ تکلف کی بھی ضرورت نہین صرف یہ خیال کر لینا کافی ہے کہ یہ کون مقام مقدس ہے جس کی آرزو برسون لوگون کے دلون مین رہتی ہے اور بڑی خوش قسمتی سے یہ دن نصیب ہوتا ہے علاوہ برین اُس عظیم الشان مجمع مین اکثر لوگ صاحب درد و ذوق ہونگے اُن کی حالت پر نظر کرنا بھی بہت مفید ہوگا ۱۲
[4] تلبیہ کے ساتھ تہلیل کرنے مین علمانے یہ حکمت لکھی ہے کہ اس سے توہم شرک دفع ہوجاتا ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس مکان کی پرستش منظور ہے ۱۲

اور اُسکا استلام کرے۔

آفاقی ہو تو طواف قدوم کرے طواف کرتے وقت اپنی چادر بصورت اضطباع اوڑھ لے۔ طواف اپنی داہنی طرف سے جو کعبہ مکرمہ کے دروازہ سے قریب ہے شروع کرے طواف مین حطیم کو بھی شامل کرے اور سات شوط کرے ہر شوط کا ختم حجر اسود سے کے مقابلہ مین اور ہر مرتبہ جب حجر اسود کے مقابلہ مین آئے تو اُسکا استلام کرے اور پہلے تین شوطون مین رمل کرے اور نیز ہر شوط مین رُکن یمانی کا بھی استلام کرے۔ بعد اُسکے دو رکعت نماز طواف بہ نیت واجب مقام ابراہیم علیہ السلام مین پڑھے وہان نہ میسّر ہو تو کعبہ شریفہ کے اندر جس جگہ چاہے نماز پڑھ لے اُسکے بعد ملتزم مین آئے اور زمزم کا پانی پیے اور پھر حجر اسود کا استلام کرکے سعی کرے اور جب صفا پر چڑھے تو بیت اللہ کی طرف منھ کرکے کھڑا ہو اور تکبیر وتہلیل کرے درود پڑھے اور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے پھر جب مروہ پر چڑھے تو اسیطرح کرے یہان بھی سات شوط پورے کرے ہر شوط کی ابتدا صفا سے ہو اور انتہا مروہ پر اور ہر شوط مین میلین اخضرین کے درمیان مین سعی کرے اور بہتر ہے کہ طواف قدوم کے بعد بحالت احرام مکہ مکرمہ مین ٹھہرا رہے اور جتنے دن وہان رہے روزانہ جسقدر چاہے طواف کرے طواف کے لیے کوئی وقت مقرر نہین جسوقت چاہے کرے مگر ان طوافون مین رمل اور اسکے بعد سعی نکرے۔

پھر ذیحجہ کی **ساتوین** تاریخ کو کعبہ مکرمہ کے اندر امام خطبہ پڑھے اور اسمین حج کے مسائل بیان کرے یہ خطبہ ظہر کی نماز کے بعد پڑھا جائے اور ایک خطبہ ہو۔

ع۵ علما نے لکھا ہے کہ پندرہ مقامات ایسے ہین جہان دعا قبول ہوتی ہے منجملہ اُنکے کعبہ مکرمہ کے دیکھنے کے وقت اور زمزم کا پانی پیتے وقت اور ملتزم مین وغیرہ ذلک ۱۲

ع۶ زمزم کا پانی کھڑے ہوکر پینا مستحب ہے علما نے لکھا ہے کہ تین قسم کے پانیون کا بغرض تعظیم کھڑے ہوکر پینا وارد ہوا ہو۔ زمزم کا پانی۔ وضو کا بچا ہوا پانی۔ مومن کا جھوٹا پانی۔ ان کے علاوہ اور کسی پانی کا کھڑے ہوکر پینا مکرہ ہو ۱۲

پھر ذیحجہ کی آٹھوین تاریخ کو فجر کی نماز مکہ معظمہ مین پڑھکر منیٰ جانے کی تیاری کرے اور ایسے وقت جائے کہ ظہر کی نماز منیٰ مین جاکر پڑھے اور منیٰ مین قیام کرے اورجتنی الوسع مسجد خیف کے قریب ٹھیرے۔

منیٰ مین نوین تاریخ کو فجر کی نماز اول وقت اندھیرے مین پڑھے پھر جب آفتاب نکل آئے تو عرفات جائے اور وہان وقوف کرے جب ظہر کا وقت آجائے تو فورًا مسجد نمرہ مین جائے اور امام اسوقت مثل جمعہ کے دو خطبے پڑھے اور اُنکے درمیان مین خفیف جلسہ بھی کرے اورجس وقت امام منبر پر بیٹھے اُسکے سامنے اذان بھی دی جائے ان خطبون مین حج کے مسائل بیان کیے جائین خطبون سے فراغت کرکے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھ لی جائے اذان صرف ایک مرتبہ دیجائے ہان اقامت دونون فرضون کے لیے علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے اوردونون فرضون کے درمیان مین کوئی نفل نہ پڑھی جائے ان دونمازون کے ایک وقت مین پڑھنے کی اُسی شخص کو اجازت ہے جو محرم ہو اور امام کے ساتھ نماز پڑھے نماز سے فارغ ہوکر پھر موقف چلاجائے عرفات مین سوابطن عرنہ کے جہان چاہے وقوف کرے اور وقوف کے لیے زوال کے بعد غسل بھی کرلے اورجبل رحمت کے پاس قبلہ رو کھڑے ہوکر تکبیر تہلیل تلبیہ کرتا ہوا ہاتھ پھیلاکر خوب دل سے دُعا مانگے اور بہت گڑگڑائے اور اپنے اور اپنے والدین اور تمام اعزّہ کے لیے استغفار کرے اور اس وقت کو غنیمت سمجھے خصوصًا اگر آفاقی ہو کیونکہ اُسکو یہ دن کہان نصیب ہوتا ہی اور وقوف سواری پر افضل ہو ورنہ کھڑا رہنا بہ نسبت بیٹھے رہنے کے بہتر ہے اور امام اسکے بعد ایک خطبہ پڑھے اُسمین حج کے مسائل بیان کرے یہ خطبہ نماز ظہر کے بعد پڑھا جائے۔ پھر جب آفتاب غروب ہوجائے تو امام مع تمام لوگون کے آہستگی کے ساتھ عرفات سے مُزدلفہ کی طرف روانہ ہوجائے اور

جب وسیع میدان ملجائے تو تیز روی بھی کر سکتے ہین بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہو جب مزدلفہ پہونچ جائین تو جبل قزح کے قریب اُترین اور آنے جانے والون کے لیے راہ چھوڑ دین اور وہین مغرب وعشا کی نماز ایک ساتھ پڑھین اذان بھی ایک ہی مرتبہ پڑھی جائے اور اقامت بھی ایک ہی مرتبہ اور دونون فرضون کے درمیان مین کوئی نفل نہ پڑھین اور اگر کوئی شخص مزدلفہ کے راستہ مین مغرب کی نماز پڑھ لے تو وہ درست نہوگی بلکہ اُسکو چاہیے کہ طلوع آفتاب سے پہلے پہلے اُسکا اعادہ کر لے **دسوین** تاریخ کی رات بھر مزدلفہ مین ٹھہرے جب صبح ہو جائے تو فجر کی نماز سب لوگ اول وقت اندھیرے مین پڑھ لین پھر سب لوگ وہان وقوف کرین مزدلفہ مین سوا بطن محسر کے جہان چاہین وقوف کر سکتے ہین اس وقوف کی حالت مین سب لوگ نہایت الحاح وزاری کے ساتھ اپنے دینی دنیوی مقاصد کیلیے خداوندعالم سے دعا کرین اور بہت الحاح وزاری کے ساتھ یہ التجا کرین کہ اے پروردگار جسطرح تونے ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائین قبول فرمائین اُسی طرح اپنے فضل سے ہماری دعائین بھی قبول فرما۔ آفتاب نکلنے سے کچھ پہلے وقوف ختم کر دین پھر جب روشنی خوب پھیل جائے تو آفتاب نکلنے سے پہلے سب لوگ امام کے ہمراہ منیٰ واپس جائین اور وہان اُترین پھر جمرۃ العقبہ کے پاس اگر نشیب سے اُسکو رمی کرین سات کنکریان ماری جائین اور یہ کنکریان یا تو مزدلفہ سے ہمراہ لیتے آئین یا راستہ سے اُٹھا لین جمرۃ العقبہ کے پاس سے نہ لین رمی کے ابتدا ہی سے تلبیہ موقوف کر دین بعد اسکے قربانی کرین پھر اپنے سر کو منڈوا ڈالے یا ایک اُنگل کتروا دے مرد کے لیے منڈوانا بہتر ہی اور عورت کو منڈوانا منع ہے اُسکو کتروا دینا چاہیے۔ اسکے بعد وہ تمام باتین جو حالت احرام مین منع تھین سوا رفث کے جائز ہو جائینگی پھر منیٰ مین نماز عید

پڑھکر اُسی دن مکہ معظمہ جائے اور طواف زیارت کرے اِس طواف مین رمل اور
سعی دونون نکرے اور اگر اس سے پہلے طواف مین سعی نہ کی ہو تو اس طواف مین
رمل اور سعی دونون کرے طواف زیارت کرکے پھر منیٰ مین واپس آئے وہان
ٹھیرے طواف زیارت کے بعد رفث بھی جائز ہو جاتا ہے۔
گیارھوین تاریخ کو زوال کے بعد پیادہ یا تینون جمرون کی رمی کرے جو
مسجد خیف کے پاس ہی اُسکو سات کنکریان مارے ہر مرتبہ تکبیر کہتا جائے بعد
اُسکے وہین ٹھہر کر حمد وصلوۃ پڑھکر جو کچھ چاہے دعا کرے اور اپنے اور اپنے والدین
اور تمام مسلمانون کے لیے استغفار کرے پھر اِسیطرح اُس جمرہ کی رمی کرے جو پہلے
جمرہ کے قریب ہی اور اُسکے پاس بھی ٹھہر کر دعا کرے پھر سوار ہو کر جمرۃ العقبہ کی
رمی کرے اور وہان نہ ٹھیرے پھر رات بھر منیٰ مین رہے۔
بارھوین تاریخ کو تینون جمرون کی بدستور سابق پھر رمی کرے اور اُسیدن
غروب آفتاب سے پہلے مکہ مکرمہ واپس چلا آئے اور راستہ مین تھوڑی دیر کیلیے محصب
مین اُترے پھر جب مکہ مکرمہ سے سفر کرنے لگے تو طواف وداع کرے اِس طواف
مین بھی رمل وسعی نہین ہی پھر طواف کی دو رکعتین پڑھکر زمزم کا مبارک پانی پیئے
اور گھونٹ گھونٹ کرکے پیئے اور ہر مرتبہ کعبہ مکرمہ کی طرف دیکھکر حسرت سے آہ سرد
بھرے پھر اُس مقدس چوکھٹ کو بوسہ دے جو بیت اللہ مین ہے اور اپنا مُنھ
اور سینہ ملتزم پر رکھدے اور کعبہ مکرمہ کے پردون کو پکڑ کر دعا کرے اور روئے
اگر خودبخود حالت طاری نہو تو اُس مقدس سرزمین کے فراق کا تصور کرکے بہ تکلف
اپنے اوپر حالت پیدا کرے پھر پچھلے پیرون واپس آئے یعنی کعبہ شریفہ کی طرف
پشت نکرے حج کے تمام افعال ختم ہو گئے۔
عورت بھی اِسیطرح حج کرے مگر بآواز بلند تلبیہ نکرے اور سلےین اخضرین کے

درمیان مین سعی نکرے اور ازدحام کے وقت حجر اسود کا استلام نکرے اور رمی کے بعد اپنے بالون کو نہ منڈوائے بلکہ ایک ایک اُنگل کتروا ڈالے۔ یہ طریقہ **مفرد** کے حج کا ہی **قارن** بھی اسیطرح تمام افعال ادا کرے صرف فرق یہ ہی کہ وہ جب مکہ مکرمہ مین پہونچے تو سب سے پہلے عمرہ کا طواف کرے اُسکے بعد طواف قدوم کرے عمرہ کے طواف اور طواف قدوم دونون کا طریقہ ایک ہی ہے سعی بھی ہر طواف کے بعد کرے پھر دسوین تاریخ کو جمرۃ العقبہ کی رمی کرکے قربانی ضرور کرے اگر نہ استطاعت ہو تو تین روزے دسوین تاریخ سے پہلے اور سات روزے بعد ایام تشریق کے رکھے۔ **متمتع** کو چاہیے کہ وہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھکر مکہ معظمہ آئے اور عمرہ کا طواف کرے اور اُسی وقت تلبیہ موقوف کردے۔ طواف کے بعد نماز طواف پڑھکر سعی کرے اس طواف کے پہلے تین شوطون مین رمل بھی کرے بعد اسکے اپنے سر کو منڈوا ڈالے یا بال کتروالے پھر چاہے تو احرام سے باہر ہوجائے چاہے نہ باہر ہو باہر ہوجائیگا تو حج کے احرام کے لیے میقات جانا پڑے گا نہ باہر ہوگا اور مکہ مین رہے تو اُسکی میقات حرم ہے۔ الغرض اس طواف کے بعد از سر نو حج کا احرام باندھے اور بہتر ہے کہ آٹھوین تاریخ کو حج کا احرام باندھے پھر مفرد کی طرح حج کے تمام ارکان بجا لائے اور قارن کی طرح قربانی اسپر بھی ضروری ہے نہ کرسکے تو اُس کے مانند دس روزے رکھے۔

اور اگر متمتع اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو تو وہ عمرے کے طواف کے بعد قربانی کرے اسکے بعد حج کا احرام کرے اور پھر بدستور سابق حج کرے بعد اُسکے دسوین تاریخ کو تحلیق یا تقصیر کرے تب وہ عمرہ اور حج دونون کے احرام سے باہر ہوجائیگا اس سے پہلے عمرہ کے احرام سے بھی باہر نہین ہوسکتا۔

حج کے فرائض

حج مین چھہ فرض ہین۔

(۱) احرام۔ یہ حج کے لیے شرط بھی ہی اور رکن بھی ہی اگر شرط نہوتا تو زمانہ حج سے پیشتر احرام صحیح نہوتا اور اگر رکن نہوتا تو جس شخص کو حج نہ ملے اُسکو احرام پر قائم رہنا درست نہوتا۔

(۲) وقوف عرفات۔ گو ایک منٹ ہی کے بقدر ہو اور خواہ دن مین ہو یا رات مین

(۳) طواف زیارت کا اکثر حصّہ یعنی چار شوط۔

(۴) ان فرائض مین ترتیب کا لحاظ یعنی احرام کو وقوف پر مقدم کرنا اور وقوف کو طواف زیارت پر مقدم کرنا۔

(۵) ہر فرض کو اُسی کے مکان مخصوص مین ادا کرنا یعنی وقوف کا خاص عرفات مین اور طواف کا خاص مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ کے گرد ہونا۔

(۶) ہر فرض کا اُسی خاص وقت مین ادا کرنا جو شریعت سے اُسکے لیے مقرر ہی یعنی وقوف کا نوین ذیحجہ کی ظہر کے وقت سے دسوین تاریخ کی فجر سے پہلے ادا کرنا اور طواف کا اسکے بعد ادا کرنا۔

حج کے واجبات

حج مین چھہ واجب ہین (۱) وقوف مزدلفہ (۲) سعی (۳) رمی (۴) آفاقی کے لیے طواف قدوم (۵) حلق یا تقصیر (۶) قارن اور متمتع کو قربانی کرنا۔ حج کے واجبات لوگون نے پینتیس تک لکھے ہین مگر درحقیقت وہ بلا واسطہ حج کے واجبات نہین ہین بلکہ اُسکے افعال کے ہین کوئی احرام کا ہی اور کوئی طواف کا اور کوئی وقوف کا لہذا ہمنے صرف انھین چھہ واجبات پر اکتفا کی اور باقی واجبات کو ہم اسی فعل کے ضمن

مین بیان کرینگے جن کا وہ واجب ہے۔

حج کے مسائل

حج مین بہت سے ارکان ہین ہر رکن کے مسائل علحدہ بیان کیے جاتے ہین تاکہ اُن کے معلوم کرنے مین آسانی رہے۔

احرام (۱) میقات سے بغیر احرام کے آگے نکل جانا مکروہ تحریمی ہے گو مکہ معظمہ بغرض تجارت یا سیر ہی کیون نہ جاتا ہو۔ (۲) میقات پر پہونچکر احرام باندھنا واجب ہے اور جو میقات سے پہلے باندھے بشرطیکہ اسکے آداب کی رعایت کر سکے تو افضل ہے (۳) احرام جس چیز کا باندھا جائے خواہ حج کا یا عمرہ کا اُس احرام سے بغیر اُس چیز کے پورا کیے ہوے باہر ہوجانا جائز نہین اگرچہ وہ فاسد بھی ہو جائے بخلاف نماز کے کہ اگر وہ فاسد ہوجائے تو اُسکا پورا کرنا جائز نہین ہان اگر حج کا احرام کیا ہو اور حج کا زمانہ فوت ہوجائے تو عمرہ کرکے احرام سے باہر ہوجائے اسیطرح حج سے روک دیا جائے تو بھی ہدی ذبح کرکے احرام سے باہر ہوجائے (۴) احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا سنت مؤکدہ ہے نہو سکے تو صرف وضو پر اکتفا کرے حیض ونفاس والی عورت اور نابالغ بچون کے لیے بھی غسل مسنون ہے اس غسل کے عوض مین تیمم مشروع نہین کیونکہ یہ غسل صفائی کے لیے ہے نہ طہارت کی غرض سے (۵) غسل سے پہلے ناخون کا کترانا اور حجامت کا بنوانا اور بعد غسل کے سپید چادر اور تہ بند کا پہننا اور خوشبو لگانا مستحب ہے (۶) احرام کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز بہ نیت واجب پڑھے بشرطیکہ کوئی وقت مکروہ نہو بعد اسکے مفرد اپنے دل مین صرف حج کا ارادہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اس ارادہ مین کامیابی کی دعا مانگے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

ای اللہ مین حج کا ارادہ رکھتا ہون پس تو اُسکو میرے لیے آسان کردے اور اُسکو
مجھ سے قبول فرما اور معتمر اپنے دل مین صرف عمرہ کی نیت کرے اور یون دعا مانگے
اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡعُمۡرَۃَ فَیَسِّرۡھَا لِیۡ وَتَقَبَّلۡھَا مِنِّیۡ ای اللہ مین عمرہ کا ارادہ
رکھتا ہون پس تو اُسکو میرے لیے آسان کردے اور اُسکو مجھ سے قبول فرما اور قارن
حج وعمرہ دونون کی نیت ایک ساتھ کرے اور یون دعا مانگے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ
الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَۃَ فَیَسِّرۡھُمَا لِیۡ وَتَقَبَّلۡھُمَا مِنِّیۡ ای اللہ مین حج اور عمرہ کا ارادہ
رکھتا ہون پس تو ان دونون کو میرے لیے آسان کردے اور اُنکو مجھ سے قبول فرما
اور متمتع پہلے عمرہ کی نیت بطریق مذکور کرکے بعد اسکے جب عمرہ کے افعال سے
فراغت پائے تو حج کی نیت کرے۔ بعد ان تینون کے تلبیہ کرے اور دلمین نیت
حج یا عمرہ وغیرہ کی مضبوط رکھے۔ نیت کرکے تلبیہ کہتے ہی احرام بندہ جاتا ہی جسطرح
نماز مین نیت کرکے تکبیر کہتے ہی تحریمہ بندہ جاتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص بعد
نیت کے تلبیہ نکرے بلکہ مکہ مکرمہ کی طرف اونٹ قربانی کے لیے لیکر روانہ ہوجائے
یا کسی اونٹ کی تقلید کردے (خواہ وہ اونٹ کسی نفل قربانی کا ہو یا حرم مین کوئی
شکار اُسنے کیا ہو اُسکے بدلے کا ہو) اور اُسکے ہمراہ حج کے ارادہ سے خود بھی روانہ
ہوجائے یا اُسکو پہلے روانہ کردے اور بعد اسکے خود بھی چل دے کہ میقات سے
پہلے اُس سے مل جائے یا عمرہ یا قران کیلیے ہدی روانہ کرے اور پھر خود بہ نیت احرام
روانہ ہوجائے تو یہ افعال قائم مقام تلبیہ کے ہوجاوینگے اور ان افعال کے کرتے ہی
احرام بندھ جائیگا بشرطیکہ یہ سب افعال حج کے زمانہ مین ہون۔ بخلاف اسکے اشعار
اور تجلیل اور اونٹ کے سوا اور کسی جانور کی تقلید یا قربانی کا بغرض عمرہ وقران کے
روانہ کرنا اور پھر اُس سے میقات کے پہلے نہ ملجانا قائم مقام تلبیہ کے نہین اور ان افعال سے

عہ جس صورت مین کہ عمرہ یا قران کی قربانی روانہ کرتے تو اُس صورت مین خود لیکر
جانا یا اُس سے میقات کے پہلے جاکر ملجانا ضروری نہین ۱۲ عہ یہ حاشیہ صفحہ ۲۹ مین ہے

احرام ہوگا (۷) احرام کے صحیح ہونے کے لیے کسی رُکن خاص کا نیت مین معین کرنا ضروری نہین بلکہ اگر کسی رُکن کی تعیین نکرے یعنی نیت مین نہ حج کی تخصیص کرے نہ عُمرہ کی تب بھی احرام صحیح ہوجائے گا ہان قبل شروع کرنے افعال کے اُسکو معیّن کرنا ضروری ہی اور نکرے گا اور افعال شروع کردیگا تو وہ احرام عمرہ کے لیے معین ہوجائیگا اور اگر کوئی شخص حج کی نیت کرے مگر اُسمین فرض یا نفل کی تخصیص نکرے تو وہ احرام حج فرض کا ہوجائے گا بشرطیکہ اُسکے ذمہ حج فرض ہو اور اگر باوجود حج کے فرض ہونے کے نفل کی نیت کریگا تو وہ احرام نفل ہی کا ہوگا - اسی طرح اگر کسی کے ذمے فرض ہو اور وہ اپنے حج مین کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنیکی نیت کرے یا نذر کے حج کی نیت کرے تو جیسی نیت اُسنے کی ہوگی ویسا ہی ہوگا[۵۲] (۸) احرام کی حالت مین اُن افعال کا ارتکاب ممنوع ہے - رفث کرنا - گناہ کا ارتکاب[۵۳] کسی سے جھگڑا کرنا[۵۴] جنگلی جانور[۵۵] کا خود شکار کرنا یا اس کی طرف اشارہ کرنا تاکہ کوئی

صفحہ ۲۹ یعنی ہدی کا روانہ کرنا یا اسکو لیکر جانا - اور یہ افعال قائم مقام تلبیہ کے اس سبب سے ہین کہ جسطرح تلبیہ نسک یعنی حج یا عمرہ ہی کے وقت ہوتا ہی اسیطرح یہ افعال بھی نسک کیساتھ خاص ہین بخلاف اشعار وغیرہ کے کہ وہ کبھا اوقات اور کسی فائدہ کے لیے بھی کیے جاتے ہین مثلا اشعار بغرض علاج اور تجلیل سردی سے محفوظ رکھنے کے لیے بھی ہوتے ہین ۱۲ ۵۱ چنانچہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب یمن سے واپس آے ہین تو اُنھون نے یہی کہکر احرام باندھا ہی کہ جس نسک کے لیے رسول خدا صلعم نے احرام باندھا ہی اُسکے لیے مین بھی احرام باندھتا ہون (بحر الرائق)

۵۲ امام ابو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف کا مذہب ہی اور امام شافعی کے نزدیک جس شخص کے اوپر حج فرض ہے وہ اگر حج نفل کی نیت کرے یا کسی دوسرے کی طرف سے تو وہ احرام حج فرض ہی کے لیے ہوگا اور اُسکا فرض ادا ہو جائے گا امام شافعی حج کو روزے پر قیاس کرتے ہین کہ جسطرح رمضان کے مہینہ مین اگر نفل روزہ کی نیت کیجاے تب بھی فرض ہی ادا ہوتا ہی اسیطرح حج کے زمانہ مین چاہے نفل کی نیت کرے تب بھی فرض ہی ادا ہوگا مگر یہ قیاس صحیح نہین حج کا وقت روزہ کیوقت کے مثل نہین ہی جیساکہ اصول فقہ مین ثابت ہوچکا ہی ۱۲ ۵۳ گناہ کا ارتکاب اگرچہ ہر حالت مین ممنوع ہی مگر حالت احرام مین اسکا صدور اور بھی زیادہ قبیح ہی جسطرح ریشمی لباس کا استعمال ہر حالت مین منع ہی مگر حالت نماز مین اسکا استعمال اور بھی زیادہ بُرا ہی (در المختار) ۵۴ اس سے مراد دنیاوی امور مین یا بلا ضرورت دینی امور مین جھگڑنا لیکن اگر ضرورت سخت واقع ہوجائے اور دینی معاملہ ہو تو پھر کچھ مضایقہ نہین کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر موجب کی تکمیل کا باعث ہی اشارتی ۵۵ دریائی جانورون کے شکار کی ممانعت نہین گو وہ از قسم ماکولات نہون ۱۲

دوسرا شخص شکار کرے یا کسی قسم کی شکار مین اعانت[۵۱] کرنا سلے[۵۲] ہوے کپڑے کا پہننا[۵۳] مثل کرتہ۔ پائجامہ۔ ٹوپی۔ عبا۔ قبا۔ موزون[۵۴] وغیرہ کے۔ ورس یا زعفران یا کسم[۵۵] یا کسی اور خوشبودار چیز سے رنگے ہوے کپڑے کا استعمال کرنا منھ[۵۶] اور سر کا کسی چیز سے چھپانا۔ ڈاڑھی اور سر کے بالون کا خطمی سے دھونا خوشبو[۵۷] کا استعمال کرنا تیل[۵۸] کا استعمال کرنا۔ اپنے جسم[۵۹] کے بالون کا (خواہ دوسر کے ہون یا ڈاڑھی کے یا اور کسی مقام کے) منڈوانا یا کسی دوا کے ذریعہ سے اُنکا اُڑا دینا یا کتروانا یا اکھاڑ ڈالنا یا جلا دینا ناخون[۶۰] کا کتروانا۔ ان باتون کے علاوہ اور کسی بات کی ممانعت نہین نہانا[۶۱]۔ سایہ مین آرام لینا بشرطیکہ وہ چیز جس سے سایہ لے اُسکے سر اور چہرہ مین نہ لگنے پائے۔ ہمیانی کا

۵۱ کسی شخص کو شکار کے ذبح کرنے کے لیے چاقو وغیرہ دینا یا کوئی آلہ شکار کا مثل بندوق وغیرہ کے اسکے حوالہ کرنا اور شکار کا بھگانا یا اسکے پر وغیرہ کا توڑ ڈالنا یا اُسکی خرید و فروخت کرنا اس کا گوشت کھانا یہ سب شکار کی اعانت مین داخل ہے۔ جوئین اور مچھر وغیرہ کا توڑ ڈالنا یا اُس کی خرید و فروخت کرنا اسکا گوشت کھانا یہ سب شکار کی اعانت مین داخل ہے۔ جوئین اور مچھر وغیرہ کا بھی شمار جنگلی جانورون مین ہے ان کا قتل بھی جائز ہے ان کے مرجانے کے لیے کپڑے کا دھوپ مین ڈالنا یا اُس کا دھونا سب ممنوع ہے ۱۲ ۵۲ اگر کوئی کپڑا اس طرح بنایا گیا ہو کہ خود بخود جسم پر قائم رہے مثل پائتابہ بنیان وغیرہ کے وہ بھی سلے ہوے کے حکم مین ہے ۱۲ ۵۳ پہننے سے مراد وہ طریقہ استعمال ہے جو مروج ہو مثلاً کرتہ کا پہننا اس طرح معمول ہے کہ آستین مین ہاتھ ڈالے جاتے ہین اور سر اُس کے گریبان مین داخل کیا جاتا ہو اگر کوئی شخص کرتہ کو اپنی پشت پر ڈال لے اور اُس کی آستینون مین ہاتھ نہ داخل کرے نہ اسکے گریبان مین سر ڈالے تو ممنوع نہین ۱۲ ۵۴ ہان اگر جوتیان نہ ملین تو موزون کو کاٹ ڈالے تاکہ ٹخنون سے نیچے ہو جائین اس کے بعد انکو پہن سکتا ہے ۱۲ ۵۵ ہان اگر اسکو دھو ڈالے کہ اسکی خوشبو بالکل جاتی رہے تو اُس کا پہننا جائز ہے ۱۲ ۵۶ خواہ پورا منھ چھپائے یا اس کا بعض حصہ ہان کسی بدبو وغیرہ کی وجہ سے یا پونہین ناک پر ہاتھ رکھ لینا جائز ہے ۱۲ ۵۷ خوشبو کا بغیر استعمال کے بالاختیار سونگھنا مکروہ ہے ۱۲ (شامی) ۵۸ تیل کا اگرچہ مصنفین نے ذکر نہین کیا لیکن وہ چونکہ تمام خوشبوؤن کی اصل ہو اس لیے وہ بھی خوشبو مین داخل ہے اور اس کا استعمال ممنوع ہو ۱۲ (بحر الرائق) ۵۹ جسطرح اپنے بالون کا منڈوانا منع ہو اسیطرح حالت احرام مین کسی دوسرے کے بالون کا مونڈ دینا بھی ناجائز ہے اگرچہ وہ دوسرا محرم نہو ۱۲ ۶۰ ہان اگر کوئی ناخون ٹوٹ گیا ہو کہ اُسمین نمو نہو سکے تو اسکا کاٹ ڈالنا جائز ہے ۱۲ ۶۱ مگر مستحب ہو کہ نہانے مین بدن کا میل نہ صاف کیا جائے بلکہ حرارت کے دفع کرنے کے لیئے نہائے کیونکہ حج مین لطافت اور نظافت مطلوب نہین بلکہ پراگندگی اور شوریدہ سری مرغوب ہو ۱۲

کمر مین باندھنا۔ ہتیاروں کا کمر مین لگانا اپنے پاس رکھنا۔ انگوٹھی وغیرہ پہننا بے خوشبو سُرمہ کا استعمال کرنا۔ ختنہ کرانا۔ فصد لینا۔ پچھنے لگوانا بشرطیکہ بال نہ ٹوٹنے پائے۔ دانت کا اکھڑوانا۔ اپنے بدن کا یا سر کا نرمی کے ساتھ کھجلانا کہ بال نہ ٹوٹنے پائین نہ کوئی جوئین وغیرہ گرنے پائے۔ نکاح کرنا غرض یہ تمام باتین جائز ہین۔

تلبیہ۔ (۱) احرام کے بعد ایک مرتبہ تلبیہ کرنا تو فرض ہی اور ایک مرتبہ سے زیادہ سنت ہی اور جس طرح نماز مین ہر انتقال کے وقت تکبیر مسنون ہے اسی طرح حج مین ہر نئی حالت کے بعد تلبیہ مسنون ہی مثلاً نماز پڑھنے کے بعد اور صبح شام کو اور نشیب و فراز مین اُترتے چڑھتے وقت کسی سے ملاقات ہونیکے وقت۔

(۲) مستحب ہی کہ جب تلبیہ کرے تو تین مرتبہ اسکی تکرار کرے۔

(۳) تلبیہ بلند آواز سے کرنا مسنون ہی مگر نہ ایسی بلند آواز کہ اُس سے مشقت ہو۔

(۴) تلبیہ کی عبارت جو اوپر لکھی گئی اُس سے کم نہ کہنا چاہیے ہان زیادہ رکھنے کا اختیار ہے۔

(۵) تلبیہ کرنے کی حالت مین سوا سلام کے جواب کے اور کوئی بات کرنا مکروہ ہی۔

(۶) تلبیہ کرنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

(۷) تلبیہ کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم پر درود پڑھنا مستحب ہی۔

طواف۔ (۱) طواف مین ۸ باتین واجب ہین کہ اُن کے ترک کر دینے سے ایک قربانی پڑتی ہے ۱ طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا ۲ ابتدا طواف کی اپنی داہنی جانب سے کرنا ۳ اگر کوئی عذر نہو تو پیادہ پا طواف کرنا اگر بغیر عذر کے سوار ہو کر طواف کرے گا تو اُس کا اعادہ اُسپر ضروری ہوگا ہان اگر نفل کا طواف ہو اور تھکا ہوا ہو تو سوار ہو کر کرسکتا ہے لیکن پھر بھی پیادہ پا کرنا افضل ہے

۴ طواف کی حالت مین نجاست حکمیہ عہ کے دونون فردون یعنی حدث اصغر و اکبر سے پاک ہونا ۵ حالت طواف مین اپنے جسم عورت کا پوشیدہ رکھنا ۶ طواف کے باقی تین شوط عہ کا پورا کرنا ۷ سعی کی ابتدا صفا سے کرنا ۸ سعی پیادہ پا کرنا بشرطیکہ کوئی معذوری نہو ۹ ہر سات شوط کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا ۱۰ رمی اور ذبح اور حلق مین ترتیب کا لحاظ رکھنا یعنی پہلے رمی اسکے بعد ذبح اسکے بعد حلق ہان جس کے اوپر ذبح واجب نہو جیسے مفرد تو اُسکو صرف رمی اور حلق کے درمیان مین ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ۱۱ حلق کا ایک مقام خاص یعنی حرم کے اندر ہونا ۱۲ مفرد اور قارن اور متمتع کے لیے ایک خاص زمانے یعنی ذیحجہ کی دسوین گیارھوین بارھوین تاریخون مین کسی تاریخ مین طواف زیارت کا کرنا ۱۴ طواف کا حطیم کے پیچھے سے ہونا تاکہ حطیم بھی طواف مین شامل ہوجائے ۱۵ عرفات مین شب کے کسی جزء کے اندر وقوف کرنا ۱۶ عرفات سے امام کے پہلے نہ روانہ ہونا۔ ۱۷ عرفات سے آتے وقت راستہ مین مغرب کی نماز نہ پڑھنا بلکہ مزدلفہ پہونچنے تک اس مین تاخیر کرنا ۱۸ ہر دن کی رمی دوسرے دن پر نہ اُٹھا رکھنا ۱۹ سعی کا کم از کم بغیر چار شوط طواف کے کیے ہوئے نہ کرنا ۲۰ ممنوعات احرام سے اجتناب کرنا زیادہ تفصیل اِن واجبات کی انشاء اللہ جنایات کے بیان مین ہوگی۔

(۳) اگر کوئی شخص طواف کرتے وقت شوطون کا عدد بھول جائے یعنی یہ نہ یاد رہے کہ کئے شوط کر چکا ہے تو اُس کو اعادہ کرنا چاہیے ہان کوئی راست گو آدمی بتلادے تو اُس کے قول پر عمل کرے۔

(۴) اگر کوئی شخص بھولے سے سات شوط کے بعد ایک شوط اور زیادہ کر جائے تو کچھ مضائقہ نہین ہان اگر دیدہ و دانستہ کریگا تو اُس کے بعد چھہ شوط اور کرنے ہونگے

عہ نجاست حکمیہ کی تعریف اور حدث اصغر و اکبر کا بیان پہلی جلد مین ہو چکا ۱۲
عہ طواف مین سات شوط ہین اُس مین چار فرض مین واجب ۱۲

تاکہ ایک طواف پورا ہو جائے کیونکہ نفل عبادت بھی شروع کرنیکے بعد لازم ہو جاتی ہے
(۴) طواف کرتے کرتے اگر جنازہ کی نماز یا پنجوقتی نماز پڑھنے یا وضو کرنے چلا جائے
تو پھر جب لوٹ کر آئے تو وہین سے شروع کر دے جہان سے باقی ہے نئے سرے سے
طواف شروع کرنے کی ضرورت نہین۔

(۵) طواف کی حالت مین کوئی چیز کھانا اور خرید و فروخت کرنا اور شعر پڑھنا
اور بے ضرورت کلام کرنا مکروہ ہے۔

(۶) طواف کی حالت مین نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا مسنون ہے۔

(۷) جن اوقات مین نماز مکروہ ہے طواف مکروہ نہین۔

(۸) طواف کے ہر سات شوط کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے خواہ
علی الاتصال پڑھ لے یا کچھ دیر کے بعد مگر جب تک ان دو رکعتون کو پڑھ نہ لے
دوسرا طواف شروع نہ کرے کیونکہ دو طوافون کا وصل کر دینا مکروہ تحریمی ہے
(بحر الرائق)۔

رمل (۱) طواف کے پہلے تین شوطون مین رمل کرنا مسنون ہے۔

(۲) رمل اسی طواف مین مسنون ہے جسکے بعد سعی ہو پس اگر کوئی شخص طواف
قدوم کے بعد سعی نکرے بلکہ اسکا ارادہ طواف زیارت کے بعد سعی کرنے کا ہو تو اسکو
چاہیے کہ طواف قدوم مین رمل نہ کرے بلکہ طواف زیارت مین اسیطرح جو شخص قارن ہو
اور وہ عمرہ کے طواف مین رمل کر چکا ہو وہ حج کے طواف قدوم مین رمل نکرے۔

(۳) اگر کوئی شخص پہلے شوط مین رمل کرنا بھول جائے تو وہ صرف دو شوطون مین
رمل کرے اور ان دو شوطون مین جو اسکے بعد ہین۔

(۴) اور اگر کوئی شخص پہلے تینون شوطون مین رمل کرنا بھول جائے تو اب وہ
رمل کو بالکل موقوف کرے۔

(۵) اگر کوئی شخص طواف کے ساتون شوطون مین رمل کر جاسے تو اُسپر کوئی جنایت نہین ہان اتنی بات ضرور ہے کہ مخالفت سنت کی وجہ سے کراہت تنزیہی آجائے گی۔

(۶) اگر ازدحام کی وجہ سے رمل دشوار ہو تو تھوڑی دیر توقف کرے کہ ازدحام کم ہوجاے اور اگر کعبہ سے کچھ فاصلہ پر جاکر رمل کر سکے تو بہتر ہے کہ فاصلہ پر جاکر رمل کے ساتھ طواف کرے۔

استلام (۱) ہر شوط کی ابتدا پر اور طواف کے ختم ہوجانے پر حجر اسود کا استلام مسنون ہی اور رکن یمانی کا مستحب۔

(۲) حجر اسود اور رکن یمانی کے سوا کعبہ مکرمہ کے کسی اور رکن کا استلام کرنا مکروہ تنزیہی ہے

(۳) حجر اسود کے استلام مین صرف منھ کا اسپر رکھدینا مسنون ہے بوسہ کی آواز نکالنا نہ چاہیے (بحر الرائق)

(۴) اگر ممکن ہو تو حجر اسود پر سجدہ کرنا بھی مسنون ہے۔

(۵) حجر اسود کا استلام اُسوقت مسنون ہے جبکہ اور کسی کو تکلیف نہو ازدحام کیوقت لوگون ہٹانا اور ان کو ایذا دے کر اندر جانا اور استلام کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ ازدحام کیوقت یہ چاہیے کہ کسی لاٹھی سے حجر اسود کو مس کرکے اس لاٹھی کا بوسہ لیلے یہ بھی ممکن نہو تو حجر اسود کی طرف منھ کرکے کھڑا ہو جاسے اور اپنے دونون ہاتھ کانون تک اُٹھائے اور ہتھیلیان حجر اسود کی جانب کرکے انکو بوسہ دے لے۔

سعی (۱) طواف کے بعد صفا مروہ کے درمیان مین سعی واجب ہے طواف سے پہلے جائز نہین۔

(۲) سعی کے ساتون شوط واجب ہین کوئی بھی فرض نہین۔

(۳) طواف کے بعد علی الاتصال سعی کرنا مسنون ہی واجب نہین۔ اور سعی کیحالت مین نجاست حکمیہ سے طاہر ہونا بھی مسنون ہے اور صفا مروہ پر چڑھنا اور اُسکے بعد کے

افعال بھی مسنون ہین۔

(۴) سعی مین پیادہ رہنا واجب ہی بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔

(۵) پورے حج مین صرف ایکمرتبہ سعی کرنا چاہیے طواف قدوم کے بعد کرے چاہے طواف زیارت کے بعد بعض فقہانے لکھاہے کہ طواف زیارت کے بعد بہتر ہے۔

وقوف (۱) آٹھوین تاریخ کوسیوقت منیٰ جانا مسنون ہی اور مستحب ہی کہ بعد طلوع آفتاب کے جائے اور نماز ظہر کی وہین پڑھے اور رات کو وہین رہے۔

(۲) نوین تاریخ کو بعد طلوع آفتاب کے عرفات جائے اور وہان وقوف کرے وقوف مین صرف عرفات کے اندر پہونچ جانا ضروری ہے نیت کرنا یا کھڑا رہنا کچھ ضروری نہین۔

(۳) وقوف مزدلفہ کے لیے پیادہ پا داخل ہونا مسنون ہے یعنی جب مزدلفہ قریب آجاے توسواری سے اُتر پڑے اور مزدلفہ کی حد کے اندر پیادہ پاجاے (۹) مزدلفہ مین وقتاً فوقتاً تلبیہ تہلیل اور تحمید مستحب ہے (۱۰) مزدلفہ مین فجر کی نماز اندھیرے مین پڑھنا مسنون ہے (۱۱) مزدلفہ مین ایک رات شب باشی کرنا مسنون ہے۔ (۱۲) وقوف مزدلفہ کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب ہے اگر طلوع فجر سے پہلے یا طلوع آفتاب کے بعد وقوف کیا جائے تو وہ قابل اعتبار نہین۔

رمی (۱) رمی واجب ہی (۲) رمی کا مسنون طریقہ یہ ہی کہ کنکری کو اُنگلی کی نوک سے پکڑکر پھینکین۔ (۳) واجب ہی کہ سات کنکریان سات دفعہ کرکے ماری جائین اگر کوئی شخص ایک ہی مرتبہ مین سات کنکریان ماردے تو یہ ایک ہی رمی سمجھی جائے گی (۴) پہلے مرتبہ یعنی ذیحجہ کی دسوین تاریخ کو صرف جمرۃ العقبہ کی رمی کیجائے پھر گیارھوین بارھوین تیرھوین تاریخون مین تینون جمرون کی رمی کرے مگر تیرھوین تاریخ کی رمی کچھ ضروری نہین بلکہ مستحب ہی اگر بارھوین تاریخ کو منیٰ سے کوچ

نہ کیا ہو تو بہتر ہے کہ کرلے (۵) رمی تمام ان چیزون سے جائز ہے جو از قسم زمین ہون جن سے تیمم جائز ہے حتی کہ اگر کوئی شخص مٹھی بھر خاک پھینکدے تب بھی رمی ہو جائیگی لکڑی اور عنبر و مشک اور جواہرات وغیرہ سے جائز نہین۔ (۶) کنکری اگر جمرہ پر جاکر نہ لگے بلکہ کسی آدمی یا جانور پر پڑجائے تب بھی درست ہی بشرطیکہ جمرہ کے قریب جاکر پڑجائے اور قصداً ایسا نکرے (۷) نشیب مین کھڑے ہوکر رمی کرنا مسنون ہی اونچے مقام سے مکروہ ہی۔

(۸) ہر رمی کے ساتھ ساتھ تکبیر کہنا مسنون ہے۔

(۹) کنکری مارنے والے اور جمرہ کے درمیان مین تقریباً پانچ گز کا فصل ہونا چاہیے

(۱۰) رمی کے لیے جمرہ [ع] کے پاس سے کنکریان اُٹھانا مکروہ ہی اور مستحب یہ ہی کہ مزدلفہ سے ہمراہ لیتا آئے (۱۱) یہ بھی مکروہ ہی کہ ایک پتھر کو توڑکر سات کنکریان بنائے (۱۲) سات مرتبہ سے زیادہ رمی کرنا بھی مکروہ ہی (۱۳) جو کنکری کہ بالیقین نجس [ع] ہو اُس سے بھی رمی کرنا مکروہ ہی (۱۴) دسوین تاریخ کی رمی کا مسنون وقت طلوع آفتاب کے بعد سے زوال تک رہتا ہی اگرچہ غروب تک جائز ہی اور بعد غروب کے فجر تک مکروہ وقت ہے اور باقی تاریخون کی رمی کا مسنون وقت زوال کے بعد سے غروب تک ہے ہان تیرھوین تاریخ کی رمی کا وقت فجر سے شروع ہو جاتا ہی لیکن نہ وقت مسنون بلکہ وقت جائز (۱۵) دسوین تاریخ کی رمی شروع کرتے ہی تلبیہ موقوف کردینا چاہیے (۱۶) دسوین تاریخ رمی کے بعد قربانی اور حلق یا تقصیر کرکے طواف زیارت کے لیے مکہ مکرمہ جانا چاہیے

عہ جمرہ کے پاس سے کنکریان اُٹھانا اس سبب سے مکروہ ہی کہ وہان وہی کنکریان پڑی رہجاتی ہین جو مردود ہوتی ہین اور جسقدر کنکریان مقبول ہوجاتی ہین وہ وہان سے اٹھ جاتی ہین فرشتے اُٹھالے جاتے ہین چنانچہ دارقطنی کی روایت مین ہی کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کنکریان جن سے ہم ہر سال رمی کرتے ہین ہم خیال کرتے ہین کہ وہ کم ہو جاتی ہین آپ نے فرمایا ہان جسقدر ان مین سے مقبول ہو جاتی ہین وہ اُٹھائی جاتی ہین اور اگر ایسا نہو تو تم ان کے ڈھیر پہاڑون کے برابر دیکھتے ۱۲ عہ اور اگر اسکی نجاست بھی یقینی نہو اور طہارت بھی یقینی نہو تو اُس کا دھو ڈالنا مستحب ہی ۱۲ د بحر الرائق

اور وہان طواف زیارت کرکے ظہر[1] کی نماز مکہ مین پڑھکر اسی دن پھر منیٰ مین واپس آجاوے کیونکہ دوسرے دن رمی کرنا ہوگی اور رمی کے لیے ایک شب منیٰ مین شب باشی کرنی مسنون ہے (۱۷) سوا تیرھوین تاریخ کے جس تاریخ کی رمی رہجاوے تو اسدن کے بعد جو شب آوے اسمین وہ رمی ادا ہوسکتی ہی اور قضا نہ سمجھی جاوے گی ہان مخالفت سنت کے سبب سے کراہت ضرور ہوگی۔ اور تیرھوین تاریخ کی رمی اگر رہجاوے تو وہ ہرحال مین قضا ہی سمجھی جائیگی کیونکہ اس دن کے بعد جو شب آوے گی وہ اسمین نہین ادا کی جاسکتی۔

(۱۸) دسوین تاریخ کی رمی کے بعد اس ترتیب سے رمی کرنا مسنون ہے پہلے اس جمرہ کی جو مسجد خیف سے قریب ہی پھر جو اسکی جو اس سے قریب ہی پھر جمرۃ العقبہ کی۔

(۱۹) پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی کے بعد بقدر قرءت سورہ فاتحہ کے کھڑا رہنا اور تحمید و تہلیل اور تکبیر اور درود پڑھنے مین مصروف ہونا اور ہاتھ اٹھاکر دعا مانگنا مسنون ہی۔

(۲۰) پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی تو پیادہ پا افضل ہی اور جمرۃ العقبہ کی سوار ہوکر۔

(۲۱) رمی سے فراغت کرکے جب مکہ مکرمہ آنے لگے تو تھوڑی دیر کے محصب مین اترنا مسنون ہی۔

حلق و تقصیر

(۱) دسوین تاریخ کو جمرۃ العقبہ کی رمی کے بعد حلق یا تقصیر واجب ہی مرد کے لیے حلق افضل ہے اور عورت کو تقصیر کرنا چاہیے۔

(۲) تقصیر مین صرف چوتھائی سر کے بال سے بقدر ایک انگل کے کتروا دینا کافی ہے اور پورے سر کے بالون سے ایک ایک انگل کتروا دے تو اولیٰ ہے۔

(۳) جو شخص گنجا ہو یا اسکے سر مین زخم ہون تو صرف استرہ کا سر پر پھروا لینا

---

[1] بعض فقہا نے لکھا ہی کہ ظہر کی نماز منیٰ مین جاکر پڑھے جیسا کہ صحیح مسلم مین مروی ہی مگر صحاح ستہ مین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہی کہ آپ نے ظہر کی نماز مکہ مین پڑھی تھی۔ صاحب فتح القدیر نے بھی اسی کو ترجیح دیا ہی ۱۲

اُسکے لیے ضروری ہے۔

(۴) اگر کوئی شخص نورہ وغیرہ یعنی کسی تیزاب سے بال اُڑا دے تو یہ بھی کافی ہی۔

(۵) حلق یا تقصیر کے بعد آدمی احرام سے باہر ہو جاتا ہی جیسے نماز مین سلام کے بعد تحریمہ سے باہر ہو جاتا ہے۔ یعنی جو جو اشیاء حالت احرام مین ممنوع تھین اب جائز ہو جاتی ہین سوا عورتون کے کہ وہ بعد[۵۱] طواف زیارت کے حلال ہوتی ہین۔

عُمرہ

(۱) عمر بھر مین ایک بار سنت مؤکدہ ہی (۲) عمرہ کے لیے کسی خاص زمانہ کی شرط نہین جیسے کہ حج کے لیے ہی بلکہ جس وقت چاہے کر سکتا ہے ہان رمضان[۵۲] مین اُسکا کرنا مستحب ہے اور نوین ذیحجہ کو اور اُسکے بعد چار دن تک جدید[۵۳] احرام سے عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ (۳) عمرہ کا حال بالکل حج کے مثل ہی وہی طریقہ احرام کا وہی فرائض وہی واجبات وہی محرمات وہی مفسدات سوا ان چند امور کے عمرہ کے لیے وقت مقرر نہین عمرہ مین طواف قدوم و طواف وداع نہین۔ عمرہ مین مزدلفہ اور عرفات کا وقوف نہین اور نہ رمی ہی۔ عمرہ مین نہ کوئی خطبہ ہی اور نہ دو نمازون کا ایک ساتھ پڑھنا۔ عمرہ کے فاسد کرنے سے یا حالت جنابت مین طواف کر لینے سے اونٹ یا گاے کی قربانی واجب نہین ہوتی بلکہ صرف ایک بکری کی قربانی کافی ہے۔ عمرہ کی میقات تمام لوگون[۵۴] کے لیے حل ہے۔

---

۵۱ عورتون کا حلال ہونا بھی حلق یا تقصیر ہی کے سبب سے ہوتا ہے نہ طواف زیارت کے سبب سے ہان حلق و تقصیر کا اثر عورتون کی حلت کے بارہ مین کعبہ کے طواف زیارت کے ظاہر ہوتا ہے ۱۲ ۵۲ اہل مکہ ماہ رجب میں عمرہ کیا کرتے ہیں اسکی وجہ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ ادب فی رجب مین یہ لکھی ہے کہ ابن زبیر نے رجب مین کیا تھا اور سبکو حکم دیا تھا اور ظاہر ہے کہ صحابہ کا فعل بھی حجت ہے ۱۲ ۵۳ جدید احرام کی قید اسلیے لگائی گئی کہ اگر عمرہ کا احرام پہلے سے کیا ہے تو ان دنون مین اسکے ادا کرنے کی ممانعت نہین مثلاً کوئی شخص قارن ہو اور حج اس سے فوت ہو گیا ہو تو اس کو اس زمانہ مین عمرہ کر لینا جائز ہے ۱۲ ۵۴ بخلاف حج کے کہ اس کی میقات اہل مکہ کے لیے حرم ہے ۱۲

قران

(۱) قران افراد اور تمتع دونون سے افضل ہے۔ قران کا طریقہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہین (۲) قران مین پہلے عمرہ کا طواف کرنا واجب ہی۔ (۳) قارن کو عمرہ کا طواف حج کے مہینون مین کرنا ضروری ہی اگر کل شوط زمانہ حج مین نہون تو اکثر ضرور ہون (۴) عمرہ کی سعی کے بعد حلق وتقصیر ممنوع ہے (۵) مسنون ہی کہ قارن عمرہ کے تمام افعال سے فراغت کرکے حج کے افعال کرے اگر کوئی قارن عمرہ کا طواف اور حج کا طواف قدوم ایک ساتھ کرے بعد اسکے ایک ہی ساتھ دونون کی سعی کرے تو جائز ہے لیکن خلاف سنت ہونیکے سبب سے گنہگار ہوگا۔ (۶) قارن پر دسوین تاریخ کی رمی کے بعد قران کے شکریہ مین ایک قربانی واجب ہی۔ اور اگر قربانی میسر نہو تو اُسکے بدلہ مین دس روزے رکھنا واجب ہین تین دسوین تاریخ سے پہلے اور سات ایامِ تشریق کے بعد (۷) اگر کوئی قارن عمرہ کے پورے یا اکثر طواف سے پہلے عرفات مین وقوف کرے تو اسکا عُمرہ باطل ہوجائیگا اور اس باطل کرنے کے سبب سے ایک قربانی اُسکو کرنی پڑیگی اور اس عمرہ کی ایام تشریق کے بعد قضا بھی اسپر ضروری ہوگی اور اب وہ قارن نرہیگا بلکہ مُفرد ہوجائیگا لہذا قران کے شکریہ مین جو قربانی واجب ہوتی تھی وہ اسپر واجب نہوگی۔

تمتع

(۱) تمتع افراد سے افضل ہے تمتع کی دو قسمین ہین ایک تو یہ کہ اپنے ہمراہ ہدی لائے دوسرے یہ کہ ہدی نہ لائے پہلی قسم دوسری سے افضل ہی۔ تمتع کا طریقہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین (۲) تمتع کے صحیح ہونیکے لیے آٹھ شرطین ہین۔ عمرہ کا پورا طواف یا اسکا اکثر حصہ

ف؎ اگر کسی وجہ سے کوئی شخص دسوین تاریخ سے پہلے روزہ نرکھ سکے تو پھر اُسپر قربانی ضروری ہوجائیگی اب کوئی اُسکا بدل اُسکے لیے نہین ہوسکتا۔ بہتر یہ ہی کہ یہ روزے اور نیز وہ سات روزے جو بعد ایام تشریق کے رکھے جائین پے درپے رکھے جائین بشرطیکہ ضعف کا خیال نہو اور بہتر یہ ہی کہ پہلے روزے اسطرح رکھے جائین کہ آخری روزہ نوین تاریخ کو پڑے۔

حج کے مہینون مین ہو۔ اگرکسی شخص نے رمضان مین عمرہ کا احرام باندھکر صرف تین شوط اُسکے طواف کے لیے ہون اور چار شوط شوال مین کرے تب بھی اُسکا تمتع صحیح ہو گا عُمرہ کا احرام حج سے پہلے کرے۔ حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا پورا طواف یا اسکا اکثر حصہ ادا کرلے۔ عُمرہ کا اور حج کا فاسد نکرنا۔ عُمرہ اور حج کے احرام کے درمیان مین المام[۵۵] نکرے۔ عُمرہ اور حج دونون کا طواف ایک ہی سال مین ادا کرے۔ اگر کوئی شخص ایک سال عمرہ کا طواف کرے اور دوسرے سال حج کا تو وہ متمتع نہ کہلائیگا اگرچہ اُسنے المام بھی نہ کیا ہوا اور دوسرے سال تک احرام سے بھی باہر نہوا ہو۔ مکی الوطن نہو۔ جب حج کے مہینے شروع ہون تو وہ مکہ مین غیر محرم نہو اور نہ ایسا محرم ہو کہ عمرہ کا اکثر طواف زمانہ حج سے پہلے کرچکا ہو ہان اگر کوئی شخص عمرہ کا طواف زمانہ حج سے پہلے کرکے اپنے وطن چلا گیا ہو پھر دوبارہ آکر اُسنے عمرہ کا احرام باندھا ہو تو کچھ مضائقہ نہین۔

(۳۳) متمتع اگر ہدی نہ لایا ہو تو عمرہ کی سعی کے بعد حلق یا تقصیر کرائے اور احرام سے باہر ہو جائے اُسکے بعد حج کے لیے جدید احرام باندھے اور بہتر تو یہ ہو کہ آٹھوین تاریخ سے پہلے حج کا احرام باندھ لے نہو سکے تو آٹھوین کو سہی بلکہ نوین کو باندھے تب بھی جائز ہی اور اگر اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو تو پھر دسوین تاریخ سے پہلے احرام سے باہر نہو دسوین تاریخ کو ہدی کی قربانی کرکے احرام سے باہر ہو اور حج کا احرام باندھے اور اُسکی میقات اب وہی ہے جو اہل مکہ کی ہے یعنی حرم۔

سلہ[۵۵] المام کے اصطلاحی معنی یہ ہین کہ عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد اپنے گھر واپس چلا جائے اور پھر مکہ لوٹنے کی کوئی شرعی ضرورت اسکو نہو شرعی ضرورت کی دو صورتین ہین اول یہ کہ وہ ہدی اپنے ہمراہ لایا ہو۔ ہدی کی صورت مین دسوین تاریخ سے پہلے احرام کے باہر ہونا جائز نہین لہذا اسکو پھر واپس آنا چاہیے دوسری صورت یہ کہ بغیر حلق و تقصیر کے چلا گیا ہو حلق کا لحاظ حرم کے اندر ہونا ضروری ہو اس لیے اُسکو پھر واپس آنا پڑے گا ۱۲

(۴) متمتع کو طواف قدوم کرنا مسنون نہین اور طواف زیارت مین اسکو رمل کرنا چاہیے۔
(۵) قارن کی طرح متمتع پر بھی قربانی واجب ہی نہ میسر ہو تو اسی طرح روزے رکھنا چاہیے۔ تمتع اور قران اہل مکہ اور تمام اُن لوگون کے لیے جو داخل میقات مین رہتے ہون مکروہ تحریمی ہی۔ تمتع تو بالکل صحیح ہی نہین اور قران صحیح تو ہی مگر کراہت تحریمیہ کے ساتھ زیادہ تفصیل و تحقیق اس مسئلہ کی رد المحتار مین ہی۔

عورتون کے حج وعمرہ کا بھی یہی طریقہ ہی صرف ان چند باتون مین فرق ہی (۱) احرام کی حالت مین وہ اپنے سر کو بند رکھین اور صرف منھ[1] کو کھلا رکھین اور منھ کے کھلا رکھنے کا یہ مطلب ہی کہ کوئی ایسی چیز اسپر نہ ڈالین جو اس سے مس کرے بلکہ منھ پر لکڑی وغیرہ کی تیلیان رکھکر اوپر سے کپڑا ڈال لین تاکہ کپڑا منھ سے ہٹا ہوا رہے (۲) حالت احرام مین سلا ہوا کپڑا اور موزے اور زیور پہننا انکو ممنوع نہین (۳) تلبیہ بلند آواز سے نکرین بلکہ آہستہ آواز سے (۴) طواف کے وقت اضطباع نکرین۔ (۵) طواف مین رمل نکرے (۶) میلین اخضرین کے درمیان مین دوڑے نہین۔ (۷) حلق نہ کرائے بلکہ بالون کا چوتھائی حصہ کترواد ے سب بالون کا چوتھائی کترواد ے تو بہتر ہے ورنہ چوتھائی سر کے بالون کی چوتھائی تو ضرور ہی کترواد ے (۸) ازدحام اور مجمع کے وقت حجر اسود کا استلام نکرے (۹) اگر عورت کو حیض یا نفاس ہوجائے تو وہ سوا طواف اور سعی کے تمام افعال حج کے بجالائے صرف طواف اور سعی نکرے کیونکہ طواف مین مسجد کے اندر داخل ہونا پڑتا ہی اور حیض و نفاس والی عورت کو مسجد کے اندر داخل ہونا ممنوع ہے رہگئی سعی سو وہ طواف کی تابع ہی جب طواف نہ کیا تو سعی بھی نکرے پھر اگر تیرھوین تاریخ تک

[1] عورت کے لیے اجنبی لوگون سے منھ کا چھپانا ضروری ہی نہایہ مین اسکو واجب لکھا ہی اور محیط مین لکھا ہی کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ عورت کو بلا ضرورت اجنبیون کے سامنے اپنا چہرہ کھولنا منع ہی اور ایسا ہی فتاوی قاضی خان مین بھی ہی اور بحر الرائق مین ہی کہ اگر وہان کوئی اجنبی نہو تو منھ کا چھپانا مستحب ہی اور اگر کوئی اجنبی ہو تو منھ کا چھپانا واجب ہی۔

اُسکو اپنے حیض سے ایسے وقت طہارت حاصل ہوجاے کہ چار شوط طواف کرسکتی ہو تو فوراً بعد غسل کے طواف زیارت کرے اگر تاخیر کریگی تو ایک بدنہ کی قربانی اُسپر واجب ہوجائیگی ہان اگر تیرھوین تاریخ کو بھی پاک نہو تو پھر طواف زیارت کی تاخیر سے اُسپر گناہ نہوگا کیونکہ وہ معذور ہو۔

جنایتون کا بیان

جنایت کے معنی لغت مین برا کام کرنا۔ اور اصطلاحِ شریعت مین فعل حرام کا ارتکاب خواہ مال سے تعلق رکھتا ہو مثل اسکے کہ کسی کی کوئی چیز بغیر اُسکی مرضی کے لیجاے یا جسم سے تعلق رکھتا ہو مثل ترک نماز اور شراب خواری وغیرہ کے مگر فقہا کی اصطلاح مین جنایت خاص اُسی فعل حرام کو کہتے ہین جو جسم سے تعلق رکھتا ہو۔

لیکن حج کے بیان مین جنایت سے مُراد وہ فعل حرام ہو جسکی حرمت احرام کے سبب سے ہو یا حرم کے سبب سے۔ اب پہلے ہم ان جنایتون کو بیان کرتے ہین جو احرام کے سبب سے ہین اسکے بعد اُن جنایتون کو بیان کرینگے جو حرم کے سبب سے ہین۔

احرام کی جنایتین

اُنمین بعض ایسی ہین کہ اُنکے ارتکاب سے صرف ایک قربانی واجب ہوتی ہو بعض ایسی ہین کہ اُنکے ارتکاب سے دو قربانیان واجب ہوتی ہین بعض ایسی ہین کہ جن سے صرف صدقہ واجب ہوتا ہو پھر کسی سے نصف صاع گیہون کسی سے اس سے بھی کم اور بعض ایسی ہین کہ اُنسے ایک خاص چیز کی قیمت ادا کرنا واجب ہوتا ہو لہذا ہم ہر ایک کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین۔

(ایک قربانی کی جنایتین (۱) خوشبو کا استعمال کرنا۔ اگر خوشبو زیادہ ہو تو بہر حال

ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر کم ہے تو اُسمین یہ شرط ہی کہ پورے ایک عضو مین جو بہت چھوٹا نہو مثل کان ناک وغیرہ کے خوشبو کا استعمال کرے جیسے ہاتھ پیر سر وغیرہ اگر خوشبو کم ہو اور پورے ایک بڑے عضو مین نہ لگائی گئی ہو بلکہ آدھے عضو مین مثلاً یا کسی چھوٹے عضو مین تو قربانی واجب نہوگی۔ اگر کوئی شخص کسی خوشبو دار چیز کو کھاکر منھ کو خوشبو دار کرے تو اُسپر بھی قربانی واجب ہوگی بشرطیکہ وہ خوشبو خالص ہو کسی دوسری چیز کی آمیزش اسمین نہو اور اگر خوشبو کسی دوسری چیز مین ملا دی گئی ہو اور وہ چیز کھانے پینے کی ہو جیسے حلوا یا شربت وغیرہ تو اگر وہ پکی ہوئی شئے ہی تو کسی حالت مین اُسکو خوشبو کا حکم نہ دیا جائے گا خواہ خوشبو غالب ہو یا مغلوب اور اگر وہ پکی ہوئی چیز نہین ہی تو کھانے کی چیز مین اُسکے غلبہ[له] کا اعتبار کیا جائے گا اگر خوشبو غالب ہی تو اُسکو خوشبو کا حکم دیا جائے گا نہین تو نہین اور پینے کی چیز مین خواہ خوشبو غالب ہو یا نہین بہر حال اسکو خوشبو کا حکم دیا جائے گا ہان اتنا فرق ہی کہ اگر غالب ہوگی تو قربانی واجب ہوگی اور غالب نہوگی تو صدقہ واجب ہوگا غالب نہ ہونے کی صورت مین اگر کئی بار پیے گا تب بھی قربانی واجب نہوگی اور اگر وہ چیز جس مین خوشبو ملائی گئی ہے نہ کھانے کی ہو نہ پینے کی بلکہ ایسی چیز ہو جو بدن مین لگائی جاتی ہو مثل صابون موم روغن وغیرہ کے تو اُسکا یہ حکم ہی کہ اگر اُسکو دیکھکر لوگ کہین کہ یہ صابون ہی یا موم روغن ہے تب اُسمین صدقہ واجب ہوگا اور اگر اسکو دیکھکر لوگ کہین کہ یہ خوشبو ہی تو قربانی واجب ہوگی۔

اگر ایک ہی مجلس مین پورے بدن پر خوشبو لگائے تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اور

له اسمین فقہا کا اختلاف ہی کہ غلبہ معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہی بعض تو کہتے ہین کہ اگر خوشبو مل جانے کے بعد اس مرکب مین ویسی ہی خوشبو آئے جیسی اُس خالص خوشبو مین تھی تو سمجھا جائیگا کہ خوشبو غالب ہی ورنہ سمجھا جائیگا مغلوب ہی اور بعض کہتے ہین کہ مقدار کا لحاظ کیا جاسے اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہی تو وہ غالب سمجھی جائے گی ورنہ مغلوب اسی کو رد المحتار مین ترجیح دی ہی ۱۲

اگر مختلف مجالس مین پورے بدن پر لگائے تو جو مرتبہ خوشبو لگائے گا ہر مرتبہ کے عوض مین ایک قربانی واجب ہوگی ہان جس مرتبہ کی خوشبو کم ہوگی اور پورے ایک عضو مین نہ لگائی گئی ہوگی اُسکے عوض مین قربانی واجب نہوگی۔

اگر کسی نے خوشبو لگانے کے بعد قربانی کرلی مگر اُس خوشبو کو جسم سے زائل نہین کیا کہ پھر دوسری قربانی واجب ہوگی۔ خوشبو دار لباس کے استعمال سے بھی قربانی واجب ہوتی ہے مگر جب پورے ایک دن اسکو پہنے رہے اور خوشبو زیادہ ہو یا ایک بالشت مربع مین لگی ہو خوشبو کا استعمال ہر حالت مین قربانی کو واجب کرتا ہی گو بطور دوا کے استعمال کی جائے اور خوشبو دار چیز کا مثل پھول عطر وغیرہ کے مکروہ ہی۔

(۲) رقیق مہندی کا استعمال۔ خواہ سر مین لگائے یا ڈاڑھی مین یا ہاتھ پیر وغیرہ مین۔

(۳) روغن زیتون یا روغن کنجد کا لگانا۔ اِن دونون تیلون کے کھانے سے یا دوائً استعمال کرنے سے کوئی جنایت نہین ہوتی۔

(۴) سلے ہوے کپڑے کا موافق رواج اور عادت کے استعمال کرنا۔ اِسمین یہ شرط ہی کہ پورے ایک دن یا پوری ایک رات اسکو پہنے رہے اِس سے کم مین قربانی واجب نہوگی بلکہ صدقہ۔ ایک کپڑا سلا ہوا پہنے یا کئی ہر حال مین ایک ہی قربانی واجب ہوگی۔

اگر کوئی شخص ایک دن رات سے زیادہ پہنے تب بھی ایک ہی قربانی واجب ہوگی خواہ درمیان مین اُتار بھی ڈالا کرے ہان اگر ایک مرتبہ پہنکر اُتارے اور اُتارتے وقت یہ نیت کرے کہ مین اب نہ پہنون گا تو پھر دوبارہ پہننے سے دوسری قربانی واجب ہوگی

---

۵۱ یہ اُس خوشبو کا حکم ہی جو بعد احرام کے لگائی گئی ہو ورنہ اگر قبل احرام کے لگائی گئی ہو اور اُس کا اثر جسم پر بعد احرام کے باقی رہجائے تو کچھ جنایت نہین ۱۲ ۵۲ رقیق مہندی کے استعمال کی قید اسلیے ہی کہ اگر مہندی گاڑھی ہوگی تو اُس سے دو قربانیان واجب ہون گی جیساکہ آگے بیان کیا جائے گا ۱۲ ۵۳ پس اگر کوئی شخص کرتہ کو اس طرح پہنے کہ آستینون مین ہاتھ نہ ڈالے صرف گریبان مین سر ڈالے تو کچھ جنایت نہین ۱۲۔

اسیطرح اگرایک مرتبہ پہنکر اسکا کفارہ دیدے اور بعد اس کفارے کے اُتار کر دوبارہ پہنے یا اُتارے ہی نہین تو پھر دوسری قربانی واجب ہوگی۔

اگرکسی ضرورت سے سِلا ہوا کپڑا پہنا تھا اور جب اُس ضرورت کے زائل ہوجانیکا یقین یا گمان غالب ہوگیا تب بھی اُسکو پہنے رہا تو دوسری قربانی کرنی ہوگی۔ اسی طرح جس ضرورت سے پہنا تھا وہ ضرورت جاتی رہے اور معا دوسری ضرورت پیدا ہوجائے تب بھی دوسری قربانی واجب ہوگی۔

(۵) سر کا یا منھ کا ڈھانکنا کسی ایسی چیز سے کہ عادۃً اُس سے ڈھانکنے کا رواج ہو مثل رومال ٹوپی چھتری وغیرہ کے بخلاف اسکے اگر کوئی شخص طشت سے یا اور کسی شی سے جس سے ڈھانکنے کا دستور نہو اپنے سر کو ڈھانک لے تو کچھ مضائقہ نہین۔ چوتھائی سر یا چوتھائی منھ کا ڈھانکنا مثل پورے ڈھانکنے کے ہی۔ اسمین بھی یہ شرط ہو کہ ایک دن یا رات ڈھانکنے رہے جیسا کہ سلے ہوئے کپڑے مین بیان ہوچکا ہی۔

اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے سر یا منھ کو ڈھانکے یا کوئی سلا ہوا کپڑا پہنے تو اُسپر بھی قربانی واجب ہوگی اور جب اُسکو معلوم ہوجاے کہ اب ضرورت جاتی رہی اسکے بعد پھر بھی وہ ڈھانکے رہے یا اُس لباس کو پہنے رہے تو دوسری قربانی اُسپر واجب ہوگی۔

(۶) سر یا داڑھی کے بالون کا دور کرنا خواہ منڈوا کر یا کسی اور طریقہ سے مثل دوا وغیرہ کے چوتھائی سر اور چوتھائی داڑھی کا بھی وہی حکم ہی جو پورے سر اور پوری داڑھی کا ہی۔

(۷) پوری ایک بغل یا زیر ناف یا گردن کے بالون کا دور کرنا۔

(۸) ہاتھون یا پیرون کے ناخونون کا کتروانا۔ اگر ہاتھ اور پیر دونون کے ناخون ایک ہی مجلس مین کتروائے جائین تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اور اگر علحدہ علحدہ مجلسون مین کتروائے تو دو قربانیان واجب ہونگی اور ایک ہاتھ یا ایک پیر کے ناخونون کے کتروانے کا بھی وہی حکم ہے جو دونون ہاتھون یا دونون پیرون کے ناخونون کے

کترواننے کا ہی۔

(۹) پچھنے لگوانے کی جگہ کے بال منڈواکر پچھنے لگوانا۔

(۱۰) طواف کا بحالت جنابت کرنا خواہ کوئی طواف ہو فرق یہ ہی کہ طواف زیارت کے بحالت جنابت ادا کرنے مین ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی ہوگی اور اسکے سوا اور کسی طواف مین صرف ایک بکری یا بھیڑ۔

(۱۱) طواف زیارت کا حدث اصغر کی حالت مین کرنا۔

(۱۲) عمرہ کا طواف جنابت یا حدث اصغر کی حالت مین کرنا خواہ پورا طواف اس حالت مین کرے یا صرف ایک ہی شوط۔ اسیطرح عمرہ کے طواف کا کوئی ایک شوط ترک کردینا۔

(۱۳) غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے چلدینا اور اُسکے حدود سے باہر ہوجانا۔ اگر کوئی شخص غروب آفتاب کے بعد چلا جاے تو اُسپر کچھ جنایت نہین اگرچہ امام ابھی نہ چلا ہو اسیطرح جو شخص غروب آفتاب سے پہلے چلدے اُسپر قربانی واجب ہی اگرچہ امام کے ہمراہ ہو۔ اور اگرچہ اُسکی سواری بغیر اسکی تحریک کے بھاگ نکلے۔

(۱۴) طواف زیارت کے ایک یا دو یا تین شوطون کا ترک کردینا اگر تین سے زیادہ چھوڑدیگا تو پھر قربانی سے اُسکی تلافی نہین ہوسکتی بلکہ اس طواف کا اعادہ اُسپر ضروری ہی۔ اگر اعادہ نہ کیا تو جماع کے حق مین ہمیشہ محرم رہیگا اور جب جماع کیا کریگا ایک قربانی واجب ہوگی بشرطیکہ یہ تعدد جماع کا مجالس متعددہ مین ہو۔ ایک ہی مجلس مین کئی بار جماع کرنیسے ایک ہی قربانی واجب ہوگی۔ ہان اگر پہلے جماع سے نیت احرام کے توڑنیکی کرلی ہو اور مسئلہ سے ناواقف

له مسئلہ یہ ہی کہ احرام توڑنے کی نیت سے یا بغیر اس نیت کے اگر کوئی شخص خلاف احرام افعال کا ارتکاب کرے تو اس سے احرام نہین ٹوٹتا بلکہ جنایت ہوتی ہی نماز ہوتی سے ہے نماز کا سا حال نہین ہی کہ کوئی فعل مخالف تحریمہ کے اگر کرے تو تحریمہ فاسد ہوجاے ہان اگر عذر شرعی لاحق ہوگیا ہی جسمین شریعت کیطرف سے باہر ہوجانیکا حکم ہی تو اس صورت مین البتہ احرام کے مخالف افعال بہ نیت ترک احرام کرنے سے احرام ٹوٹ جائیگا۔ ان عذرون کی تفصیل احصار کے بیان مین انشاء اللہ آئے گی ہان اسقدر فرق ہی کہ اگر باوجود مسئلہ جاننے کے کئی جنایات کا ارتکاب کرتا تو ہر جنایت کا کفارہ دینا پڑتا اب صرف ایک ہی کفارہ دینا پڑیگا ۱۲۔

ہو تو پھر ایک ہی قربانی واجب ہوگی اگرچہ مجالس بھی متعدد ہو جائین (درمختار، رد مختار)

(۱۵) طواف وداع کے کل شوطون یا چار شوطون کا ترک کردینا۔ اگر کوئی شخص بغیر طواف وداع کے کیے ہوے مکہ سے چل دیا لیکن ابھی میقات سے باہر نہین ہوا تو اُسپر واجب ہی کہ لوٹ آ کے اور طواف وداع کرے اور اگر میقات سے باہر نکل گیا ہی تو اُسکو اختیار ہی چاہے لوٹ کر طواف وداع کو ادا کرے اور چاہے اُسکے بدلے قربانی کردے لوٹنے کی صورت مین یہ چاہیے کہ عمرہ کا احرام[1] باندھکر لوٹے طواف وداع مین اس تاخیر سے کوئی جنایت نہوگی کیونکہ اس طواف کا کوئی وقت مقرر نہین۔

(۱۶) سعی کے کل شوطون یا اکثر شوطون کا ترک کردینا۔

(۱۷) سعی مین بلا عذر سوار ہو جانا۔

ان دونون صورتون مین اگر کوئی شخص پھر سعی کا اعادہ کرے گو یہ اعادہ بعد احرام سے باہر ہو جانے اور منافی احرام افعال کے ارتکاب کے بعد کیون نہو تو قربانی واجب نہوگی۔ (بحر الرائق)۔

(۱۸) وقوف مزدلفہ کا ترک کردینا۔

(۱۹) رمی کا بالکل ترک[2] کردینا یا کسی ایک دن کی پوری رمی کا ترک کردینا یا کسی دن کی رمی[3] کے اکثر حصہ کا ترک کردینا مثلاً سات کنکری کی جگہ تین کنکری مارے۔

(۲۰) حرم سے باہر حلق یا تقصیر کرانا۔

---

[1] عمرہ کا احرام باندھکر لوٹنے کا حکم اس سبب سے ہی کہ صورت مفروضہ مین وہ شخص میقات سے باہر چلا گیا ہی اور اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ میقات کے اندر بغیر احرام باندھے داخل ہونا منع ہی ۱۲

[2] رمی کا ترک جب ہی سمجھا جائیگا جب چودھوین تاریخ کو آفتاب غروب ہوجاے اور اُسنے رمی نہ کی ہو کیونکہ چودھوین تاریخ کی شام تک رمی کا زمانہ باقی ہے ایک دن کی چھوٹی ہوئی رمی دوسرے دن ادا کرسکتا ہی ہان بعد چودھوین تاریخ کے پھر رمی کا زمانہ باقی نہین رہتا۔ ۱۲

[3] مثلاً دسوین تاریخ کو سات رمی ہین وہی صرف جمرۂ عقبہ کی تو انمین سے چار ترک کردے اور باقی دنون مین ہر دن اکیس اکیس رمی ہین تو انمین سے مثلاً گیارہ رمی ترک کردے خواہ یہ گیارہ رمی جو ترک کی گئی ہین کچھ تینون جمرہ کی ہون یعنی چار ایک کے چار دوسرے کی تین تیسرے کی یا کسی جمرہ کی پوری ہون اور کسی کی بعض ہر صورت ایک قربانی واجب ہوگی۔ ۱۲

(۲۱) حج مفرد کے حلق یا تقصیر مین یا طواف زیارت مین دسوین ذیحجہ سے تاخیر کرنا۔

(۲۲) عورت کے بوسہ لینا یا مباشرت فاحشہ کرنا یا بہ شہوت اُسکو مس کرنا یا اسی کی مثل کوئی اور فعل کرنا خواہ انزال ہو یا نہو اور اسی طرح استمنا اور جماع بہیمہ بھی موجب جنابت ہی مگر ان دونون مین انزال شرط ہی۔

(۲۳) وقوف عرفات کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے جماع کرنا اسمین اِس قدر تفصیل ہی کہ اگر یہ جماع حلق یا تقصیر سے پہلے ہوا ہی تو ایک گاے یا اونٹ کی قربانی کرنی ہوگی اور بعد حلق کے بکری یا بھیڑ کی۔

(۲۴) جن مناسک مین کہ ترتیب واجب ہی اُنکی ترتیب بدل دینا۔

(۲۵) قارن کا ذبح سے پہلے یا رمی سے پہلے حلق کرالینا۔

(۲۶) بعد حج کرنے کے بغیر حلق کرائے حرم سے باہر چلا جانا اور پھر بارھوین ذیحجہ کے بعد لوٹنا۔ اگر حرم کے باہر جاکر بارھوین تاریخ کے اندر اندر پھر حرم مین آکر حلق کرالیا تو کچھ جنایت نہین۔

دو قربانی کی جنایتین

(۱) گاڑھی مہندی کا یا اور کسی قسم کی کسی خوشبودار چیز کا سر مین لگانا بشرطیکہ وہ چیز گاڑھی ہو اور پورے سر مین یا چوتھائی سر مین لگائی جاے اور بقدر ایک دن رات کے لگی رہے۔ ایک قربانی تو بسبب استعمال خوشبو کے اور دوسری بسبب سر ڈھانکنے کے مگر یہ مرد کا حکم ہی عورت پر ایک ہی قربانی ہوگی خوشبو کے استعمال کے سبب سے سر ڈھانکنا تو

---

۵۱ استمنا جلق لگانا جماع بہیمہ جانور سے فعل بد کرنا ۱۲ ۵۲ اس صورت مین قارن پر دو قربانیان واجب ہوتی ہین مگر ایک تو قران کے شکریہ کی ہی لہذا اسکا ذکر یہان بیکار ہی اوپر ہوچکا ہی۔ دوسری جنابت کے سبب سے ہی اسی کا یہان ذکر کیا گیا صاحب ہدایہ نے دونون قربانیان جنایت کے سبب سے قرار دی ہین اسپر لوگون نے انکی تغلیط کی ہی پھر صاحب بحر الرائق وغیرہ نے انکی عبارت کی توجیہ بھی کی ہی ۱۲

اسکے حق مین جنایت ہی نہین۔

(۲) قارن[۵۱] کی وہ جنایتین جنکے کرنے سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوتی ہی۔

(۳) جو متمتع اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو اُسکی وہ جنایتین جنکے کرنے سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوتی ہی۔ جو متمتع اپنے ہمراہ سے نلایا ہو وہ اگر عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد عمرہ کے احرام سے باہر نہو جاے تو اُسپر بھی ہر ایسی جنایت کے کرنے سے دو قربانیان واجب ہونگی۔

اُن جنایتون کا بیان ہو چکا جن سے قربانی واجب ہوتی ہی لہذا یہ بات یاد رکھنے کی ہی کہ جہان قربانی کا لفظ بغیر کسی جانور کی تخصیص کے استعمال کیا گیا ہی وہان بکری بھیڑ[۵۲] مراد ہی اور اگر گاے یا اونٹ کا ساتوان حصّہ اسکے عوض مین دیا جاے تب بھی کافی ہی بشرطیکہ جتنے لوگ اُس گاے یا اونٹ مین شریک ہون سب کی نیت بغرض ثواب ذبح کرنیکی ہو اگر کوئی شریک اپنے کھانے کے واسطے یا گوشت بیچنے کے لیے ذبح کرنا چاہیے تو پھر کافی نہوگا اور جہان جانور کی تخصیص کردی گئی ہے وہی خاص مُراد ہی۔ اور تخصیص جانور کی صرف دو جگہ کی گئی ہی ایک تو نمبر ۱ مین دوسری نمبر ۲۳ مین اور صرف اُنھین دونون مقامات مین پوری گاے یا اونٹ کی قربانی ہی اور کہین نہین۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان تمام قربانیون مین وہ سب شرطین ملحوظ ہین جو عید اضحیٰ کی قربانی مین ہین مثل عمر کی ایک خاص مقدار اور معائب سے سالم ہونے وغیرہ کے۔

اب ہم اُن جنایتون کا بیان کرتے ہین جنکے ارتکاب سے **صدقہ** دینا پڑتا ہی یہ بات

---

۵۱ قارن پر اور نیز متمتع مذکور پر دو قربانیان اس سبب سے ہوتی ہین کہ وہ دو احرام مین مقید ہی ایک تو عمرہ کا دوسرا حج کا ایک جنایت کے ارتکاب سے اسنے دو حرامون کے خلاف کیا گویا دو جنایتین کین اِسی سبب سے جو متمتع اپنے ہمراہ ہدی نہین لایا اگر بغیر عمرہ کے احرام سے باہر ہوے حج کا احرام باندھ لے تو اسپر بھی دو قربانیان واجب کی گئی ہین۔ ۱۲ ۵۲ صاحب بحرالرائق نے لکھا ہی کہ اونٹ یا گاے کا ساتوان حصہ اس جگہ قائم مقام ایک بکری کے نہین ہوسکتا مگر محققین نے ان کے اس قول کو قبول نہین کیا اور خود انھون نے بھی باب الہدی مین جاکر اسکے خلاف لکھدیا ہی ۱۲

ذہن نشین رہے کہ جہان کوئی خاص مقدار صدقہ کی نہ بتائی جاے وہان ایک مقدار صدقہ فطر کی مراد ہی یعنی نصف صاع گیہون وغیرہ ۔ اور صدقات کی مقدار مین یہ کلیہ قاعدہ ہی کہ جب کسی وجہ سے اُنکی قیمت قربانی کے برابر ہو جاے خواہ صدقات کے متعدد ہونیکے سبب سے یا قربانی کے ارزان ہونیکی وجہ سے تو صدقہ کی مقدار واجب مین سے اسقدر کم کر دینا چاہیے کہ باقی مقدار کی قیمت قربانی سے کم رہجاے ۔ (ردالمحتار وغیرہ)

اب وہ جنایتین شروع ہوتی ہین ۔ (۱) قلیل[۵] مقدار کی خوشبو کا ایک عضو سے کم مین استعمال کرنا ۔ اور اسی طرح قلیل مقدار کی خوشبو کا کسی لباس کے ایک بالشت مربّع سے کم مین لگا کر اُس لباس کو استعمال کرنا اگرچہ پورے ایک دن یا ایک رات کے بقدر استعمال کرے یا خوشبو قلیل نہو بلکہ کثیر ہو یا پورے ایک بالشت مربّع مین لگی ہو مگر ایک دن یا ایک رات سے کم اس لباس کا استعمال کرے ۔

(۲) ایکدن یا ایک رات سے کم اپنے سر کا ڈھانکنا یا سلا ہوا کپڑا پہننا ۔ اسمین اسقدر تفصیل ہی کہ اگر ایک گھنٹہ سے کم سر ڈھانکا یا سلا ہوا کپڑا پہنا تو صرف ایک مٹھی آٹا دینا ہوگا اور جو پورا ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ تک ڈھانکے یا پہنے رہا تو نصف صاع ۔

(۳) موچھ کا منڈوانا یا سر یا ڈاڑھی کے چوتھائی حصّہ سے کم کا منڈوانا یا گردن کے کسی حصّہ کا منڈوانا بشرطیکہ تین بالون سے زیادہ ہون اگر صرف تین بال ہُون تو ہر بال کے عوض مین ایک مٹھی آٹا ۔ (فتاوی قاضی خان)

اگر کوئی شخص گنجا ہو یا اسکے سر کے بال پہلے ہی سے گر گرا یا اور کسی وجہ سے کم ہوگئے ہون حتی کہ بقدر چوتھائی سر کے نہون تو وہ اگر پورا سر منڈ والیگا تب بھی صدقہ واجب ہوگا اسیطرح اگر کسی کی ڈاڑھی مین بہت ہی کم بال ہون کہ چوتھائی کی حد کو نہ پہونچین تو اسپر

---

۵ خوشبو کی قلت وکثرت پہچاننے کا فقہانے یہ قاعدہ لکھا ہی کہ عام طور پر اسکو دیکھکر لوگ کہین کہ کم ہی تو کم سمجھنا چاہیے اور اگر لوگ کہین کہ بہت ہی جیسے ایک چلو عرق گلاب یا ایک مٹھی مشک تو بہت سمجھنا چاہیے کہ بہت ہی اور کھانے کی چیزون مین یہ لکھا ہی کہ اگر منھ کے اکثر حصہ مین لگجاے تو کثیر ہی ورنہ قلیل ۱۲ منہ

پوری ڈاڑھی مُنڈوا دینے مین بھی صدقہ ہی واجب ہوگا۔ (ردالمحتار)

(۴) پانچ ناخونون سے کم کا ترشوانا یا پانچ سے زیادہ کا مگر متفرق طور پر یعنی ہر عضو کے چار چار ناخونون کا۔ ہر ناخون کے عوض مین ایک صدقہ واجب ہوگا۔

(۵) طواف قدوم یا طواف وداع یا اور کسی نفل طواف کا بے وضو ادا کرنا۔ ہر شوط کے عوض مین ایک صدقہ۔

(۶) پچھنے لگوانے کی جگہ کے بال بغرض پچھنے لگانے کے منڈوانا مگر پھر کسی وجہ سے پچھنے نہ لگوانا۔

(۷) طواف قدوم یا طواف وداع یا سعی کے تین یا تین سے کم شوطون کا ترک کردینا ہر شوط کے عوض مین ایک صدقہ۔

(۸) ایکدن جسقدر رمی واجب ہین انمین سے نصف سے کم کا ترک کردینا مثلاً دسوین تاریخ کو صرف جمرۃ العقبہ کی سات رمی واجب ہین اُن مین سے تین ترک کرے یا اور تاریخون مین سب جمرون کی ملاکر اکیس رمی واجب ہین انمین دس ترک کردے۔ ہر کنکری کے عوض مین ایک صدقہ۔

(۹) کسی دوسرے شخص کا سر یا گردن مونڈ دینا اُسکے ناخون کاٹ دینا خواہ یہ دوسرا شخص محرم ہو یا غیر محرم۔

اُن جنایتون کا بھی بیان ہوچکا جن کے ارتکاب سے صدقہ دینا پڑتا ہی لہذا اب چند باتین اسی کے متعلق اور ہین اُنکو بھی یاد رکھنا چاہیے وہ یہ ہین۔

اگر کوئی واجب ترک کیا جاتا ہی تو اگر بے عذر ترک کیا گیا ہی تو قربانی کرنی ہوگی اور بعذر ترک کرنے مین کچھ نہین نہ قربانی نہ صدقہ۔

اگر ممنوعات احرام مین سے کسی چیز کا ارتکاب بلا عذر کیا جاے تو کہین قربانی واجب ہوتی ہی کہین صدقہ جیسا کہ گذشتہ بیان سے واضح ہوچکا۔ اور کسی عذر سے ارتکاب کیا جاے

تو اگر اُسکے بے عذر ارتکاب سے قربانی واجب ہوتی تھی تو اب اختیار دیا جائیگا چاہے قربانی کرے چاہے قربانی کے بدلے چھ[51] مسکینون کو ایک ایک مقدار صدقہ فطر کی دیدے چاہے تین روزے رکھ لے جہان چاہے رکھے اور جسوقت چاہے رکھے۔ اور اگر اسکے بے عذر ارتکاب سے صدقہ واجب ہوتا تھا تو اب اختیار دیا جائیگا چاہے صدقہ دیدے اور چاہے ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔

عذر کی مثالین۔ بخار[52]۔ سردی[53]۔ زخم[54]۔ درد سر[55]۔ جوئین[56] وغیرہ عذر کے لیے یہ ضروری نہین کہ ہر وقت رہے نہ یہ ضروری ہی کہ اُس سے خوف مرجانیکا ہو بلکہ صرف تکلیف اور مشقت کا ہونا کافی ہی۔ خطا اور نسیان اور بیہوشی اور مجبور[57] ہونا اور سونا[58] اور مفلسی[59] کا شمار عذر مین نہین ہی بلکہ ان حالتون مین جو جنایت صادر ہوگی اسکا کفارہ ضرور دینا ہوگا ہان آخرت کا گناہ اُسکے ذمہ نہوگا۔

---

۵۱ افضل یہ ہی کہ یہ مسکین مکہ کے رہنے والے ہون ان مسکینون کا چھ ہونا ضروری ہی اگر کوئی شخص چھ مقدار صدقہ کی تین یا چار مسکینون کو دیدے تو کافی نہین ۱۲ ۵۲ مثلاً کسی کو بخار چڑھا اور اُس نے سر ڈھانک لیا یا کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا ۱۲ ۵۳ مثلاً کسی کو سردی بہت معلوم ہوئی اور اُس نے کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا بے سیا ہوا گرم کپڑا کوئی اُس کے پاس نہ تھا ۱۲ ۵۴ مثلاً زخم پر پھاہا وغیرہ رکھنے کے لیے بال اُس مقام کے منڈوائے یا کوئی خوشبودار مرہم اُس مقام پر رکھا ۱۲ ۵۵ مثلاً درد سر کے دفع کرنے کے کوئی خوشبودار ضماد استعمال کیا ۱۲ ۵۶ جوئین سر مین پڑ گئین اور اس ضرورت سے اُس نے بال منڈوا ڈالے ۱۲ ۵۷ مثلاً کسی محرم سے کسی نے کہا کہ مین تجھ کو قتل کیے ڈالتا ہون نہین تو تو اپنا سر منڈ ڈالے یا خوشبودار لباس پہن لے ۱۲ ۵۸ مثلاً کسی محرم نے سونے کی حالت مین اپنا سر چادر مین ڈھانک لیا یا اور کوئی فعل کیا ۱۲ ۵۹ مفلسی سے مراد یہ ہی کہ کسی سے کوئی جنایت صادر ہوئی اور اُس کے وجہ سے اُسپر قربانی یا صدقہ واجب ہوا اور اُس کے پاس اس قدر روپیہ نہین ہی جو وہ قربانی کر سکے یا صدقہ دے سکے تو وہ شخص معذور سمجھا جائے گا اُسپر قربانی یا صدقہ جو کچھ واجب ہوا تھا واجب رہے گا ہان یہ اُسکو اختیار ہے کہ جب تم کو مقدور ہو تب کفارہ ادا کرے اور اگر مرتے دم تک اتنا مقدور حاصل نہوا تو اُمید ہے کہ حق تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے ۱۲

مفسد حج و عمرہ

وقوف عرفات سے پہلے جماع یا لواطت کا مرتکب ہونا حج کو فاسد کردیتا ہی خواہ انزال ہوا ہو یا نہین۔ جماع ولواطت مین یہ شرط ہی کہ اس کیفیت[۵۱] سے واقع ہو کہ جس سے غسل واجب ہوجاتا ہی۔ بھوسے ہوجاے یا مجبوری سے سونے کی حالت مین یا کسی نابالغ بچہ سے اسکا وقوع ہو یا مجنون سے بہرحال حج فاسد ہوجائے گا۔ عورت[۵۲] اگر کسی جانور کا خاص حصہ اپنے خاص حصہ مین داخل کرے یا کسی جانور یا آدمی کے ہوے خاص حصّہ کو اپنے خاص حصہ مین داخل کرے تب بھی اسکا حج فاسد ہوجائیگا۔ ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہ حج اگر فاسد ہوجائے تب بھی اسکا پوراکرنا ضروری ہی اور بعد پوراکرنیکے ایک قربانی کرنا بھی ضروری ہی ایک قربانی جب ہی واجب ہوگی کہ ایکمرتبہ جماع کیاجاے یا کئی بار عورتون سے کیاجاے مگر مجلس ایک ہی ہو۔ اگر مجالس متعدد ہونگی تو بقدر انکی تعداد کے قربانیان بھی[۵۳] ہونگی (بحرالرائق)

اس فاسد شدہ حج مین بھی تمام وہی رعایتین ضروری ہین جو صحیح حج مین کرنا پڑتی ہین پس اگر کسی ممنوع احرام کا ارتکاب کریگا تو اسکا کفارہ دینا پڑے گا۔

اس فاسد حج کی قضا علی الفور واجب ہی یعنی سال آئندہ مین اسکی قضا کرلے اس سے زیادہ تاخیر نہ کرے۔ حج اگرچہ نفل ہو تب بھی اسکی قضا کرنی پڑے گی کیونکہ ہر عبادت گو وہ نفل ہو بعد شروع کرنے کے لازم و واجب ہوجاتی ہی ہان نابالغ بچہ اور مجنون پر اس حج کی قضا واجب نہین۔ (درمختار)

---

۵۱ اس کیفیت کا بیان مفصل پہلی جلد مین ہوچکا ہی حاصل اسکا یہ ہی کہ مرد کے خاص کا سر یا بقدر اس کے کسی کے خاص حصّہ مین یا مشترک حصہ مین داخل ہوجاے اور عورت بہت صغیرسن نہو اور مرد اپنے خاص حصہ پر ایسا کپڑا وغیرہ نہ لپیٹے جو جسم کی حرارت محسوس ہونے کو مانع ہو ۱۲ ۵۲ عورت کی قید اسلیے لگائی گئی کہ مرد اگر کسی جانور کے ساتھ یہ فعل کرے تو اسکا یہ فعل مفسد حج نہوگا کیونکہ جنایت کامل نہین ہوئی بخلاف عورتون کے کہ ان مین بوجہ زیادتی شہوت کے ان صورتون مین بھی جنایت کامل ہوجائے گی ۱۲ ۵۳ ہان اگر دوسرے جماع سے اس حج فاسد کے توڑنے کی نیت کرے اور مسئلہ نہ جانتا ہو تو پھر دوسرے جماع کے بعد جس قدر جماع ہون گے ان مین کفارہ واجب نہوگا جیسا کہ سابق مین گذرچکا ۱۲

عمرہ مین طواف کے چار شوط سے پہلے جماع و لواطت مفسد ہی بعد چار شوط کے نہین عمرہ فاسد ہوجاے تو اُسکو بھی پورا کرے اور ایک قربانی کرے اور اُسکی قضا کرے۔

شکار کی جزا

کسی جنگلی[۵۱] شکار[۵۲] کے قتل کرنے[۵۳] یا اُسکے قتل مین اعانت کرنیسے جزا لازم ہوتی ہی جزا سے مُراد قیمت[۵۴] ہے

[۵۱] جنگلی اُن جانورون کو کہتے ہین جن کا توالد تناسل خشکی مین ہوتا ہو گو اُنکی بود و باش پانی مین ہو جیسے بط اور مُرغابی وغیرہ یہ سب جنگلی جانور ہین کیونکہ انکے انڈے بچے خشکی مین ہوتے ہین۔ جو جانور جنگلی نہو بلکہ دریائی ہو اسکا شکار حالت احرام مین بھی جائز ہی خواہ اسکا کھانا جائز ہو یا نہین ۱۲ [۵۲] شکار اُس جانور کو کہتے ہین جو اصل خلقت مین وحشی ہو خواہ وہ کسی وجہ سے مانوس ہوگیا ہو جیسے ہرن کہ پالنے سے مانوس ہوجاتا ہی مگر چونکہ وہ در اصل وحشی ہی اسلیے شکار کہلائیگا فقہا نے کبوتر کو وحشی الاصل قرار دیا ہی۔ جو جانور وحشی الاصل نہو اسکا قتل کرنا حالت احرام مین بھی جائز ہی جزا واجب نہین ہوتی جیسے بکری گاے اونٹ مرغی وغیرہ۔ گاے بیل اگر چھوٹ کر آوارہ ہوگئے ہون اور اُنمین وحشت آگئی ہو تب بھی وہ شکار نہ سمجھے جائینگے ۱۲ [۵۳] قتل مین تعمیم ہی چاہے چاہے قتل کا ارتکاب اپنے ہاتھون سے کرے چاہے باعث قتل ہوجاے دونون صورتون مین جزا دینا لازم ہی ہوگی فرق اسقدر ہی کہ پہلی صورت مین ارادہ اور نیت شرط نہین حتی کہ اگر کوئی شخص کسی شکار پر گر پڑے اور وہ اُسکے گرنے سے مرجائے یا سوتے مین اُسکا ہاتھ کسی شکار پر پڑجاے اور وہ مرجاے تو جزا لازم ہوگی اسیطرح اگر کوئی شخص کسی مانوس جانور کی طرف گولی چلائے اور وہ کسی شکار کے لگجاے تب بھی جزا لازم ہوگی اور دوسری صورت مین ارادہ اور قصد شرط ہی لہذا اگر کوئی شخص کنوان کھودے اور اُسمین گر کر کوئی شکار مرجاے تو دیکھا جائیگا کہ اُسنے کنوان کس غرض سے کھودا ہی اگر شکار کے گرفتار کرنے یا مارنے کے لیے کھودا ہی تب تو اُسپر جزا واجب ہوگی اور اگر محض پانی کیلیے کھودا ہی تو جزا واجب نہوگی اسیطرح اگر کسی شخص نے شکاری کتے کو کسی مانوس جانور کے پکڑنے کیلیے چھوڑا اور اُسنے جاکر شکار کو پکڑ لیا تو جزا واجب نہوگی علی ہذا اگر کسی شخص نے کسی کوٹھری کو بند کیا اور اُسکے اندر کوئی پرند بند ہوگیا اور پیاس وغیرہ کے سبب سے مرگیا تو دیکھا جائیگا کہ بند کرنیوالے کو اُس پرند کی وہان ہونیکا علم تھا یا نہین اگر تھا تو جزا واجب ہوگی ورنہ نہین ۱۲ [۵۴] یہ امام ابو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف کا مذہب ہی امام محمد کے نزدیک جن جانورون کا مثل موجود ہی اُنکے قتل کر دینے اُنکے مثل جانورونکا قربانی کرنا ضروری ہی مثلا ہرن کو مارے تو بکری شترمرغ کو مارے تو اونٹ گورخر کو مارے تو گاے وعلی ہذا اور یہی امام شافعی کا بھی قول ہی ۱۲ (بحر الرائق۔ رد المحتار)

جو دو مبصر آدمی اُس شکار کی تجویز کرین اور یہ قیمت اُس مقام کے اعتبار سے ہو جہان وہ شکار مارا گیا ہو یا اسکے قریب تر مقام کے اعتبار سے کیونکہ ایک چیز کی قیمت مختلف مقامات کے اعتبار سے بدل جاتی ہو اور نیز اُس زمانہ کے اعتبار سے وہ قیمت ہو جس زمانہ مین وہ شکار مارا گیا ہو کیونکہ مختلف اوقات مین ایک چیز کی قیمت مختلف ہو جاتی ہو۔

اِس قیمت سے اسکو اختیار ہو کوئی جانور قربانی کا مُول لیکر حرم بھیجدے اور وہ وہان ذبح کر دیا جاے یا اُس قیمت سے گیہون وغیرہ مول لیکر ہر فقیر کو ایک مقدار صدقہ فطر کی تقسیم کر دے اور یہ بھی اختیار ہو کہ ہر مسکین کے کھلانے کے عوض مین ایک ایک روزہ رکھلے اور اگر قیمت اسقدر واجب ہوئی ہو کہ اُس سے قربانی نہین ہوسکتی تو پھر صرف دو ہی باتون کا اختیار ہو صدقہ دینے اور روزہ رکھنے کا۔ اور اگر اسقدر قیمت واجب ہوئی ہو کہ اسمین ایک مقدار صدقہ فطر کی نہین مل سکتی تو اختیار ہے کہ جس قدر ملجائے اُسی قدر خرید کر محتاج کو دیدے یا اُسکے عوض مین ایک روزہ رکھ لے۔ شکار اگر کسی آدمی کا مملوک ہوگا تو اُسکے قاتل کو دو قیمتین دینا پڑینگی ایک قیمت تو اُسکے مالک کے حوالہ کر دے اور ایک قیمت اللہ کی راہ مین تصدق کر دے (بحر الرائق)

قتل مین اعانت کرنے کی دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ شکار جہان اسوقت موجود ہو اِس مقام کی اطلاع شکاری کو کر دینا دوسرے یہ کہ کوئی آلہ قتل کا اُسکو دینا یا قتل کی تدبیر بتانا پہلی صورت مین جزا واجب ہونیکے لیے پانچ شرطین ہین (۱) اُس شکار کا قتل اُسکے بتانے سے ہو جاے (۲) جسکو شکار کا مقام بتایا ہو وہ خود اسکا مقام نہ جانتا ہو بلکہ اُسیکے بتانے سے اُسنے جانا ہو (۳) جسکو شکار کا پتہ بتایا ہو وہ اُسکے قول کو جھوٹ نہ سمجھے (۴) بتانے والا اس شکار کے قتل ہونے تک محرم رہے (۵) شکار بھاگ نہ جاے اگر بھاگ جاے اور بعد اُسکے وہ شخص پھر اُسکو مارے تو بتلانے والے پر جزا واجب نہوگی کیونکہ جب اُسنے بتایا تھا اُسوقت وہ شکار ہاتھ نہین آیا۔

دوسری صورت مین یہ شرط ہی کہ خود وہ شخص جسکو اس مُحرم نے آلۂ قتل دیا ہی یا تدبیر قتل بتائی ہے اپنے پاس آلۂ قتل نرکھتا ہو یا اس تدبیر قتل کو نہ جانتا ہو مثلاً کوئی شکار غار کے اندر چھپا بیٹھا ہو اور کوئی شخص اُسکو قتل کرنا چاہے لیکن اُس سے کچھ تدبیر نہ بن پڑے اور کوئی مُحرم اُسکو غار کے اندر جانے کا راستہ بتا دے یا کوئی نیزہ وغیرہ اتنا لمبا دیدے جو غار کے اُس مقام تک جہان شکار بیٹھا ہے پہونچ سکے۔

اگر کئی محرم ایک شکار کے قتل کے مرتکب ہون یا اُسکے قتل مین معین ہون تو ہر ایک پر جزا واجب ہوگی اسی طرح اگر ایک مُحرم کئی شکارون کو قتل کرے تو اُسپر اتنی ہی جزائین واجب ہونگی جتنے اُسنے شکار کیے ہین (بحرالرائق)

جزائے جانوران

اُن جانورون کے قتل کی جزا جنکا گوشت حلال نہین کبھی ایک بکری سے زیادہ نہین ہوسکتی چاہے وہ جانور کتنا ہی بڑا اور کتنا ہی قیمتی کیون نہو مثلاً کوئی شخص ہاتھی کو مار ڈالے جب بھی اُسکی جزا مین صرف ایک بکری واجب ہوگی۔

جزا کے عوض مین اگر صدقہ دے تو اُسکا حکم بالکل صدقہ فطر کے مثل ہی اور اُس کے مصارف وہی ہین جو صدقہ فطر کے ہین۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کو زخمی کردے اور وہ اس زخم سے مرے نہین یا شکار کے بال اُکھاڑ دے یا کوئی عضو توڑ دے یا کاٹ دے تو اس شکار کے حالت صحت کی قیمت[۲] مین جسقدر کمی آگئی ہو وہ اس مُحرم کو دینا چاہیے بشرطیکہ یہ زخمی کرنا یا بال وغیرہ کا توڑنا

---

[۱] یہ اُس صورت مین جبکہ وہ جانور کسی کا مملوک نہو ورنہ تو اسکی پوری قیمت مالک کو دینا پڑے گی اور اگرچہ وہ قد قامت مین چھوٹا ہو مگر کسی وصف کے سبب سے اُسکی قیمت بڑھ گئی ہے تو اُس وصف کا بھی اعتبار جائیگا مثلاً کوئی بولتا ہوا طوطا یا شکاری جہاپا یا پرند بشرطیکہ وہ وصف شرعًا معیوب نہو اگر معیوب ہوگا تو اس کا اعتبار نہ کیا جائیگا جیسے لڑائی کا مُرغ یا مینڈھا وغیرہ مگر اللہ کی راہ مین بہرحال ایک ہی بکری یا اُس کی قیمت دینا ہوگی ان اوصاف کا اعتبار صرف مالک کا حق ادا کرنے کے لیے کیا جائیگا ۱۲

[۲] مثلاً حالت صحت مین اس کی قیمت دس روپیہ تھی اور اب آٹھ روپیہ رہگئی تو دو روپیہ دینا ہون گے ۱۲

اُس شکار کے فائدے کی غرض سے نہو اگر فائدہ کی غرض سے ہوگا تو پھر کچھ بھی جزا واجب نہوگی **مثال** کوئی کبوتر کسی جال مین پھنسا ہوا ہو اور کوئی محرم اسکو جال سے نکالنا چاہے نکالنے مین اُسکے بال وغیرہ ٹوٹ جائین۔ بلکہ ایسی صورت مین اگر وہ مر بھی جاے تو بھی جزا واجب نہ ہوگی۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کے پیر کاٹ ڈالے یا اُسکے پر نوچ ڈالے کہ وہ اپنی حفاظت سے معذور ہوجاے تو اس شکار کی پوری قیمت دینا پڑے گی۔

اگر کسی شکار کے انڈے توڑ ڈالے اور وہ انڈے گندے نہون تو اگر اُن انڈون کے اندر سے بچہ نہ نکلے گا تو انڈے کی قیمت دینی پڑے گی اور جو اُسکے اندر سے بچہ نکلے تو اگر وہ صحیح وسالم نکل آیا تو کچھ نہین اور اگر مرا ہوا نکلا یا نکلکر مر گیا تو اُس بچہ کی قیمت دینا پڑے گی نہ انڈے کی۔

اگر کوئی شخص جوئین یا ٹیڑی کو مار ڈالے یا دوسرے کو مارنے کا حکم دے یا اس غرض سے کسی کو اشارہ سے جوئین یا ٹیڑی کو بتاے یا کوئی فعل[1] بقصد مار ڈالنے کے کرے اور وہ مر جائین تو اگر دو تین مارے تو جسقدر چاہے صدقہ دیدے مثلاً ہر ایک کے عوض مین ایک مٹھی آٹا اور جو تین[2] سے زیادہ مارے تو صدقہ فطر کی پوری مقدار دینا ضروری ہے جوئین کا بدن سے نکالکر زمین پر پھیکدینا بھی مارنے کے حکم مین ہے۔

یہانتک تو اُن جنایتون کا بیان تھا جنکا ارتکاب صرف احرام کے سبب سے ممنوع تھا غیر محرم کے حق مین وہ اُمور ممنوع نہ تھے اب ہم اُن جنایتون کو بیان کرتے ہین جنکا ارتکاب حرم کے سبب سے منع ہے حرم کے اندر خواہ محرم ہو یا غیر محرم اُن جنایتون کا ارتکاب کریگا تو اُسکو

---

[1] مثلاً جس کپڑے مین جوئین ہین اُسکو دھوپ مین ڈالدے اس غرض سے کہ وہ مر جائین اگر اس غرض سے نہین ڈالا بلکہ اور کسی خیال سے اور وہ مر گئین تو کچھ جنایت نہین ۱۲

[2] یہی اکثر فقہا کا قول ہے صاحب بحرالرائق نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن فتاوی قاضیخان مین اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہین کہ جب دس سے زیادہ ہو جائین تب ایک مقدار صدقہ فطر کی واجب ہوگی ۱۲

جزا دینا ضروری ہوگی اور اس جزا مین صرف دو اختیار رہین یا تو قربانی کردے اگر قیمت بقدر ایک قربانی کے ہوگئی ہو یا وہ قیمت محتاجون کو دیدے روزہ رکھنے کا اختیار نہین ہے۔

حرم[۱] کی جنایتین

(۱) سوا اذخر[۲] کے حرم کے کسی اور گھاس یا درخت کا کاٹنا بشرطیکہ خشک اور ٹوٹا ہوا نہو اور خودرو ہو اور اُس قسم مین سے نہو جسکو لوگ عادۃً بویا کرتے ہین جیسے غلہ اور میوہ جات کے درخت۔ اگر ایسی گھاس یا درخت کو کوئی شخص کاٹیگا تو اُسکی قیمت دینا پڑیگی۔ بشرطیکہ یہ گھاس وغیرہ کسی کی مملوک نہو اگر مملوک ہوگی تو دوہری قیمت دینا پڑے گی۔ ایک تو بدستور خدا کی راہ مین اور دوسری اسکے مالک کو۔ ہان اگر مالک نے اجازت دیدی ہو یا معاف کردے تو پھر وہی ایک قیمت اللہ کی راہ مین دینا پڑے گی۔

اذخر کے کاٹنے مین کچھ جنایت نہین اور جو چیز خودرو نہو بلکہ بوئی اور لگائی گئی ہو خواہ اسکے بونیکا رواج ہو یا نہین اسکے بھی کاٹ لینے مین کچھ جنایت نہین۔ کیونکہ یہ اُس قسم مین سے ہے جسکو لوگ عادۃً بوتے ہین۔ کسی درخت کی پتی وغیرہ توڑ لینے مین جو اُس درخت کو نقصان نہ پہونچائے کوئی جنایت نہین بشرطیکہ یہ چیزین کسی کی مملوک نہون اور اگر مملوک ہون تو مالک نے اجازت دیدی ہو یا معاف کردیا ہو یا خود مالک نے کاٹا ہو۔

کوئی درخت وغیرہ اگر ایسا ہو کہ اُسکی شاخون کا کچھ حصہ حرم کے اندر ہو اور کچھ حصہ

---

[۱] حرم مکہ اور اسکے آس پاس کے محدود مقامون کو کہتے ہین حرم کی حد ہرطرف سے برابر نہین ہے جیساکہ ہم بیان کرتے ہین مدینہ منورہ کی جانب تو مکہ سے تین میل تک حرم ہے اور یمن کیطرف سات میل اور طائف کیطرف بھی سات میل اور عراق کیطرف بھی سات میل اور جدہ کیطرف دس میل حرم کے تمام اطراف کی حدبندی کردی گئی ہے پہلے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نشان لگائے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر عمر وعثمان رضی اللہ عنہما نے پھر حضرت معاویہ نے جواب تک ہین ۱۲

[۲] اذخر ایک قسم کی گھاس ہے جو دوا مین کام آتی ہے اور قبرون کو بھی اس سے پاٹتے ہین ہندوستان مین بھی اسکی جڑ دوا مین لکھی جاتی ہے ۱۲

[۳] کاٹ لینا اور جڑ سے اُکھاڑ ڈالنا ایک حکم مین ہے ۱۲

[۴] اسقدر ٹوٹ جانا مراد ہے کہ اُسمین نمو کی قوت باقی نہو اور نہ تر و تازہ رہ سکے اگر پورا درخت نہین ٹوٹا کوئی شاخ اسکی ٹوٹ گئی ہے تو صرف اُسی شاخ کے کاٹنے مین جنایت نہوگی تر و تازہ شاخ کے کاٹنے مین جنایت ہوگی ۱۲

حرم سے باہر تو اُسکی جڑ کا اعتبار کیا جائیگا اگر جڑ حرم مین ہی تو وہ درخت حرم کا سمجھا جائیگا اور کچھ جڑ حرم کے اندر رہی کچھ باہر تب بھی وہ حرم کا سمجھا جائے گا اور اگر ایسے درخت پر کوئی پرند بیٹھا ہوگا تو اُسمین یہ بات دیکھی جائے گی کہ اگر وہ زخمی ہوکر گرے تو کہان گرے گا اگر حرم مین گرے تو وہ پرند حرم کا سمجھا جائے گا۔

حرم کی گھاس کا جانورون سے چروالینا بھی جائز نہین[۵۱] اگر خود بخود کوئی جانور چر لے تو اُسکے مالک پر ضمان نہ پڑے گا۔ (درمختار وغیرہ)

(۲) حرم کے شکار کا قتل کرنا۔ اگر کوئی جانور ایسی جگہ بیٹھا ہو کہ پیر تو اُسکے حرم مین ہون اور سر حرم سے باہر تو وہ حرم کا سمجھا جائیگا اور اگر لیٹا ہوا ہو تو اگر اُسکے بدن کا کوئی جز حرم مین ہوگا تو وہ جانور حرم کا سمجھا جائے گا۔

اگر کوئی شخص کسی جانور کو حرم سے باہر نشانہ لگائے اور وہ جانور حرم کے اندر بھاگ جاے اُسکے بعد اسی نشانہ سے زخمی ہو تو جنایت ہوجائے گی۔

اگر حرم کے کسی پرند کے انڈے توڑ ڈالے یا بھون لے یا حرم کی ٹڈیان مارے یا حرم کے کسی شکار کا دودھ دوہے تو اُسکا ضمان دینا ہوگا بعد ضمان دینے کے اُسکا کھانا جائز ہی اور اُسکا بیچنا بھی جائز ہی مگر کراہیت کے ساتھ۔

کتے اور چیل اور بھیڑیے اور سانپ بچھو اور چوہے کے مار ڈالنے مین کچھ مضائقہ یعنی جزا واجب نہوگی اسیطرح کتے اور مچھر کھٹمل چیونٹی پسو اور کلنی اور کچھوا اور پروانہ اور مکھی

---

۵۱ یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا مذہب ہی قاضی ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے وہ کہتے ہین کہ چرانے کی ممانعت مین لوگون کا سخت حرج ہی اور حدیث مین صرف کاٹنے اور توڑنے کی ممانعت ہی چرانے کا ذکر نہین ہی بعض فقہا نے محققین کے قول پر فتوی دیا ہی اور کہا ہی کہ لوگون کا عمل بھی اسی پر ہی ۱۲ (ردالمحتار) ۵۲ ٹڈی اگر تین سے کم مارے تو صدقہ کی کوئی مقدار معین نہین جسقدر چاہے دیدے ہان تین سے زیادہ مارنے مین ایک مقدار صدقہ فطر کی معین ہی یہی حال جوئین کا بھی ہی (درمختار) ۵۳ بعض فقہا کی عبارتون مین اس مقام پر کتے کے ساتھ کاٹنے والے کی قید ہی مگر یہ قید اتفاقی ہی کاٹتا ہو یا نہین جنگلی یا پالا ہوا ہر حال مین اُسکے مار ڈالنے سے جزا لازم نہوگی ہان اگر وہ کسی کا مملوک ہو تو اسکو ضمان دینا پڑے گی ۱۲

اور چھپکلی اور بھڑ اور تمام حشرات[51] زندہ جانوروں کے مار ڈالنے مین بھی جزا واجب نہین ہوتی جو حملہ کرے اور اُسکے حملہ کا دفعیہ بغیر قتل کے ممکن نہو بشرطیکہ وہ جانور کسی کا مملوک نہ ہو ان جانورون کے قتل مین کچھ جزا نہین خواہ حرم کے اندر ہی کیون نہ قتل کیے جائین اور خواہ قاتل انکا مُحرِم ہو۔

کوّے کی کئی قسمین ہین اُنمین سے عَقعَق[52] کو فقہا نے مستثنےٰ کیا ہی یعنی اسکے قتل سے جزا لازم ہوتی ہی۔ (ردالمحتار وغیرہ)۔

اگر کوئی غیر محرم شکار مارے اور اُسکو حرم سے باہر ذبح کرے تو اُسکا کھانا محرم کے لیے جائز ہے بشرطیکہ اُس شکار کے قتل مین کسی محرم کی کسی قسم کی اعانت نہو نہ اُسنے اُس شکار کے قتل کا حکم دیا ہو گو اُس شکار کرنیوالے نے اُسکو کسی محرم ہی کے لیے شکار کیا ہو۔

جو شخص حرم کے اندر داخل ہو اُسپر واجب ہی کہ اگر اُسکے ساتھ مین کوئی شکار ہو تو اُسکو چھوڑ دے[53] یعنی آزاد کردے۔ اسیطرح جو شخص احرام باندھے اور اُسکے ہاتھ مین شکار ہو اُسپر بھی واجب ہی کہ اُسکو اپنے پاس سے علٰحدہ کردے کسی کے پاس امانت رکھاوے یا دیدے۔

اگر یہ شکار جسکو اُسنے آزاد کیا ہی کوئی درندہ ہو جیسے شکرا باز وغیرہ اور وہ آزاد ہوکر حرم کے کسی شکار کو قتل کرے تو اُسکی جزا اُسپر واجب نہوگی۔

اگر شکار اُسکے ہاتھ مین نہو بلکہ مکان مین ہو یا پنجرہ مین بند ہو اور وہ پنجرہ اُسکے ہاتھ مین یا اُسکے خادم کے ہاتھ مین ہو یا اسباب کے اندر رکھا ہو تو پھر اُسکا چھوڑنا ضروری نہین اسی طرح اگر وہ رسّی مین بندھا ہو اور وہ رسّی اُسکے ہاتھ مین ہو تب بھی اُس کا چھوڑنا واجب نہین۔ (ردالمحتار)

[51] حشرات وہ جانور ہین جو سوراخون مین گھس جاتے ہین اور انکے اندر بود و باش کرتے ہین جیسے سانپ بچھو چوہا وغیرہ ۱۲ [52] عقعق وہ کوا ہی جس کے رنگ مین سیاہی کے ساتھ سپیدی بھی ہو اسکی آواز مین عین قاف کی صورت پیدا ہوتی ہی (رد المحتار) [53] چھوڑ دینے کا یہ مطلب خاصکر اس سبب سے بیان کیا گیا کہ پرندکا اُڑا دینا یا چوپایہ کا آزاد کردینا ممنوع ہی۔ اسمین مال کی اضاعت ہی جو شریعت اسلامیہ مین جائز نہین رکھی گئی ۱۲

محُرِم کو شکار کا مول لینا یا بیچنا جائز نہین اگر بیچے تو اُسپر ضروری ہو کہ واپس لے لے ورنہ جزا دینی پڑے گی۔

محرم شکار کا مالک کسی اختیاری سبب سے مِثل خریدنے یا ہبہ وغیرہ کے نہین بن سکتا ہان اگر کوئی سبب اختیاری نہو تو اُسکی وجہ سے البتہ مالک بن سکتا ہی مثلاً کوئی عزیز اُسکا مرجاے اور اُسکے مال مین شکار ہو اور وہ اُسکو وراثت مین ملے تو اس صورت مین اُسکا مالک ہوجائیگا کیونکہ وراثت غیر اختیاری چیز ہے۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کو پکڑے یا مول لے پھر اُسکو کوئی شخص اُڑا دے تو اُسپر ضمان نہین کیونکہ وہ شکار اُس محرم کی مِلک مین نہ تھا۔

یہ ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ جن جنایتون کے سبب سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہو گی انکے سبب سے قارن اور ہدی والے متمتع پر دو قربانیان واجب ہونگی علیٰ ہذا صدقہ بھی قارن وغیرہ پر دوگنا واجب ہوتا ہی۔ سوا اس جنایت کے کہ میقات کے اندر بغیر احرام باندھے ہوے چلا جاے۔ اس جنایت مین قارن وغیرہ پر بھی مفرد کی طرح ایک ہی قربانی واجب ہوتی ہی (درمختار۔ ردمختار)

میقات سے بغیر احرام باندھے ہوے حرم کے اندر چلا جانا۔

بھی جنایت ہی۔ ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ جو شخص حرم کے اندر جانا چاہے اُسپر ضروری ہی کہ احرام باندھکر میقات کے اندر داخل ہو۔ پس اسکے خلاف کرے گا تو جنایت کا مرتکب ہوگا اُس جنایت کے احکام حسب تفصیل ذیل ہین۔

(۱) جو شخص حرم جانے کے ارادہ سے بغیر احرام باندھے ہوے میقات سے آگے چلا جاے اُسپر واجب ہی کہ میقات پر لوٹ کر آئے اگر نہ لوٹا تو چاہے میقات سے آگے بڑھکر احرام باندھے یا نہ باندھے اُسپر ایک قربانی واجب ہی۔

(۲) اگر حرم جانے کے ارادہ سے بغیر احرام باندھے ہوے میقات سے آگے نکلگیا

پھر میقات پر لوٹ کر اُسنے احرام باندھ لیا یا احرام تو میقات پر لوٹنے سے پہلے باندھ لیا مگر ابھی تک افعال حج وعمرہ شروع نہین کیے پھر میقات پر لوٹ کر تلبیہ[1] کہا تو قربانی معاف ہوجائے گی۔

(۳) اگر میقات سے آگے بڑھکر احرام باندھ لیا اور افعال حج وعمرہ کے شروع کر دیے مثلاً طواف کا ایک شوط کر لیا اسکے بعد میقات پر لوٹ کر آیا یا افعال حج وعمرہ کے شروع کرنے سے پہلے میقات پر لوٹ کر آگیا مگر تلبیہ نہ کہا تو ان دونون صورتون مین ایک قربانی واجب ہوگی۔

(۴) اگر دوبارہ میقات پر آنے سے حج کے فوت ہوجانیکا خوف ہو تو چاہیے کہ نہ لوٹے اور اس نہ لوٹنے کیوجہ سے ایک قربانی کردے۔

(۵) کوئی مکی یا وہ متمتع جو اپنے عمرہ سے فارغ ہوچکا ہو بقصد حج حرم باہر نکل گئے اور پھر حل مین جاکر احرام باندھا اور وہین سے عرفات مین وقوف کے لیے چلے گئے تو انپر ایک قربانی واجب ہو کیونکہ انکی میقات حرم ہو اور وہ اُس سے بغیر احرام باندھے ہوے نکل گئے۔

(۶) اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے ہوے کئی مرتبہ حرم کے اندر آمد و رفت کرے تو ہر مرتبہ کے عوض مین اُسکے ذمہ ایک حج یا ایک عمرہ ضروری ہے۔ پھر اُسی سال اگر کوئی حج یا عمرہ کریگا گو وہ اِس بغیر احرام جانے کے جنایت اُتارنے کی غرض سے نہو تو ایک مرتبہ کی جنایت اُتر جائے گی۔ ہان بعد اس سال کے پھر خاص اِسی نیت سے کریگا تو جنایت اُتریگی ورنہ نہین

(۷) اگر کوئی شخص میقات سے بغیر احرام باندھے نکل جاے اور اُسکا ارادہ حرم مین جانیکا نہو بلکہ حل مین کسی مقام کے جانے کی نیت ہو تو اُسپر بغیر احرام نکل جانے مین کچھ جنایت نہین پھر وہ اُس مقام سے بغیر احرام باندھے حرم کے اندر جاسکتا ہو اگرچہ وہ اُس حل کے مقام مین پندرہ روز سے بھی کم رہا ہو۔ (درمختار وغیرہ)

[1] یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہو اُن کے نزدیک تلبیہ کی تجدید ضروری ہو ۱۲

(۸) اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے ہوے میقات سے آگے نکل گیا پھر اسنے بغیر میقات پر لوٹے ہوے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا اور اتفاق سے وہ فاسد ہوگیا تو اسکو پورا کرکے اسکی قضا کرے قضا کا احرام میقات سے باندھے اب اُسپر قربانی واجب نہوگی۔

احرام پر احرام باندھنا

احرام پر احرام باندھنے کی صورت یہ ہو کہ ہنوز ایک احرام سے باہر نہوا ہو کہ دوسرا احرام باندھے اسکی چار قسمین ہین عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا۔ حج کے احرام پر دوسرے حج کا احرام باندھنا۔ عمرہ کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا۔ حج کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا اب ہر قسم کے احکام بیان کیے جاتے ہین۔

(۱) غیر آفاقی[۱] اگر عمرہ کا احرام باندھکر چار شوط سے کم اسکے طواف کے ادا کرچکا ہو تو پھر حج کا احرام باندھے تو اُسکو ضروری ہو کہ ان دو احرامون مین سے ایک احرام کو توڑدے یعنی کوئی فعل مخالف احرام کے مثل حلق وغیرہ کے بہ نیت احرام توڑ نیکے کرلے اور اس احرام توڑنے کے جنایت کے کفارہ مین ایک قربانی کرے۔ پس اگر اُسنے حج کا احرام توڑا ہے اور یہی بہتر ہو تو اُسپر اس سال ایک عمرہ اور سال آیندہ مین ایک حج ضروری ہے اور اگر حج کا زمانہ باقی ہو اور اُسی سال حج کرے تو پھر عمرہ کی حاجت نہین اور اگر اُسنے عمرہ کا احرام توڑا ہو تو صرف عمرہ کی قضا اُسکو کرنی ہوگی چاہے اسی سال کرلے چاہے سال آیندہ مین۔

غیر آفاقی کی قید اسلیے لگائی گئی کہ آفاقی اگر ایسا کریگا تو اُسکو کسی احرام کے توڑنے کی حاجت نہین کیونکہ وہ صورت مفروضہ مین قارن ہوجائیگا۔ اور اگر عمرہ کے چار یا چار سے زیادہ

[۱] غیر آفاقی وہ شخص جو مکہ مکرمہ کا یا حرم کے اندر اور کسی مقام کا رہنے والا ہو متمتع اپنے عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ مین قیام کرے وہ بھی حکما غیر آفاقی ہے ۱۲

شوط طواف کے کر چکا ہوگا تو تمتع ہوجائیگا اور قران وتمتع آفاقی کے لیے ممنوع نہین ہے۔
عمرہ کے چار شوط سے کم طواف کرنے کی قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر عمرہ کا طواف بالکل کیا
ہی نہوگا تو پھر عمرہ کے احرام کا خاصکر توڑنا ضروری ہوگا اور چار شوط یا اس سے زیادہ عمرہ
کا طواف کر چکا ہوگا تو پھر خاصکر حج کے احرام کا توڑنا لازم ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو پھر اُسپر دوسرے حج کا احرام باندھے
تو اسکی تین صورتین ہین اول یہ کہ دونون حجون کا احرام ساتھ ہی باندھے۔ دوسرے
ایک حج کا احرام باندھنے کے بعد بغیر اسکے کہ اُسکے افعال شروع کرے دوسرے حج کا
احرام باندھے تیسرے یہ کہ ایک حج کا احرام باندھکر اسکے افعال شروع کردینے کے بعد
دوسرے احرام باندھے۔

پہلی دونون صورتون مین دو حج اُسکے ذمّہ لازم ہوجائینگے مگر ایک کا احرام توڑدے
جب چلنے لگے اور اسکو سال آیندہ مین قضا کرے اور ایک عمرہ بھی اسکے ذمہ ضروری ہوگا
اور ایک قربانی کرنی ہوگی تیسری صورت مین اگر دوسرے حج کا احرام دسوین تاریخ کو حلق
یا تقصیر کے بعد باندھا ہے تو اس دوسرے حج کا سال آیندہ مین ادا کرنا اُسپر ضروری ہے
اور جب تک اسکو ادا نکرے گا محرم رہیگا اور اگر دسوین تاریخ کو حلق وتقصیر سے پہلے دوسرے
حج کا احرام باندھ لیا ہے تو پہلے حج کے لیے حلق یا تقصیر کرائے اور سال آیندہ مین دوسرا
حج کرے اور ایک قربانی بھی جنایت کے بدلے مین کرے اور اگر دسوین تاریخ سے پہلے احرام
دوسرے حج کا باندھ لیا تو بدستور اس دوسرے احرام کو توڑ ڈالے اور ایک قربانی جنایت
کی دے اور سال آیندہ مین دوسرا حج ادا کرے۔

(۳) اگر کوئی شخص عمرہ کے احرام پر دوسرے عمرہ کا احرام باندھے تو اگر پہلے عمرہ کی
سعی سے فارغ نہین ہوا تو دوسرے عمرہ کا احرام خود بخود پہلے عمرہ کی سعی شروع کرتے ہی
ٹوٹ جائیگا اور ایک قربانی اس احرام توڑنے کی اسکو دینا ہوگی اور اگر پہلے عمرہ کی سعی سے

فارغ ہوچکا ہو تو دوسرے عمرہ کا احرام توڑنے کی حاجت نہین اس کو بھی ادا کرے اور اس کے فراغت سے پہلے عمرہ کا حلق وتقصیر نہ کرائے ورنہ دو قربانیان کرنا ہونگی ایک تو قبل فارغ ہونے دوسرے عمرہ کے حلق کرانے کے سبب سے اور دوسرے دو عمرون کے جمع کرنے کی وجہ سے۔

(۴) اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو اسکے بعد عمرہ کا احرام باندھے تو اگر غیر آفاقی ہے تو اُسکا وہی حکم جو پہلی قسم مین گزر چکا یعنی دو احرامون مین کسی ایک کا توڑنا اور توڑنے کے عوض مین قربانی کرنا وغیرہ اُسپر ضروری ہے جیساکہ اوپر گذر چکا اور اگر آفاقی ہے تو اسکو کسی احرام کا توڑنا ضروری نہین دونون اسپر لازم ہوجائینگے اور وہ اس صورت مین متمتع کہلائے گا گو خلاف سنت ہونے کی سبب سے گنہگار ہوگا کیونکہ تمتع کی مسنون صورت یہ تھی کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھتا اُس سے فراغت کرکے حج کا احرام باندھتا یا دونون کا ساتھ باندھتا تو قران ہوجاتا۔ اب اگر وہ حج کا طواف قدوم ابھی نہین کر چکا تو اُسکو چاہیے کہ عمرہ کا طواف کرکے حج کرے اور اگر حج کا طواف قدوم کرچکا ہو تو اُسکے لیے مستحب ہے کہ عمرہ کے احرام کو توڑدے اور حج کرنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھکر عمرہ ادا کرے اور ایک قربانی اس صورت مین احرام توڑنے کی جنایت مین دے اور اگر عمرہ کا احرام نہ توڑے تب بھی درست ہے مگر ایک قربانی جنایت کی اس صورت مین بھی دینا ہوگی۔

اور اگر حج کے وقوف عرفات سے فارغ ہوچکا اُسکے بعد دسوین تاریخ کو یا اُسکے بعد ایام تشریق کے کسی اور دن مین عمرہ کا احرام باندھا تو اُسپر عمرہ لازم ہوجائے گا۔ گو ابھی حج کے لیے حلق وتقصیر نہ کرایا ہو اور طواف زیارت نہ کیا ہو یا کرچکا ہو۔ مگر عمرہ کے اس احرام کا توڑنا واجب ہے پھر حج کی رمی وغیرہ سے بالکل فارغ ہونے کے بعد ازسرنو عمرہ کا احرام باندھکر اِس عمرہ کی قضا کرے۔ اور احرام توڑنے کے بدلہ مین قربانی کرے۔

جس شخص کا حج فوت ہوگیا ہو وہ اگر حج کا احرام باندھے یا عمرہ کا تو اسکو اس دوسرے احرام کا توڑ دینا ضروری ہی اور جب حج فوت ہو جائے تو چاہیے کہ عمرہ ادا کرکے حج کے احرام سے باہر ہو جائے اور سال آئندہ مین اُس حج کی قضا کرے اور ایک قربانی اس جنایت کے بدلہ مین کرے کہ وہ بغیر حج کے احرام سے باہر ہوگیا۔

احصار کا بیان

احصار کے معنی لغت مین تو روک لیا جانا۔ اور اصطلاح فقہ مین احرام کے بعد حج یا عمرہ کے کسی رُکن سے روکا جانا جس شخص پر ایسا واقعہ پیش آجائے اُسکو مُحصَر کہتے ہین۔

چونکہ یہ بھی ایک قسم کی جنایت ہی یعنی جسطرح جنایت کی قربانی کا قربانی کرنے والے کو کھانا جائز نہین۔ اسیطرح احصار کی قربانی کا بھی قربانی کرنے والے کو کھانا درست نہین لہذا اسکا ذکر بھی جنایت کے بعد مناسب معلوم ہوا۔

اس جگہ ہم دو باتین بیان کرینگے اول تو احصار کی صورتین دوسرے احصار کا حکم اور نتیجہ۔

احصار کی صُورتین

(۱) کسی دُشمن کا خوف ہو۔ دشمن سے مُراد عام ہی خواہ کوئی آدمی ہو یا کوئی درندہ جانور مثلاً یہ معلوم ہو کہ راستہ مین کوئی دشمن بیٹھا ہوا ہی وہ حجاج کو ستاتا ہی لوٹتا مارتا ہے یا کوئی شیر دغیرہ لاگو ہوگیا ہے اور اسکی دفعیہ کی کوئی صورت نہین۔

(۲) بیماری۔ احرام باندھنے کے بعد بیمار ہو جائے کہ اب آگے نہین بڑھ سکتا یا آگے بڑھ سکتا ہی مگر مرض مین زیادتی کا خوف ہی۔

(۳) عورت کا کوئی محرم نہین۔ محرم ہو اور مرجائے یا کہین چلا جائے یا ہو ہی نہین یا ہمراہ

جانے سے انکار کرے ان سب صورتون مین اگر وہ احرام باندھ چکی ہو تو احصار ہو جائیگا۔

(۴) خرچ ختم ہو جائے۔ مثلاً چوری جا سے یا پہلے ہی سے کم ہمراہ لایا ہو۔

(۵) عورت کے لیے عدت۔ احرام باندھنے کے بعد شوہر مر جاسے یا طلاق دیدے اور وہ پابند عدت ہو جاسے تو یہ احصار ہو جائیگا ہان اگر عورت اُسوقت مقیم ہے اور اُسکے وطن سے مکہ بقدر مسافت سفر نہین ہو تو احصار نہ سمجھا جائے گا۔ عدت کے مسئلہ تفصیل حج کے شرائط گذر چکی۔

(۶) راستہ بھول جائے اور کوئی راہ بتانے والا نہ مل سکے۔

(۷) عورت کے لیے شوہر کا منع کرنا بشرطیکہ حج کا احرام بغیر اُسکی اجازت کے باندھا ہو حج فرض کے روکنے کا اور حج نفل مین بعد اجازت دینے کے روکنے کا اختیار شوہر کو نہین ہے۔

(۸) لونڈی غلام کو اُسکے مالک کا منع کرنا۔

احصار کا حکم

اگر محصر اپنے گھر لوٹ آسے اور اس مانع کے زائل ہونے تک اپنے احرام پر قائم ہے پھر جب احصار دفع ہو جاسے تو جس چیز کا احرام باندھا ہو اُسکو ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے اور اس صورت مین اگر حج کا احرام باندھا تھا اور اسی سال حج کا وقت مل گیا تو خیر ورنہ عمرہ کرکے اپنے پہلے احرام سے باہر ہو جاسے اور پھر جدید احرام باندھکر حج کرے اور اگر محصر چاہے کہ مین احرام سے باہر ہو جاؤن تو اگر وہ مفرد یا معتمر ہے تو ایک قربانی یا اُسکی قیمت حرم مین بھیجدے اور جو قارن ہو تو دو قربانیان یا اُن کی قیمت بھیجدے کہ اُس قیمت سے وہان قربانی کا جانور مول لے لیا جاسے یہ قربانی حرم مین کسی مقام پر ذبح کردیجاسے گو دسوین تاریخ سے پہلے ہی کیون نہو اور قربانی بھیجتے وقت یہین سے اُسکے ذبح کا دن

مقرر کردے تاکہ اسی دن یہ محصر اپنے کو احرام سے باہر سمجھنے لگے ۔ معاً ذبح کرتے ہی احرام سے باہر ہو جائے گا ۔ حلق و تقصیر کرائے یا نہ کرائے ۔

اگر کسی محصر نے سمجھکر کہ اب قربانی ذبح ہو گئی ہوگی اپنے کو احرام سے باہر سمجھ لیا اور کوئی فعل خلاف احرام کیا اور بعد کو معلوم ہوا کہ اُسدن قربانی ذبح نہین ہوئی تھی یا ذبح تو اُسی دن ہو گئی تھی مگر حرم مین ذبح نہین ہوئی تو ایسی صورت مین جسقدر جنایتین اُسنے کی ہونگی ہر جنایت کے عوض مین جزا دینی پڑے گی (در مختار)

پھر جب احصار جاتا رہے اور اُس محصر نے حج کا احرام باندھا ہو اور اُس سال حج کا زمانہ باقی ہو اور حج کرنے جائے تو مفرد ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور قارن دو عمرہ اور ایک حج کرے اور اگر احرام عمرہ کا تھا تو صرف ایک عمرہ کرلے ۔

اگر قربانی روانہ کرنیکے بعد احصار جاتا رہا اور یہ ممکن ہو کہ اگر وہ محصر روانہ ہو جائے تو قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے پہونچ جائیگا اور حج بھی ملجائیگا تو اُسپر واجب ہو کہ فوراً روانہ ہو جائے اور اگر یہ ممکن نہین یعنی قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے نہین پہونچ سکتا یا یہ کہ حج نہین ملسکتا تو پھر اُسپر فوراً جانا واجب نہین ہے ۔

کوئی شخص اگر مکہ مین ہو اور وہ حج کے دونون رکنون یعنی طواف اور وقوف عرفات سے روکا جائے تو وہ محصر ہو جائیگا اور اگر صرف ایک رکن سے روکا جائے مثلاً صرف طواف سے یا صرف وقوف عرفات سے تو پھر وہ محصر نہین ہے یعنی اسکو اس رکے جانے کے عوض مین قربانی نکرنی پڑیگی ہان اگر وقوف سے روکا گیا ہے تو سال آئندہ مین اُسکی قضا کرنی پڑیگی ۔

جس شخص سے حج فوت ہو جائے اُسکو چاہیے کہ عمرہ کرکے احرام سے باہر ہو جائے اگر مفرد ہے تو ایک عمرہ کرے قارن ہے تو دو عمرہ کرے اور بعد اسکے حلق یا تقصیر کرائے اور پھر سال آئندہ مین حج مفرد یا قران کی قضا کرے ۔ قران کی قضا مین یہ ضروری نہین کہ وہ بھی قران ہو بلکہ یہ اختیار ہے کہ عمرہ کا احرام علیحدہ باندھکر عمرہ کرے اور حج کا احرام جدا باندھکر حج کرے ۔

دُوسرے کی طرف سے حج کرنا

ہم اگلی جلدون مین لکھ چکے ہین کہ عبادت کی تین قسمین ہین۔ بعض تو صرف بدنی ہین جیسے نماز روزہ تلاوت ذکر وغیرہ۔ اور بعض صرف مالی ہین جیسے زکوٰۃ صدقہ فطر عشر وغیرہ اور بعض دونون سے مرکب ہین جیسے حج عمرہ زیارت قبور مقدسۂ انبیاء و اولیاء۔

پہلی قسم کی عبادات کا دوسرے کی طرف سے کرنا درست نہین یعنی اُسکے ذمہ سے فرض ساقط نہین ہوسکتا مثلاً کوئی شخص نماز نہ پڑھے اور دوسرے سے پڑھوادے یا خود روزہ نرکھے دوسرے سے رکھوادے تو درست نہین ہان ان عبادات کا ثواب کسی کو پہونچانا بیشبہہ[له] درست ہی دوسری قسم کی عبادات کا دوسرے کی طرف سے کرنا درست ہی یعنی اُسکے ذمّہ سے فرض اُترجاتا ہی اور ان کا ثواب بھی دوسرے کو پہونچانا جائز ہے۔

تیسری[له] قسم کی عبادات کا ثواب بھی دوسرے کو پہونچ جاتا ہی مگر اُسکے ذمّہ سے فرض اُترنے کیلیے چند شروط ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہی۔ حج بھی اسی تیسری قسم کی عبادات مین ہی لہذا ہم ہر جگہہ حج کی تخصیص کرینگے کیونکہ اصالۃً اسکا بیان کرنا مقصود ہی اسی پر تیسری قسم کے تمام عبادات کا قیاس کرلیا جاے۔

(۱) وہ شخص جسکی طرف سے حج کیا جاتا ہی بذات خود حج کرنے سے معذور ہو۔ اور وہ معذوری اگر ایسی ہو کہ اسکے زائل ہوجانے کی اُمید ہی تو اس معذوری کا آخر وقت یعنی

[له] امام مالک اور امام شافعی اس مسئلہ مین مخالف ہین وہ کہتے ہین کہ عبادات بدنیہ کا ثواب دوسرے کو نہین پہونچتا باقی اقسام کی عبادتون کے ثواب پہونچنے مین وہ بھی متفق ہین حنفیہ کی تائید مین بہت احادیث صحیحہ اور آیات قرآن مجید وارد ہوئی اور وہ اپنے مقام مین مذکور ہین ۲ [له] اس تیسری قسم کی عبادات مین سوا حج کے اور کوئی عبادت خدا کی طرف سے فرض نہین کی گئی ہان اگر خود کسی عبادت کی نذر کرے تو واجب ہو جائیگی مثلاً کسی نبی کے قبر پاک کی زیارت کرے تو وہ واجب ہو جائیگی اور اسکا وجوب بغیر ان شرائط کے نہ اُترے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مُبارک کی زیارت بھی واجب ہی جیساکہ ہم آئندہ بہت محققانہ طور پر بیان کرینگے انشاءاللہ تعالی۔

موت تک رہنا شرط ہی اور اگر وہ معذوری ایسی ہی کہ اُسکے زائل ہوجانے کی اُمید نہین جیسے بڑھاپے کا ضعف یا نابینا ہونا یا پیرون کا کٹا ہونا وغیرہ تو پھر اس معذوری کا آخر وقت تک رہنا شرط نہین حتّٰی کہ اگر بعد اسکے کہ دوسرے نے اسکی طرف سے حج کرلیا وہ معذوری جاتی رہی تو اسکو بذات خود حج نہ کرنا پڑیگا فرض اُتر چکا بخلاف پہلی قسم کی معذوری کے کہ وہ اگر زائل ہوجاسے تو پھر دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔

(۲) یہ معذوری حج کرانے سے پہلے پائی جاتی ہو اگر اُسوقت نہ تھی اور بعد کو پیدا ہوگئی تو اُسکا اعتبار نہین یعنی وہ حج اسکی طرف سے صحیح نہوگا بلکہ اب بعد معذوری پیدا ہوجانے کے اسکو چاہیے کہ کسی کو حج کے لیے بھیجے۔

(۳) جسکی طرف سے حج کیا جائے احرام باندھتے وقت اُسکی نیت کرنا مثلاً یون کہے کہ مین فلان شخص کی طرف سے احرام باندھتا ہون اسکی طرف سے لبیہ کہتا ہون۔ اور اگر اس کا نام بھول گیا ہو تو صرف یہی کہدینا کافی ہوگا کہ جسنے مجھے بھیجا ہے اُسکی طرف سے مین احرام باندھتا ہون۔

(۴) جس کی طرف سے حج کیا جاتا ہو اُسنے حج کرنے کا حکم دیا یعنی یہ کہا ہو کہ تو میری طرف سے حج کر بغیر کہے ہوے اگر کوئی شخص کسیکی طرف سے حج کرلے تو اس دوسرے شخص کے ذمہ سے فرض ساقط نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص مرتے وقت وصیت کرگیا ہو کہ میری طرف سے حج کرادیا جاے تو یہ بھی حکم ہے۔ وارث[۵۱] اگر بغیر وصیت[۵۲] کے حج کرے یا کسی سے کرائے تب بھی درست ہی یعنی فرضیت ساقط ہوجائے گی۔

(۵) جس کی طرف سے حج کیا جائے روپیہ وہی دے پورے خرچ کے بقدر

---

۵۱ بعض فقہا کہتے ہین کہ اگر غیر وارث بھی بغیر وصیت کے اپنی طرف سے احسان کرکے کسی دوسرے کے عوض حج کر آئے تو اس دوسرے کے ذمہ سے فرض ساقط ہوجائیگا مگر یہ قول اکثرین کے خلاف ہی ۱۲ ۵۲ مثلاً بیٹا باپ کیطرف سے بغیر وصیت کے حج کرے تو فرض اتر جائیگا

یا اکثر حصہ۔ اگر کوئی شخص اپنے مال سے خرچ کرکے دوسرے کی طرف سے حج کرے اور پھر اُس سے خرچ لے لے تو اُس دوسرے کی طرف سے حج کرنا صحیح ہوجائیگا اُس کے ذمہ سے فرض اُتر جائے گا ہان اگر خرچ اُس سے نہ لے تو پھر اُسکی طرف سے حج ادا نہ ہوگا۔

(۶) جو شخص اپنی طرف سے حج کرائے اُس نے اگر کسی خاص شخص کی نسبت کہا ہو کہ وہ میری طرف سے حج کرے تو اُسی خاص شخص کا حج کرنا۔ اگر دوسرا شخص کرے تو اُسکی طرف سے حج ادا نہ ہوگا ہان اگر کسی شخص کو روپیہ دیکر اُس سے یہ کہدیا جاے کہ تجھے اختیار ہے چاہے خود حج کرنے جا چاہے کسی اور کو بھیجدے تو پھر وہ شخص چاہے خود جائے چاہے کسی اور کو بھیج دے بہر حال اُس روپیہ دینے والے کی طرف سے حج ادا ہوجائیگا۔

(۷) جس شخص کی طرف سے حج کیا جاتا ہو اُسپر حج فرض ہو ورنہ فرض نہ ساقط ہوگا مثلاً کوئی فقیر یا ایسا شخص جسمین حج کی فرضیت کے شرائط نہین پائے جاتے اپنی طرف سے کسی کو حج کرائے تو اُسکے ذمہ سے فرض نہ ساقط ہوگا یعنی اس حج کرانے کے اگر اسمین شرائط فرضیت حج کے پائے جائینگے تو پھر اُسکو حج کرانا ہوگا۔

(۸) حج جس شخص سے کرایا جاتا ہو وہ راستہ سواری پر طے کرے نہ پیادہ پا ہان اگر خرچ کم پڑجائے اور اس وجہ سے کچھ راستہ پیادہ پا کرے تو درست ہو۔

(۹) جس شخص سے حج کرایا جاے وہ وہین سے سفر کرے جہان وہ شخص رہتا ہو جس کی طرف سے حج کرایا جاتا ہے اور وہ شخص مرگیا ہو اور اُس کے وارث اُسکی طرف سے حج کراتے ہون تو میت کا تہائی[۱] مال جس مقام سے کفایت کرے وہین سے حج

[۱] تہائی مال کی قید اس لیے لگادی گئی کہ وصیت صرف تہائی مال مین جاری ہوتی ہو اور یہ صورت بھی وصیت کے مثل ہو ۱۲

کے لیے سفر کیا جائے۔

(۱۰) جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے وہ حج کو فاسد نکرے اگر فاسد کر دیگا پھر اسکی قضا کریگا تو دوسرے شخص کی طرف سے فرضیت کو ساقط نکرے گا۔

(۱۱) جو شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے جائے وہ اُسکے حکم کی مخالفت نہ کرے یعنی اگر اُسنے افراد کو کہا ہو تو افراد کرے قران کو کہا ہو تو قران کا احرام باندھے تمتع کے لیے کہا ہو تو تمتع کرے۔ ہان اگر اُسنے افراد کے لیے کہا تھا اور اُسنے پہلے اسکی طرف سے حج کیا بعد اُس کے پھر اپنے لیے عمرہ کیا تو درست ہی مگر اس زمانہ کے قیام کا خرچ وغیرہ سب اُس دوسرے شخص کے ذمہ نہوگا بلکہ اسکو اپنے پاس سے کرنا چاہیے۔

(۱۲) جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرے وہ ایک ہی حج کا احرام باندھے اگر وہ ایسا کریگا کہ ایک حج کا احرام دوسرے کی طرف سے اور ایک کا اپنی طرف سے باندھیگا تو دوسرے کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہ ہوگی ہان اگر دوسرے حج کا احرام توڑدے تو درست ہی۔

(۱۳) ایک ہی شخص کیطرف سے حج کا احرام کرنا۔ اگر دو آدمی ملکر کسی شخص کو حج کرنے کیلیے بھیجین اور وہ دونون کیطرف سے حج کا احرام باندھے تو کسی کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہوگی اگرچہ وہ بعد حج کے اُن دونون مین سے کسی ایک کی تخصیص کرے ہان کوئی وارث اگر اپنے مورثون کیطرف سے بغیر انکی وصیت کے حج کرے تو درست ہی یعنی اگر ان دو مورثون مین سے کسی ایک کے ذمہ حج فرض تھا

سلہ مثلاً بیٹا اپنے ماں باپ دونون کی طرف سے حج کا احرام باندھے چنانچہ اس کے فضائل احادیث صحیحہ مین بکثرت وارد ہوے ہین دار قطنی مین متعدد طریقہ سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے تو اللہ اُس کا حج پورا کردے گا اور اُسکو دس حج کے برابر ثواب ملیگا اور قیامت کے دن نیک لوگون کے ساتھ اُسکا حشر ہوگا افسوس ہی کہ اکثر لوگ اس بات سے غافل ہین وہ اگر حج کیے جاتے ہین تو اپنے ماں باپ کو اُسکا ثواب نہین پہونچاتے حالانکہ اس سے انکا نقصان نہوگا انکا فرض اتر جائیگا

اور اس نے بعد حج کرنے کے اسکی تخصیص کرلی کہ مین اسی کی طرف سے حج کرتا ہون تو اُسکے ذمّہ سے فرض[۵۱] اُتر جائے گا۔

(۱۴) جس سے حج کرایا جاے وہ مسلمان ہو۔

(۱۵) جس سے حج کرایا جاسے وہ عاقل ہو مجنون نہو۔

(۱۶) جس سے حج کرایا جاے وہ سمجھدار ہو گو نابالغ ہو ناسمجھ بچے سے اگر حج کرایا جاے تو فرضیت ساقط نہ ہوگی۔

(۱۷) جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرنے جائے حج اُس سے فوت نہ ہو اگر فوت ہوجائیگا اور وہ پھر قضا کریگا تو دوسرے کے ذمّہ سے فرضیت ساقط نہ ہوگی۔

یہ سب شرائط فرضیت ساقط ہونے کے لیے ہین محض ثواب پہونچانے کے لیے ان شرائط کی کچھ ضرورت نہین۔

ان شرائط کے سوا اور کوئی شرط ہمارے[۵۲] یہان نہین ہے ہمارے یہان عورت سے غلام سے اور اس شخص سے جسنے اپنے لیے کبھی حج نہ کیا ہو حج کرالینا درست ہے فرضیت ساقط ہوجائیگی۔ ان شرائط کے علاوہ اور شرائط بھی بعض علمانے اپنی کتابون مین لکھے ہین حتّٰی کہ صاحب لُبابُ المناسک نے بیس شرطین گنا دی ہین لیکن بعض تو اُنہین مکرر ہین یعنی صرف عبارت کا فرق ہے۔ مآل ایک ہی ہے اسلیے ہم نے اُن کو حذف کردیا اور بعض درحقیقت شرط ہی نہین ہین مثلاً صاحب درمختار اور صاحب لُبابُ المناسک وغیرہما لکھتے ہین کہ جس سے حج کرایا جاے اُس سے اجرت کا معاملہ نہ کیا جائے یعنی یون نہ کہا جاے

---

[۵۱] اس مقام پر ایک بات باقی ہے کہ اگر یہ حج اس وارث نے اپنا فرض اُتارنے کو بھی کیا ہو تو آیا صرف مورث کا فرض اُترے گا یا صرف اس کا یا دونون کا۔ محققین فقہا کی تحریر اور ظاہر احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونون کا اُتر جائے گا۔ رد المحتار ۱۲

[۵۲] امام شافعی کے نزدیک اس کے علاوہ اور بھی شرائط ہین مثلاً مرد ہونا آزاد ہونا اور اپنی طرف سے حج کرچکنا اُن کے نزدیک عورت اور غلام اور اُس شخص کا حج دوسرے کی طرف سے درست نہین جس نے کبھی اپنے لیے حج نہ کیا ہو ۱۲

کہ ہم تمکو اسقدر روپیہ دینگے تم اسکے عوض مین ہماری طرف سے حج کرآؤ اگر ایسا کیا جائے گا تو حج کرنے والے کی طرف سے وہ حج صحیح نہ ہوگا حالانکہ یہ قول خلاف تحقیق اور خلاف ظاہر[۵۱] روایت ہی محققین نے لکھا ہی کہ یہ صورت ناجائز ہے کیونکہ اس صورت مین عبادت کی اُجرت لازم آتی ہی اور عبادت پر اُجرت لینا درست[۵۲] ہی لہٰذا اسی قسم کا معاملہ جائز ہی نہوگا اور یہ اجارہ باطل ہوجائے گا اور حج کرانے والے کو صرف اُسی قدر روپیہ دینا ہوگا جو حج مین خرچ ہوا ہی خواہ اجارہ اس سے کم پر ہوا ہو یا زیادہ پر اور حج اُسکی طرف سے درست ہوجائے گا **مثال** زید نے عمرو سے کہا کہ ہم تم کو پانچ سو روپیہ دینگے تم ہماری طرف سے حج کراؤ تو یہ اجارہ باطل ہی زید کو صرف اسی قدر روپیہ دینا ہوگا جو عمرو نے حج مین خرچ کیا ہو خواہ وہ پانچسو سے زیادہ ہو یا پانچسو سے کم (ردالمحتار وغیرہ)

شرائط کا بیان تو ہوچکا اب مسائل کا بیان کیا جاتا ہی۔

(۱) جس شخص کو حج کے لیے بھیجا ہے اگر وہ محصر ہوجائے تو احصار کی قربانی کی قیمت اُسی شخص کے ذمہ واجب ہی جس نے حج کے لیے بھیجا ہی۔ اور اگر وہ مرگیا ہو تو اُسکے تہائی[۵۳] مال سے بھیجائے۔ پھر سال آیندہ مین ایک حج اس حج کے بدلے کرے جیسا کہ احصار کا عام قاعدہ ہے پھر اُس کے بعد دوسرے سال ایک حج حج کرانے والے کی طرف سے کرے۔

(۲) جس شخص کو حج کے لیے بھیجا ہے اگر اُس سے حج فوت ہوجائے تو دیکھنا چاہیے کہ اُس کے قصور سے فوت ہوا ہی یا کسی ناگہانی آفت کی وجہ سے پہلی صورت مین اُسپر

---

[۵۱] ظاہر روایت اس مسئلہ کو کہتے ہین جو امام محمد کی ان چھ کتابون مین ہو۔ جامع صغیر جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر۔ زیادات۔ مبسوط ۱۲ [۵۲] متاخرین علما نے بعض عبادتون پر اُجرت لینے کو جائز لکھا ہی مثل تعلیم دین اور اذان و امامت وغیرہ کے اس مسئلہ کو اگر خدا نے چاہا تو ہم مدلل و مبسوط بیان کرینگے ۱۲ [۵۳] بعض فقہا کہتے ہین کہ تہائی سے نہین بلکہ کل مال سے یعنی اگر کل مال قربانی مین خرچ ہوجاسے تو خرچ کردینگے بعض نے اسپر فتوی بھی دیا ہے مگر زیادہ قوی وہی قول ہے جو کتاب مین لکھا گیا ۱۲

ضروری ہوگا کہ بھیجنے والے کا جسقدر روپیہ خرچ کیا تھا اُسکو اپنا سمجھے اور پھر اپنے پاس سے
خرچ کرکے علاوہ اِس حج کے جو اس فوت ہوجانے کے بدلے مین اُسکو کرنا پڑے گا حج کرانیوالے
کے لیے ایک حج اور کرے۔

(۳) قران اور تمتع کی قربانیان اور جنایت کی قربانی حج کرنے والے کے ذمہ[۵۱] ہون گی نہ
حج کرانے والے کے اگر[۵۲] حج کرانے والے نے تمتع یا قران کی اجازت دی ہو۔

(۴) اگر دوسرے کی طرف سے حج کرنے والا حج کو فاسد کردے تو اسکی قضا سال آیندہ
مین اُسکے ذمہ ضروری ہوگی مگر یہ قضا کا حج حج کرانے والے کی طرف سے نہوگا بلکہ حج کرانیوالے
کے لیے اسکے علاوہ ایک حج اور اُسکو کرنا پڑیگا اور اسکا خرچ اُسکو اپنے پاس سے کرنا ہوگا
حج کرنے والے سے تو پہلے ہی لے چکا ہے۔

(۵) جسکو کسی میت کی طرف سے حج کے لیے بھیجا ہو اگر وہ وقوف عرفات سے پہلے مرجائے
یا اُسکا روپیہ چوری جائے تو جسقدر مال میت کا باقی ہے اسکی تہائی سے دوسرا حج کرایا جائے
اُسی مقام سے جہان وہ میت رہتا تھا اور اگر تہائی مال اسقدر نہو تو جہان سے ممکن ہو
وہین سے حج کرادیا جائے پھر اگر یہ دوسرا شخص جو بھیجا گیا اسپر بھی وہی واقعہ پیش آئے یعنی
مرجائے یا اُسکا مال چوری جائے تو پھر جسقدر مال میت کا باقی ہے اسکے تہائی سے پھر حج
کرایا جائے اگر یہ واقعہ پھر پیش آجائے تو پھر ایسا ہی کیا جائے یہانتک کہ سب مال ختم ہوجائے
یا اسقدر مال رہجائے جسمین حج نہین ہوسکتا۔

(۶) حج کیلیے کسی دوسرے کو بھیجنا یا بھیجنے کی وصیت کرجانا اُسی حالت مین ضروری ہے کہ اسپر

---

۵۱ جنایت کی قربانی کا اُس کے ذمہ ہونا ظاہر ہے اِس لیے کہ اسی کا قصور ہے سزا بھی اسی کو ملنا چاہیے۔ باقی رہی قران اور تمتع کی قربانی تو اُسکے ذمہ واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دونون قربانیان شکریہ کی ہین اور یہ شکریہ اسی شخص پر واجب ہوتا ہے جو حقیقۃً تمتع اور قران کرے اور حقیقۃً انکار کرنے والا یہی شخص ہے نہ بھیجنے والا ۱۲

۵۲ یہ شرط اِسواسطے لگائی گئی کہ اگر اُس نے اجازت نہ دی ہوگی تو یہ حج ہی اُسکی طرف سے نہوگا اور ایسی حالت مین بدرجہ اولیٰ ہی شخص کے ذمہ تمتع اور قران کی قربانی واجب ہوگی

حج فرض ہوچکا ہو اور خود نہ جاسکے۔ اگر کوئی شخص حج کے لیے گھر سے چلا مگر وقوف عرفات سے پہلے مرگیا تو اُس پر حج کے لیے وصیت کرنا اُسی حالت مین ضروری ہو کہ جس سال حج اُس پر فرض ہوا تھا اُسی سال سے اُسنے تاخیر کردی ہو اگر اُسی سال حج کرنے چلا گیا تو پھر وصیت کرجانے کی کچھ حاجت نہین۔

(۷) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ تو اِسی سال جاکر میری طرف سے حج کرآ اور وہ اُس سال نہ جاوے تو وہ مخالفت[1] کرنے والا نہ سمجھا جائے گا اور جب حج کرے گا درست ہو جائیگا یعنی بھیجنے والے کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا۔

(۸) جسقدر روپیہ کسی شخص کو حج کرنے کے لیے دیا جائے اگر اسمین کمی پڑ جاوے تو وہ اُسقدر بھیجنے والے سے ادا کرے اور اگر کچھ بچ رہے تو واپس کرے۔ ہان اگر بھیجنے والا یہ کہدے کہ جسقدر بچ جاوے اسکی بابت مین تجھے اختیار دیتا ہون کہ جسکو چاہے دیدے چاہے خود اپنے صرف مین لے آئے تو اس صورت مین بچے ہوئے روپیہ کا اپنے صرف مین لے آنا اُس شخص کے لیے جائز ہو جائے گا۔

حج کی نذر ماننا

حج جس طرح کہ خدا کی طرف سے جب اُسکے شرائط پائے جاوین فرض ہے۔ اور اس حج کو حجۃ الاسلام کہتے ہین اسی طرح اگر کوئی شخص حج کی نذر مانے تو وہ بھی واجب ہو جاتا ہی اور اُس شخص پر حج کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہی حال تمام عبادات کا ہے اگرچہ وہ فی نفسہ واجب نہون مگر نذر کرنے سے واجب ہو جاتی ہین۔

تیسری جلد مین **نذر روزہ** کے بیان مین ہم لکھ چکے ہین کہ نذر کے الفاظ مین قسم کا بھی احتمال ہی جس لفظ سے نذر کا مفہوم ادا ہوتا ہی اُسی سے قسم کا بھی مطلب سمجھا جاتا ہے

[1] اوپر مذکور ہوچکا ہو کہ اگر حج کرانیوالا حج کرنیوالے کے حکم کی مخالفت کریگا تو حج اُسکی طرف سے نہوگا۔

دونون مثل لازم وملزوم کے ہین نذر کہتے ہین ایک غیر واجب چیز کے واجب کر لینے کو اور قسم کہتے ہین مُباحؔ چیز کے حرام کر لینے کو پس جب کسی غیر واجب چیز کو کرنا اپنے اوپر واجب کیا جائے گا تو اُس کا نہ کرنا جو مُباح تھا حرام ہوجائے گا مثلاً جب کسی شخص نے نفل نماز کی نذر مانی تو اب اُس نفل کا پڑھنا اُسپر واجب ہوگیا اور اُس نفل کا نہ پڑھنا جو اُسکے لیے مُباح تھا اب اُسپر حرام ہوگیا۔ برخلاف بیان سابق کے حج کی اگر کوئی شخص نذر مانیگا تو اُس سے قسم مُراد نہوگی یعنی اگر چاہے کہ حج نکرے اور طرح قسم کا کفارہ دینے سے قسم کے خلاف کرنے کا گناہ اُتر جاتا ہے اسکا کفارہ دیکر نذر کے حج نہ کرنے کے گناہ سے سبکدوش ہوجائے تو ممکن نہین (عالمگیریہ)

نذر اگر کسی شرط پر معلق کی جاے مثلاً یون کہا جاے کہ میرا فلان کام ہوجائیگا تو میرے اوپر ایک حج ضروری ہے یا مین ایک حج نذر مانتا ہون تو جب وہ شرط پائی جائے گی حج کرنا اُسپر ضروری ہوگا۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مین اِحرام کی نذر مانتا ہون یا مکہ مکرمہ یا کعبۂ معظمہ جانے کی نذر مانتا ہون اور اُس کے ساتھ حج یا عمرہ کی تخصیص نکرے تو اُسپر ایک حج یا عمرہ واجب ہوجائیگا دونون مین سے جسکو ادا کر لیگا نذر پوری ہوجائے گی۔

اگر کوئی شخص پیادہ پا حج کرنے کی نذر کرے تو صحیح یہ ہے کہ اُس کو اپنے مکان سے مکہ مکرمہ تک پیادہ جانا ضروری ہے اور حج مین طواف زیارت کے بعد اور عُمرہ مین سعی کے بعد اُس کو سوار ہونا جائز ہوجائے گا۔ اگر اِسکے خلاف کرے گا یعنی پورا رستہ یا اُسکا اکثر حصہ سواری پر قطع کرے گا تو اُس کو ایک قربانی کرنی ہوگی (عالمگیریہ)

ف ۵۱ مباح اُس فعل کو کہتے ہین جسکا کرنا اور نہ کرنا برابر ہو یعنی جس طرح اُسکے کرنے مین ثواب نہین اسی طرح اس کے نہ کرنے مین کچھ گناہ نہین ۱۲

اگر کوئی شخص مکہ معظمہ یا کعبہ شریفہ تک پیادہ پا جانے کی نذر کرے تو یہ نذر لغو ہو جائے گی یعنی اسپر حج یا عمرہ واجب نہ ہو جائے گا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ مین حجۃ الاسلام دو دفعہ کرنے کی نذر کرتا ہون تو اُسکی یہ نذر لغو ہو جائے گی حجۃ الاسلام ایک بار سے زیادہ نہین ہوتا۔

اگر کوئی شخص ایک ہی سال کئی حج کرنے کی نذر مانے تو جتنے حجون کی نذر کرے گا سب اُسپر لازم ہو جائینگے مگر ایک سال مین ایک ہی حج کرنا ہوگا۔

اگر کوئی شخص مثلاً ایک سال مین تیس حجون کی نذر مانے اور اپنے بدلے تیس ۳۰ آدمیون کو ایک ہی سال مین حج کرنے کے لیے بھیجے تو اگر حج کا زمانہ آنے سے پہلے وہ خود حج کرنے سے معذور ہو گیا یا مر گیا تو وہ کل حج اُس کی طرف سے ہو جائین اور اگر حج کے زمانہ مین وہ صحیح و تندرست رہا کہ خود حج کرسکتا ہے تو انتیس ۲۹ حج اُس کی طرف سے ہو جائینگے ایک حج نہ ہوگا اور یہ ایک حج جب خود ہی حج کرے گا تب ادا ہوگا۔

اگر کوئی نذر کا حج کرنے جائے اور ابھی تک اُسنے حجۃ الاسلام سے فراغت نہ کی ہو اور اس کی فرضیت کے شرائط اسمین پائے جاتے ہون تو اُسی حج نذر کے ضمن مین حجۃ الاسلام بھی ادا ہو جائے گا بشرطیکہ اُسکی نیت کرے ورنہ جیسی نیت کرے گا ویسا ہی ہوگا۔ (عالمگیری)

متفرق مسائل

(۱) اگر وقوف عرفات کے بعد کچھ لوگون کی شہادت سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ آج آٹھوین تاریخ ہے تو یہ شہادت مان لینی چاہیے اور دوسرے دن نوین تاریخ کو پھر وقوف کرنا چاہیے اور اگر دسوین تاریخ کو شہادت گذرے کہ جسدن وقوف کیا گیا وہ

آٹھوین تاریخ تھی تو یہ شہادت قبول نہ کی جائے گی اور وقوف صحیح ہو جائے گا اور آٹھوین تاریخ کو اس بات کی شہادت گزر جاے کہ آج نوین تاریخ ہے تو اس صورت مین اگر امام اور اکثر حاضرین وقوف عرفات کر سکین تو شہادت مان لی جاے اور اگر یہ بات ممکن نہو تو شہادت نہ مانی جاے اور جو لوگ شہادت دیتے ہین اُن کو بھی یہی حکم دیا جائے گا کہ تمام لوگون کے ہمراہ تم بھی وقوف کرنا اگر وہ اسکے خلاف کرین گے یعنی اپنی شہادت کے موافق عمل کرینگے اور لوگون کے رفاقت چھوڑ دینگے تو اُنکا حج نہوگا۔ (تبیین الحقائق)

حاصل یہ کہ جس صورت مین شہادت کے مان لینے سے کل لوگون یا اکثر لوگون کا حج فوت ہوتا ہو اس صورت مین شہادت نہ قبول کی جائے گی اور جس صورت مین کسی کا حج فوت نہ ہوتا ہو تو تھوڑے سے آدمیون کا تو اس صورت مین شہادت قبول کی جائے گی۔ (عالمگیریہ)

(۲) اگر کوئی عورت حج کے زمانہ سے بہت پیشتر احرام باندھ لے اگرچہ شوہر نے اجازت بھی دیدی ہو تب بھی شوہر کو اختیار ہے کہ اسکا احرام توڑ ڈالے ہان اگر اُس نے کچھ تھوڑے دنون زمانہ حج سے پیشتر احرام باندھو تو پھر نہین توڑوا سکتا

(۳) لونڈی غلام نے اگر بغیر اجازت اپنے مالک کے احرام باندھ لیا ہو تو مالک ان کا احرام تُڑوا سکتا ہے اور اِس صورت مین وہ لونڈی غلام محصر سمجھے جاوینگے احصار کی قربانی اور حج کی قضا اُنھین کے ذمہ ہوگی جس کو بعد آزاد ہونے کے بجالائین اور اگر مالک اجازت دے چکا ہو تب بھی اُسکو اختیار احرام تُڑوا دینے کا ہے مگر اس صورت مین احصار کی قربانی کے مالک کے ذمہ ہوگی مگر اجازت دے چکنے کے بعد احرام کا تُڑوا دینا مکروہ ہے۔

(۴) لونڈی غلام کا خرید فروخت کرنا بحالیکہ وہ احرام باندھے ہوے ہون جائز ہے اور مشتری کو اختیار ہے چاہے اُنکو احرام پر باقی رہنے دے چاہے

توڑوا دے۔

(۵) جب مالک اپنی لونڈی غلام کا یا شوہر اپنی بی بی کا احرام توڑوانا چاہے تو اُسکو چاہیے کہ احرام توڑنے کے لیے ایسا فعل کرے جسکی جنایت کم ہو مثل ناخُون کترو ادینے یا بال کتروا دینے وغیرہ کے۔

(۶) حج فرض اطاعت والدین سے بہتر ہی۔

(۷) کعبۂ مکرمہ کی پوشش اور آبِ زمزم کا تبرک اپنے وطن لیجانا مستحسن ہی۔

حق تعالیٰ کی مدد سے علم الفقہ مین حج کا بیان ختم ہوگیا۔

اب روضۂ مقدسہ جناب عرش اشتباہ حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی زیارت کا بیان

کیا جاتا ہی جس سے اکثر فقہ کی کتابین

خالی ہین اور یہ بسط و تفصیل تو

شاید کسی کتاب مین ہو،

الاماشاء اللہ

ومنہ

سرور دنیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

روضۂ اقدس

کی زیارت باسعادت کا بیان

حامداً ومصلیاً

حج کا بیان ختم کرنے کے بعد روضۂ اقدس کی زیارت کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوا کیونکہ حج اگر فرض ہی تو یہ زیارت واجب ہی جیساکہ ہمارے آئندہ بیان سے بخوبی واضح ہوگا۔

ہمارے فقہانے اگرچہ اس مقام پر بہت اختصار سے کام لیا ہی مگر میرا جی یہ چاہتا ہی کہ مین اس بیان کو بھی بسط کے ساتھ زیب رقم کرون۔ کیا عجب کہ پسند بارگاہ کریم وہاب ہو جاے اور اس آشفتہ روزگار کی نجات کا وسیلہ بن جاے کیونکہ یہ اُسکے محبوب کا ذکر ہی اگرچہ اُنکی شان رفیع کے شایان نہین نہ صورۃً نہ معنیً مگر تاہم بہت کچھ اُمید ہی حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توسل رائگان نہین ہوتا اُنکے دروازہ سے کوئی سائل محروم نہین لوٹتا ؏

اِلَی بَابِہٖ الْعَالِیْ مَدَدْتُ یَدًا لَرَجَا ۔ وَمَنْ جَاءَ ھٰذَا الْبَابَ لَا یَخْشَ لرِدَا

مین اس بیان مین سب سے پہلے مختصراً کچھ فضائل مدینہ منورہ کے بیان کرونگا اُسکے بعد پھر اس مسئلہ کی تحقیق کیجائیگی کہ زیارت روضۂ اقدس واجب ہی یا سُنت پھر اُسکے بعد زیارت کا طریقہ اور اُسکی دعائین لکھونگا وعلی اللہ ثقتی۔

لہ ترجمہ مین نے اُنکے بلند دروازے کیطرف امید کا ہاتھ پھیلایا ہی ۔ اور جو شخص اس دروازے مین آیا نامراد لوٹنے سے بے خوف رہا ۱۲

مدینہ منورہ کے فضائل

اگر در مکہ مقام ابراہیم ست بمدینہ آنکہ مقام محمد ست

اینجا بیا کہ مہبط اسرار ایزدی ست — اینجا بیا کہ مشرق نور محمدی ست
اینجا بیا کہ نور یقین جلوہ می کند — خوش وقت آن کسیکہ باین رہ مقتدی ست
اینجا نزول مائدۂ عیش دائمی ست — اینجا وصول فائدہ فیض سرمدی ست
ای در حجاب ظلمت و شک این طرف بیا — تا بنگری بچشم کہ دین پاک احمدی ست

مدینہ منورہ کا تقدس اور اسکی عظمت شان صرف اسی بات سے ظاہر ہی کہ وہ بہترین انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا اور اب انکا مدفن ہی یہ ایک ایسی بڑی فضیلت ہی جو کسی دوسرے مقام کو نصیب نہین اور کوئی دوسری فضیلت کیسی ہی کیون نہو اسکی ہمسری کسیطرح نہین کرسکتی۔

ای خوش آن سرزمین کہ منزل تست — یا بر انجا گذار محمل تست — ہر کجا بگذری چو باد بہار
ندمد جز شمیم مشک و تتار — روی مجنون بران زمین اولی — کہ بود پای ناقۂ لیلے

مدینہ منورہ کے نام احادیث مین بکثرت وارد ہوے ہین یہ بھی ایک شعبہ اسکی فضیلت کا ہی منجملہ انکے چند نام مین یہان لکھتا ہون طابہ۔ طیبہ۔ طیّبہ۔ طائبہ علمانے لکھا ہی کہ ان نامون کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ مدینہ منورہ نہایت پاک اور پاکیزہ مقام ہی نجاسات معنوی یعنی شرک وکفر سے بھی پاک ہی اور نجاسات ظاہری سے بھی بری ہی وہان کی در و دیوار اور ہر چیز مین حتی کہ مٹی مین بھی نہایت لطیف خوشبو آتی ہی جو ہرگز کسی دوسری خوشبودار چیز مین پائی نہین جاتی اس خوشبو کا ادراک اکثر اہل ایمان کرتے ہین خاصکر وہ لوگ جنکے دل حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے لبریز ہین اس خوشبو کی دلربا کیفیت سے خوب واقف ہین حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مدینہ منورہ کی مٹی مین ایک عجیب خوشبو ہی جو مشک و عنبر مین ہرگز نہین شیخ ابو عبداللہ عطار کا شعر ہے کہ ؎

بِطَیبِ رَسُولِ اللہِ طَابَ نَسِیمُھَا ۔ فَمَا الْمِسْکُ وَالْکَافُورُ وَالصَّنْدَلُ الرَّطْب

امام مالک فرماتے ہین کہ جو شخص مدینہ منورہ کو بے خوشبو کہے یا وہان کی ہوا کو خراب کہے وہ واجب التعزیر ہو اُسے قید کر دینا چاہیے یہانتک کہ صدق دل سے توبہ کرے ارض اللہ دار الہجرۃ بیت رسول اللہ حرم رسول اللہ محبوبہ ۔ حسنہ ۔ اور بھی بہت سے نام ہین جو علماء نے ذکر کیے ہین سب سے زیادہ مشہور نام مدینہ ہی۔

احادیث مین مدینہ منورہ کے فضائل بہت وارد ہوئے ہین اس مقام پر صرف چند حدیثین صحیح صحیح لکھی جاتی ہین

(۱) جب شروع شروع مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے ہین اُسوقت وہان کی آب وہوا نہایت ناقص وخراب تھی اکثر وبائی بیماریان رہتی تھین چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال آتے ہی سخت بیمار ہوگئے تھے تو اُسوقت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی تھی کہ ای اللہ مدینہ کی محبت ہمارے دلون مین ڈالدے جیساکہ ہم لوگون کو مکہ سے محبت ہی بلکہ اُس سے بھی زیادہ ۔ اے اللہ ہمارے صاع اور مدین برکت دے اور مدینہ کی آب وہوا کو درست کردے اور اُسکا بخار جحفہ کی طرف بھیجدے (صحیح بخاری)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ سے اسقدر محبت تھی کہ جب کہین سفر مین تشریف لیجاتے تو لوٹتے وقت جب مدینہ منورہ قریب رہجاتا اور اُسکی عمارتین دکھائی دینے لگتین تو حضرت اپنی سواری کو کمال شوق مین تیز کردیتے اور فرماتے کہ یہ طابہ آگیا (صحیح بخاری) اور اپنی چادر مبارک اپنے شانۂ اقدس سے گرا دیتے اور فرماتے کہ یہ طیبہ کی ہوائین ہین صحابہ مین جو کوئی بوجہ گرد وغبار کے اپنا منہ بند کرتا تو آپ منع کرتے اور فرماتے کہ مدینہ کی خاک مین شفا ہے (جذب القلوب)۔

ملہ ترجمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے اُس کی ہوا خوشبو دار ہوگئی ہے پس نہ مشک اُسکی برابری کر سکتا ہی اور نہ کافور اور نہ صندل تر ۱۲

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ایمان مدینہ کی طرف لوٹ آئیگا جیسے کہ سانپ اپنے سوراخ کیطرف لوٹ آتا ہی (صحیح بخاری)

(۴) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کا گذر ہر شہر مین ہوگا مگر مکہ اور مدینہ مین نہ آنے پائیگا فرشتے ان کی محافظت کرینگے (صحیح بخاری)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مدینہ بُرے آدمیون کو اسطرح نکالدیتا ہی جیسے لوہے کی بھٹی لوہے کے میل کو نکالدیتی ہے۔ (صحیح بخاری)

یہ خاصیت مدینہ منورہ مین ہر وقت موجود ہی چنانچہ منقول ہو کہ حضرت عمر بن عبد العزیز جب مدینہ منورہ سے شام آنے لگے تو بہت خائف تھے اپنے ساتھیون سے کہتے تھے نخشی ان نکون ممن نفتہ المدینہ یعنی ہم کو خوف آتا ہے کہ کہین ہم اُن لوگون مین تو نہین ہین جن کو مدینہ نکالدیتا ہے۔ اور خاصکر اس خاصیت کا ظہور قیامت کے قریب بہت اچھے طور پر ہوگا تین مرتبہ مدینہ منورہ مین زلزلہ آئے گا کہ جسقدر بدباطن لوگ اُسوقت وہان پناہ گزین ہوسے ہونگے نکل جاوینگے۔

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے چلنے لگے تو دعا کی کہ اے پروردگار اگر تو مجھے اس شہر سے نکالتا ہے جو تمام مقامات سے زیادہ مجھے محبوب ہی تو اُس مقام مین مجھے لیجا جو تمام شہرون سے زیادہ تجھے محبوب ہو۔

(۷) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس سے یہ بات ہوسکے کہ مدینہ مین مرے اُسکو چاہیے کہ مدینہ مین مرے کیونکہ جو شخص مدینہ مین مرجائیگا قیامت کے دن مین اسکی شفاعت کرونگا اور اسکی ایمان کی گواہی دونگا۔ اور دوسرے حدیث مین آیا ہی کہ سب سے پہلے جن لوگون کو میری شفاعت کی دولت نصیب ہوگی وہ اہل مدینہ ہونگے بعد اسکے اہل مکہ۔ بعد اسکے اہل طائف۔ اسیوجہ سے اکثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے جیساکہ صحیح بخاری مین مروی ہے کہ اے اللہ مجھے اپنی راہ مین شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے رسول کے شہر مین کر چنانچہ اللہ تعالی نے

اُنکی وہ دونوں دعائیں قبول فرمائیں خدا کی راہ میں شہید بھی ہوئے اور خاص مدینہ منورہ میں حضرت حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدفون ہوئے۔ اسی وجہ سے امام مالک حج کرنے کیلیے صرف ایکبار گئے اور حج کرکے فوراً مدینہ منورہ واپس آ گئے کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہیں گئے کہ مبادا مدینہ سے باہر موت نہ آجاے تمام عمر مدینہ منورہ میں رہے اور وہیں وفات پائی۔

(۸) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مدینہ میری ہجرت کا مقام ہی اور وہی میرا مدفن ہی اور وہیں سے میں قیامت کے دن اُٹھونگا جو شخص میرے پڑوسیوں (یعنی اہل مدینہ) کے حقوق کی حفاظت کریگا قیامت کے دن میں اُسکی شفاعت کرونگا اور اسکے ایمان کی گواہی دونگا دوسری حدیث میں آیا ہی کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ بُرائی کریگا وہ ایسا گُھل جائیگا جیسے نمک پانی میں گھلجاتا ہی۔

(۹) مدینہ کی خاک پاک میں اور وہاں کو میوہ جات میں حق تعالی نے تاثیر شفا ودیعت فرمائی ہی جیساکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہی۔ ایک مقام ہی وادی بطحان۔ وہاں کی مٹی سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم مرض تپ میں تجویز فرماتے تھے اور فوراً شفا ہوتی تھی۔ اکثر علما نے اس مٹی کے متعلق اپنا تجربہ بھی لکھا ہی چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی بھی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا میرے پیر میں ایک مرض سخت پیدا ہو گیا کہ تمام اطبا نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ اس مرض کا آخری نتیجہ موت ہے صحت دشوار ہی میں نے اسی خاک پاک سے اپنا علاج کیا تھوڑے ہی دنوں میں بہت آسانی سے صحت حاصل ہو گی۔

اسی قسم کی خاصیتیں وہاں کی کھجوروں میں بھی مروی ہیں اور لوگوں نے تجربہ بھی کیا ہی اگرچہ بعد ثابت ہو جانے اس امر کے کہ حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے کسی کے تجربہ کی کچھ حاجت نہیں یہ تو شفاے جسمانی ہی اہل ایمان تو وہاں کی خاک پاک میں شفاے روحانی کا یقین رکھتے ہیں۔

(۱۰) منجملہ فضائل مدینہ منورہ کے یہ ہی کہ وہان مسجد شریف نبوی ہی جو آخر مساجد انبیا ہی اور مسجد قبا جو دین اسلام مین سب سے پہلی مسجد ہے اور جس کی تعریف قرآن مجید مین وارد ہوئی ہے اور اسکو مسجد تقوی کا لقب دیا گیا ہی۔

مسجد نبوی کے فضائل بیان کرنے کی چندان حاجت نہین جس مسجد مین سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اُسکی تعمیر اپنے اہتمام سے فرمائی اور اُسکو اپنی مسجد فرمایا اُسکی فضیلت اور بزرگی کوئی کیا بیان کر سکتا ہی صحیح بخاری مین ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایکنماز میری مسجد مین بہتر ہے ہزار نمازون سے جو اور کسی مسجد مین ہون سوا کعبہ مکرمہ کے اور نیز فرمایا کہ لوگون کو کسی مسجد کی زیارت کیلیے سفر کرنا جائز نہین سوا اُن تین مسجدون کے میری مسجد۔ اور مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصی یعنی بیت المقدس۔

مسجد قبا کے فضائل بھی بہت ہین حضرت سرورِ عالم ہفتہ مین ایکبار ضرور وہان تشریف لیجاتے تھے کبھی سوار ہو کر کبھی پیادہ پا (صحیح بخاری)

(۱۱) صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر یعنی (روضہ مقدسہ) اور میرے منبر کے درمیان مین ایک باغ ہے بہشت کے باغون مین سے اور میرا منبر (قیامت کے دن) میرے حوض کے اوپر ہوگا۔

علماء نے اُس حدیث کے کئی مطلب بیان کیے ہین مگر صحیح مطلب یہ ہی کہ وہ خطۂ پاک جو روضۂ اقدس اور منبر اطہر کے درمیان ہی بعینہٖ اُٹھکے جنت الفردوس مین چلا جائے گا جسطرح کہ دنیا کے تمام مقامات برباد ہو جائینگے اُس مقام مقدس پر کوئی آفت نہ آئیگی یہی مطلب ہی اُسکے باغ ہونیکا منجملہ باغات بہشت کے اور حضرت کا منبر عالی قیامت مین از سرِ نو اعادہ کیا جائیگا جسطرح کہ آدمیون کے بدنون کا اعادہ ہوگا پھر وہ منبر آپ کے حوض پر نصب کیا جائیگا

(۱۲) صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ فلان مقام سے فلان مقام تک حرم ہی اُسکے درخت نہ کاٹے جائین اور نہ اسمین کوئی نئی بات ظلم و معصیت کی

کی بجائے جو شخص اسمین نئی بات کریگا اسپر اللہ کی اور فرشتون کی اور سب آدمیون کی لعنت
علما نے اس حدیث کے مطلب مین اختلاف کیا ہی۔ امام شافعی کے نزدیک مکہ معظمہ کی طرح
مدینہ منورہ کیلیے بھی حرم ہے جسطرح مکہ کے حرم مین جدال و قتال اور درخت کاٹنا شکار کرنا منع
ہے اور ان افعال کے ارتکاب سے جزا لازم ہوتی ہے اسیطرح مدینہ منورہ کے حرم مین بھی یہ
امور ممنوع ہین اور ان افعال کے ارتکاب سے جزا واجب ہوتی ہے انھون نے مدینہ کے حرم کی بھی
ہر جانب سے تحدید کی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک مدینہ کے لیے حرم نہین ہے اس
حدیث مین حضرت مدینہ کی عظمت کا اظہار مقصود ہی اور وہان ظلم و بدعت کا سد باب منظور ہے
دلائل اسکے کتب فقہ مین مذکور ہین۔

(۱۳) تمام علما کا اتفاق ہی کہ مدینہ منورہ کا وہ مقدس حصہ جو جسم اطہر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
سے متصل ہی تمام مقامات سے افضل ہے یہانتک کہ کعبہ بلکہ عرش عظیم سے بھی اب اسکے بعد
اختلاف ہی کہ آیا مکہ افضل ہی یا مدینہ۔ صحیح یہ ہی کہ کعبہ کو چھوڑکر مکہ کے باقی حصہ پر مدینہ کا
باقی حصہ افضل ہی۔

حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اور اکثر صحابہ کا یہی مسلک ہی۔ احادیث صحیحہ سے بھی
اسی مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ علمائے محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

امام مالک اپنے موطا مین روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور زجر و انکار کے
عبد اللہ ابن عباس مخزومی سے کہا کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھون نے کہا کہ
مکہ خدا کا حرم ہی اور وہان اسکا گھر ہی (اسوجہ سے مین اسکو افضل کہتا ہون) حضرت عمر نے فرمایا
کہ مین خدا کے حرم اور اسکے گھر کی نسبت کچھ نہین کہتا پھر فرمایا کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے
افضل ہی انھون نے پھر وہی کہا کہ مکہ خدا کا حرم ہی اور وہان اسکا گھر ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ مین خدا
کے حرم اور اسکے گھر کی نسبت کچھ نہین کہتا۔ کئی بار حضرت عمر نے اس کلام کی تکرار فرمائی و چلے گئے

لہ یہ امام شافعی کا قدیم قول ہی وہ اس امر کے قائل ہوگئے ہین کہ جزا واجب نہین ہوتی ۱۲ (رد المحتار)

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کو مستثنےٰ کرکے مدینہ کو مکہ سے افضل کہتے تھے اور یہی حق ہے۔

زیارت روضۂ مقدسہ کے فضائل اور اُس کا حکم

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سرمایۂ سعادت دنیا و آخرت ہے اور اہل ایمان و محبت کا مقصد اصلی اور حقیقی غایت اسکے فضائل بیان کرنیکی چندان حاجت نہین قسم ہے رب العرش کے عزت و جلال بے زوال کی کہ اگر اس زیارت مین کچھ بھی ثواب نہ رکھا جاتا اور اسکا معاوضہ آخرت مین کچھ بھی نہ دیا جاتا تب بھی مشتاقان بیدل کی یہی حالت ہوتی اور حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے اُسوقت بھی اسیطرح مہینوں بلکہ برسوں کا سفر اختیار کرکے دشوار گذار راستوں سے عبور کرکے فوج کی فوج اُس آستانۂ عالی کی زیارت کیلیے آتے اُنکے مصائب سفر اور تمام تکالیف کا یہی معاوضہ بس ہے کہ روضۂ محبوب کی زیارت نصیب ہوجائے اور سرور انبیا کی مقدس چوکھٹ پر جبہہ سائی کی دولت ملجائے ؎

سَلَامٌ عَلٰی اَنْوَارِ طَلْعَتِكَ الَّتِیْ ۔۔۔ اَعِیْشُ بِھَا شُکْرًا وَّاَفْنِیْ بِھَا وَجْدًا
لَعَلَّكَ اِنْ تَعْطِفْ عَلَیْنَا بِنَظْرَۃٍ ۔۔۔ تَرٰی مَا اَسَرَّ الْوَجْدُ وَمَا اَبْدٰی
وَاَنْتَ مَلَاذُ الْعَبْدِ یَا غَایَۃَ الْمُنٰی ۔۔۔ وَیَا سَیِّدًا قَدْ سَادَ مَنْ جَاءَہٗ عَبْدًا
وَاَنْتَ اِرَادَتِیْ وَاَنْتَ وَسِیْلَتِیْ ۔۔۔ فَیَا حَبَّذَا اَنْتَ الْوَسِیْلَۃُ وَالْقَصْدُ

مگر اُس بارگاہ رحمت و کرامت کی فیاضی کا مقتضی ہے کہ جو لوگ اُس آستانۂ عالی کی زیارت کیلیے جاتے ہین اُنکے لیے علاوہ اس دولت بے بہا یعنی دیدار جمال بے مثال روضۂ سرور انبیا کے اور بھی بڑے بڑے اعلی مدارج کا وعدہ کیا گیا ہے۔ نمونہ کے طور پر دو چار حدیثین لکھی جاتی ہین۔

لہ ترجمہ یا رسول اللہ آپکے روے مبارک کے انوار پر سلام ہو ؛ جنکی وجہ سے مین شکر کرکے زندہ رہتا ہون اور اُنکی سبب ہی وجد مین آکر فنا ہوجاتا ہون ؛ کاش اگر آپ ہماری طرف ایک نظر دیکھ لیتے ؛ تو آپکو معلوم ہوتا کہ محبت نے ہمارے ظاہر و باطن مین کیا حالت پیدا کی ہے ؛ اور اے تمام مقاصد کی غایت آپ اپنے غلام کی جاے پناہ ہین ؛ اور اے ایسے سردار کہ جو غلام آپکے پاس آیا وہ سردار بن گیا ؛ اور آپ ہی میرے مطلوب اور میرے وسیلہ ہین ؛ پس کیا اچھے آپ وسیلہ ہین اور کیا اچھے مقصود ہین ۱۲

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے قبر کی زیارت کرے اُسکے لیے میری شفاعت واجب ہوجاتی ہے ۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کیلئے آئے اور میری زیارت کے سوا اُسکو کوئی کام نہ ہو تو میرے اوپر ضروری ہو کہ مین قیامت کے دن اُسکی شفاعت کرون

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جو شخص حج کرے پھر بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اُس شخص کے ہوگا جسنے میری زندگی مین میری زیارت کی ۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جو شخص قصد کرکے میری زیارت کو آئے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس مین ہوگا ۔ اور جو شخص حرمین مین سے کسی مقام مین مرجائیگا اُسکو اللہ قیامت کے دن بے خوف لوگون مین اُٹھائیگا ۔

(۵) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جو شخص بعد وفات کے میری زیارت کرے گویا اُسنے زندگی مین میری زیارت کی اور جسنے میری قبر کی زیارت کی اُسکے لیے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگئی اور میری اُمت مین جس کسی کو مقدور ہو پھر وہ میری زیارت نہ کرے تو اُسکا کوئی عذر نہین (سُنا جائیگا) ۔

احادیث کے علاوہ قرآن مجید مین بھی ایسے اشارات صریحہ موجود ہین جو زیارت قبر اقدس واطہر کی ترغیب دیتے ہین منجملہ اُنکے ایک آیت یہ ہو وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۔ ترجمہ اور اگر وہ لوگ جبکہ اپنی جانون پر ظلم کر چکے تھے (اے نبی تمھارے پاس آتے پھر وہ اللہ سے استغفار کرتے اور رسول (یعنی تم بھی) اُن کیلیے استغفار کرتے تو بیشک وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پاتے اس آیت سے صاف ظاہر ہو کہ رسول کے پاس جانا اور اُن سے استغفار کرنا باعث مغفرت ہو اور

ف یہ آیت اگرچہ خاص لوگون کے حق مین نازل ہوئی ہو مگر تمام مسلمانون کا متفقہ اصول ہو کہ آیت اپنے مورد نزول کے ساتھ خاص نہین رہتی ۱۲

انبیا علیہم السلام کے لیے حیات ابدی کا ثبوت تمام اہلِ اسلام کو مسلم اور قرآن واحادیث سے واضح طور پر ظاہر ہے لہٰذا یہ شبہہ کبھی نہین ہوسکتا کہ یہ فضیلت صرف اُسی زمانہ کے لوگون کو نصیب ہوسکتی تھی اب اُسکا وقت جاتا رہا۔

حافظ ابن کثیر محدث اپنی تفسیر مین اس آیت کے نیچے لکھتے ہین کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہین مین مدینہ منورہ گیا اور قبر شریف کی زیارت کرکے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اُسنے عرض کیا کہ یارسول اللہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ (الآیہ) لہٰذا مین اپنے گناہون سے استغفار کرتا ہوا آپ کو اپنا شفیع بنانے کے لیے آیا ہون یہ کہکر وہ بہت رویا اور اُسنے ولولۂ شوق مین دو شعر عرض کیے کہ اُنمین کا ایک یہ ہے

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

محمد بن حرب کہتے ہین اُس اعرابی کے لوٹ جانیکے بعد مین نے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین اہل عرابی سے جاکر ملو اور اسکو بشارت دو کہ اللہ نے تیرے گناہ میرے شفاعت سے بخشدیئے اب باقی رہا یہ مسئلہ کہ زیارت قبر شریف کا کیا

---

۵۳ انبیا علیہم السلام کی حیات مین تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے سب اس امر کے قائل ہین کہ انبیا علیہم السلام بعد وفات کے زندہ ہو جاتے ہین اور وہ زندگی اس دنیاوی زندگی سے بدرجہا کامل اور فائق ہوتی ہے احادیث صحیحہ بھی اس مضمون پر دلالت کرتی ہین ایک حدیث کے الفاظ یہ ہین الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ترجمہ انبیا اپنی قبرون مین زندہ ہین نماز پڑھتے ہین اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث اور واقعات ہین مثلاً حضرت موسیٰ کا اپنی قبر مین نماز پڑھتے ہوے دکھائی دینا اور حضرت سعید بن مسیب کا ہماری نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر اقدس سے آواز نماز کی سننا جبکہ یزید کے زمانہ مین تین روز تک مسجد نبوی مین نماز اور اذان نہین ہوئی مگر اس مین اختلاف ہے کہ انبیا علیہم السلام کا قیام قبرون مین رہتا ہے یا قبر سے منتقل ہوکر آسمان پر رہتے ہین محققین اس امر کے قائل ہین کہ ان کا قیام بدستور اُن کے قبرون مین رہتا ہے اور ان کی قبر باعتبار رتبہ کے اور نیز باعتبار آسایش کے آسمان وغیرہ سے بدرجہا افضل ہے۔ احادیث مین آیا ہے کہ جو شخص حضرت کی قبر شریف کے پاس جاکر سلام کرتا ہے حضرت خود اس کا جواب دیتے ہین بخوف طوالت اس بحث کو بڑھایا نہین جاتا۔ اکثر علما نے اس مسئلہ مین مستقل رسالے لکھے ہین اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی جذب القلوب مین بہت کچھ لکھدیا ہے ۱۲ (ملاحظہ کرین)

۵۴ ترجمہ میری جان اُس قبر پر فدا ہو جس مین آپ رہتے ہین اُس مین پرہیزگاری ہے اور جود وکرم ہے ۱۲

حکم ہی یعنی وہ سنت ہی یا واجب علماے محققین اسکے وجوب[1] کے قائل ہین اور احادیث سے انھین کی تائید ہوتی ہی چنانچہ ایک حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اُسنے مجھپر ظلم کیا اسی مضمون کی اور بھی احادیث ہین[2] تمام علما کا سلف سے آجتک تارکین زیارت پر رد و قدح کرنا اور ترک زیارت کو معیوب سمجھنا بھی اسی امر کی دلیل ہی کہ وہ لوگ زیارت کو واجب سمجھتے تھے ورنہ سنت یا مستحب کے ترک پر ایسے سخت کلمات کا استعمال جیسے تارکین زیارت پر اُن لوگون نے کیا ہی نہین ہوا۔ علاوہ ان سب کے سلف صالح کا صحابہ و تابعین کے زمانہ مین اس زیارت باسعادت کے لیے اہتمام کرنا اور اسپر سخت التزام رکھنا اُسکے وجوب کیطرف صریح اشارہ کر رہا ہے حضرت بلال مؤذن کا خاص زیارت روضۂ اقدس کیلیے شام سے مدینہ منورہ آنا بہت مشہور واقعہ اور صحیح روایت ہی ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین حضرت بلال شام سے مدینہ منورہ آئے اُنھون نے خواب مین دیکھا کہ حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہی کہ تم کبھی ہماری زیارت کو نہین آئے یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلال وہانسے چلدیے جب روضۂ مقدسہ پر پہونچے تو بہت روئے پھر حسنین رضی اللہ عنہما کے کہنے سے اُنھون نے اذان دی جسسے ایک قیامت برپا ہوگئی اور حضرت سید المرسلین کی وفات کا غم از سر نو تازہ ہو گیا

---

[1] اکثر علماے حنفیہ اسکے سنت ہونیکے قائل ہین اور محقق ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ وہ قریب واجب کے ہی اور بعض علما اس زیارت کے واجب ہونے کے قائل ہین۔ شارح لباب المناسک نے الدرۃ المضیئہ مین۔ اور فقیہ خیر الدین رملی نے منح کے حاشیہ مین اور اور علماء نے اور کتابون مین اسی قول کو اختیار کیا ہی اور راقم ناچیز بھی اسی قول کو اقوی اور اختیار کرنے کے لیے اولی سمجھتا ہے واللہ تعالی اعلم

[2] احادیث مین تارک زیارت کے لیے وعید وارد ہوئی ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ سنت و مستحب کے تارک پر وعید نہین وارد ہوتی وعید صرف تارک واجب پر ہوتی ہے احادیث مین آیا ہے کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اُس نے مجھپر ظلم کیا اس حدیث پر اگرچہ بعض لوگون نے جرح کی ہے مگر یہ حدیث بہت سندون سے مروی ہے اور اسوجہ سے اسکے حسن ہونے مین کلام نہین ہو سکتا اور حدیث حسن باتفاق محدثین قابل استدلال ہے اس سے احکام شرعیہ کا اثبات کیا جاتا ہے۔ مولانا شیخ عبدالحی لکھنوی نے کتاب السعی المشکور مین ان احادیث کو لکھا ہے اور اُن کے سندین بیان کی ہین اور ان کا حسن ہونا ثابت کیا ہے اور محدثین سے اُن کے حسن ہونے کی تصریح نقل کی ہی ۱۲

اشہد ان محمد رسول اللہ پر پہونچکر اُنکی عجیب حالت ہوگئی اور بغیر اذان تمام کیے اُتر آئے۔

حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس تشریف لے گئے اور کعب احبار مسلمان ہوے تو حضرت عمر نے اُنسے فرمایا کہ اے کعب کیا تمھارا جی چاہتا ہو کہ تم ہمارے ساتھ مدینہ چلو اور سرور انبیا کی زیارت کرو چنانچہ کعب احبار اُن کے ہمراہ خاص زیارت کیلیے مدینہ منورہ آئے پھر حضرت عمر نے مدینہ پہونچکر سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور حضرت رحمۃ للعالمین کی جناب مین بہ تمام ادب سلام عرض کیا۔

حضرت ابن عمر کی عادت تھی کہ جب کسی سفر سے آتے تو سب سے پہلے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوکر جناب نبوی مین سلام عرض کرتے امام مالک اپنے مؤطا مین روایت کرتے ہین کہ نافع سے کسی نے پوچھا کہ تم نے دیکھا ہو کہ حضرت ابن عمر قبر شریف کے پاس کھڑے ہوکر سلام عرض کرتے تھے اُنھون نے کہا ہان دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے وہ قبر شریف پر کھڑے ہو کر یہ کہتے تھے کہ السلام علی النبی السلام علی ابا بکر السلام علی ابی

حضرت عمر بن عبد العزیز شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے خاص اسلیے کہ وہ اُنکا سلام بارگاہ رسالت مین پہونچا دے اور یہ زمانہ جلیل القدر تابعین کا تھا۔

اسی قسم کی اور بھی بہت سی روایتین ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اور تابعین اِس زیارت پر کیسے دلدادہ تھے اور اُسکے لیے کتنا اہتمام کرتے تھے اور درحقیقت مومن کے لیے حق سبحانہ کے دیدار کے بعد اس سے زیادہ اور کون دولت اور نعمت ہوسکتی ہو کہ وہ اپنی آنکھون سے اُس قبہ نور کی زیارت کرے اور اُس بیکسان تکیہ گاہ ہر دو جہان کی خدمت مین سلام عرض کرے اور اُسکے جواب سے مشرف ہو ۵ این سعادت بزور بازو نیست ✤ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ اِس نعمت عظمیٰ کا لطف اُس شخص سے پوچھیے جسکی قسمت نے یاری کی اور اِس شربت کی چاشنی اُسکو مل چکی ہو اور خدا نے اُسکو قلب سلیم اور ایمان کیساتھ درد محبت سے ممتاز فرمایا ہو۔ اس سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ بعض لوگ اِس زیارت یا سعادت کو یا اُسکے لیے سفر کرنے کو ناجائز

سکتے ہین اور اپنی خوش فہمی سے اسپر نازان ہین سنا ہی کہ بعض لوگ حج کر کے اپنے وطن لوٹ آئے اور مدینہ منورہ نہ گئے ہاے افسوس اس سے زیادہ محرومی اور کیا ہوگی۔ اگر علماے سلف مین سے کسیکو غلط فہمی ہوگئی اور بطور خطاے اجتہادی کے وہ اس امر کا قائل ہوگیا کہ اس زیارت مقدسہ کیلیے سفر ناجائز ہے تو خدا غفور رحیم ہے اُمید ہی کہ بخشدے کیونکہ وہ خطاے اجتہادی پر مواخذہ نہین فرماتا لیکن بعد ظاہر ہوجانی اُسکی خطا کے اُسکی تقلید کرنا البتہ ایک سنگین جُرم ہی جو کسیطرح قابل معاف کرنے کے نہین۔

لہ علامہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اس امر کے قائل تھے کہ اس زیارت مقدسہ کیلیے سفر کرنا ناجائز ہے وہ بخاری کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہین لاتشدالرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام ومسجد الاقصی ومسجدی ترجمہ کجاوے نہ باندھے جائین (یعنی سفر نہ کیا جاے) مگر تین مسجدون کی طرف مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصی یعنی بیت المقدس اور میری مسجد یعنی مسجد نبوی۔ وہ اس حدیث کا یہ مطلب لیتے ہین کہ ان مساجد کے سوا کسی اور مقام کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز نہین مگر اس حدیث سے انکا استدلال کسیطرح صحیح نہین کیونکہ مطلب اس حدیث کا یہ ہی کہ سوا ان تین مسجدون کے کسی اور مسجد کی زیارت کے لیے سفر نہ کیا جاے قاعدۂ نحوی اسی امر کو مقتضی ہے کیونکہ جب مستثنیٰ منہ مذکور نہین ہوتا تو وہان وہی چیز مستثنیٰ منہ مانی جاتی ہے جو مستثنیٰ کی ہم جنس ہو پس یہان مستثنیٰ مساجد ثلاثہ ہین لہذا مستثنیٰ منہ بھی مسجد ہی کے قبیل سے ہونا چاہیے۔ پس اس حدیث سے اگر عدم جواز ثابت ہوگا تو ان تین مسجدون کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لیے سفر کرنے کا نہ کہ زیارت قبر سید المرسلین یا اور صلحاے امت کے قبور متبرکہ کی زیارت کے لیے سفر کرنے کا بشلا کوئی شخص دہلی کی جامع مسجد کی زیارت کے لیے سفر کر کے آے تو یہ ناجائز ہوگا اور اگر حضرت خواجہ باقی با اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کیلیے آے تو ناجائز نہوگا۔ یہی مطلب اس حدیث کا بیان کیا ہو اکثر علماے حدیث نے مثل شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی وغیرہ کے اور اسی مطلب کی تائید مسند امام احمد کی حدیث سے ہوتی ہے وہ اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کرتے ہین لاینبغی للمصلی ان یشد رحالہ الی مسجد یبتغی فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی ترجمہ نماز پڑھنے والے کو زیبا نہین کہ سوا کعبہ اور بیت المقدس اور میری مسجد کے کسی اور مسجد مین نماز پڑھنے کے لیے سفر کرے لیجیے اب تو کوئی جھگڑا ہی نرہا حدیث کی شرح خود حدیث سے ہوگئی۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہو کہ بخاری کی حدیث سے زیارت قبر اقدس سرور انبیا کیلیے سفر کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ حاشا ثم حاشا کوئی ذی علم ایسی بات نہین کہہ سکتا اور اگر مان لیا جاے کہ سوا ان تین مسجدون کی زیارت کے اور کسی کام کے لیے سفر جائز نہین تو چاہیے کہ طلب علم اور کسب معاش اور ملاقات احباب واعزہ بلکہ حج کرنے کے لیے بھی سفر ناجائز ہو حالانکہ اسکا کوئی قائل نہین علاوہ اسکے زیارت قبر اقدس کے لیے صحابہ کا سفر کر کے آنا اور دوسرون کو اس زیارت کے لیے سفر کرنے کی ترغیب دینا جیسا کہ حضرت بلال اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کیا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس حدیث کا وہ مطلب نہین ہے جو علامہ ابن تیمیہ یا ان کے ہم خیال لوگون نے سمجھا ہے۔ پھر خاص احادیث نبویہ جو ترغیب زیارت کے باب مین وارد ہوئی ہین اور تارک زیارت کے لیے جو وعید احادیث مین وارد ہوئی ہے اسکا کیا جواب دیا جاے گا۔
علامہ لکھنوی مولانا شیخ عبدالحی رحمہ اللہ سے اور بعض علماے عصر سے اس مسئلہ مین بہت زور وشور سے مناظرہ ہوا تھا جس مین علامہ موصوف نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے مقلدین کی پوری تشفی کردی اور ان کے تمام شبہات کا جواب کافی دیا ہو اس معرکہ مین ان کی آخری کتاب سعی المشکور فی رد مذہب الماثور اردو زبان مین چھپ چکی ہے جو نہایت نفیس کتاب ہے آج تک دوسری طرف سے اسکا جواب نہین ہوا جسکو اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق ہو اس کتاب کو دیکھے ۱۲

زیارت کا طریقہ اور اُس کے آداب

(۱) جو شخص حج کرنے جائے اُسکو چاہیے کہ اگر حج فرض ہو تو پیشتر حج سے فراغت کرلے پھر زیارت کے لیے جائے اور اگر حج نفل ہو تو اختیار ہے چاہے پہلے زیارت کرلے بعد اُسکے حج کرے چاہے پہلے حج کرے بعد اُسکے زیارت کو جائے یہ سب صورتین اُس حالت مین ہین کہ جب حج کے لیے جانے کا راستہ مدینہ منورہ کی طرف سے نہ ہو اگر مکہ جانے کے راستہ ہی مین مدینہ منورہ ملتا ہو جیسے اہل شام کہ وہ مکہ آنا چاہین تو پہلے اُنکو مدینہ منورہ ملیگا تو ایسی حالت مین خواہ مخواہ حج سے پہلے زیارت کرنا چاہیے خواہ حج فرض ہو یا نفل کیونکہ باوجود اس قدر قرب کے پھر زیارت کا ترک کردینا نہایت بدبختی اور قساوت قلبی کی دلیل ہے (ردالمحتار)

(۲) زائر کو چاہیے کہ جب زیارت کے لیے چلے تو یہ نیت کرے کہ مین قبر اقدس اطہر اور مسجد انور حضرت خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کرتا ہون غرض یہ کہ اس سفر کے دو[1] مقصود ہون زیارت قبر شریف بھی اور زیارت مسجد شریف بھی (درمختار وغیرہ)

---

[1] یہی ہمارے فقہا کا مختار ہے اور حافظ ابن صلاح اور امام نووی نے اسی کو ترجیح دی ہو اسمین دوہرا ثواب ملیگا مگر محقق ابن ہمام فتح القدیر شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ اس بندۂ ناچیز کے نزدیک اولی یہ ہے کہ صرف قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب مدینہ پہونچ جائیگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت ہوجاسے گی یا یہ کہ پھر دوبارہ اگر حق تعالی توفیق دے تو دونون کی زیارت کی نیت سے سفر کرے کیونکہ صرف زیارت قبر شریف کی نیت سے سفر کرنے مین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور آپ کا اجلال زیادہ ہے اور اُس حدیث کے موافق بھی ہے جو حضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری زیارت کے لیے آسے اور اُسکو کوئی اور کام نہ کر تو مجھپر حق ہے کہ مین دن قیامت کے اُس کی شفاعت کرون۔ علامہ ابن عابد لکھتے ہین کہ رحمتی نے نقل کیا ہے کہ حضرت عارف ملا جامی علیہ الرحمۃ حج کے علاوہ خاص زیارت کے لیے اپنے وطن سے مدینہ منورہ آتے تھے تاکہ اس سفر مین سوا زیارت کے اور کچھ اُن کا مقصود نہ ہو۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ حق یہ ہے کہ مسجد شریف کی زیارت کی بھی نیت کرنا منافی اخلاص کے نہین ہے اور اس مسجد کی زیارت بھی تو خاص آپ ہی کی نسبت کی وجہ سے کی جاتی ہے لہذا اسکی زیارت کی نیت بھی عین تعظیم آپ ہی کی ہے۔

(۳) جسوقت سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ کرے اپنے ذوق و شوق کو ترقی دے اور اپنے دل کو بشارت دے کہ انشاء اللہ اب عنقریب حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہونی چاہتی ہے اور سوا ان خیالات کے اور کسی قسم کے خیالات اپنے دل مین نہ آنے دے اور راہ بھر درود شریف کی کثرت رکھے سوا اوقات نماز کے اور قضاے حاجت کے اسی عبادت عظمی مین مشغول رہے درود شریف سے بہتر کوئی ذریعہ بارگاہِ رسالت نہین ہے اور درود شریف کی کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال بے مثال کی زیارت نصیب ہوتی ہی خصوصًا مدینہ منورہ کے قریب پہونچکر درود شریف کی کثرت کرنا عجیب ہی ثمرہ دیتا ہی حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالی نے چند فرشتون کو اسی کام پر مقرر فرمایا ہے کہ جب کوئی زیارت کے لیے آنے والا درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتے حضور نبوی مین جاکر عرض کرتے ہین کہ فلان شخص فلان کا بیٹا حضرت کی زیارت کے لیے آیا ہے اور حضرت اپنے پہونچنے سے پہلے یہ تحفہ حضور کے لیے بھیجا ہے خیال کرو کہ اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہوگی کہ اُس سردار دو عالم کے سامنے تمھارا اور تمھارے باپ کا نام لیا جاے اور تمھارا تحفہ پیش کیا جائے ؎

در مجلس آن نازنین حرفے کہ از نامی رود ۔۔۔ جان سید ہم در آرزوے قاصد آخر باز گو

(۴) اثناے راہ مین جسقدر مقامات متبرکہ ملین مثلا وہ مساجد جنمین حضرت سید المرسلین نے نماز پڑھی یا اسی قسم کے مقامات اُن سب کی زیارت سے مشرف ہو اور جب ذوالحلیفہ کی مسجد مین پہونچے تو وہان دو رکعت نماز بھی پڑھے۔

(۵) جب حرم شریف طیبہ مکرمہ کا قریب آجاے اور وہان کی عمارات اور مقامات دکھائی دینے لگین تو نہایت خشوع اور خضوع اور مسرت و فرحت کو اپنے دلمین جگہ دے اور اس امر کا تصور کرے کہ اب ہم سلطانِ عالم کی بارگاہ مین پہونچنے جاتے ہین اور اُس مقام مقدس کی عظمت و جلال کا خیال پیش از پیش رکھے اور کوئی بات خلاف ادب اپنے سے سرزد

نہ ہونے دے یہ وہ وقت ہے کہ جنکے دل نورِ ایمان سے منور ہوتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اُن کے سینون مین مشتعل ہوجاتی ہے اور ایک عجیب وجد وسرور کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے کہ پھر اُن کو اپنے تن بدن کا ہوش نہین رہتا اس بیخودی کیحالت مین کبھی کسی سے کوئی بات خلافِ شرع بھی صادر ہوجاتی ہے ؎

وقت آن آمد کہ من عریان شوم جسم بگذارم سراسر جان شوم بوے یار مہربانم می رسد
بوی جانان سوی جانم میرسد باز آمد آبِ ما در جوئے ما باز آمد شاہِ ما در کوئے ما

اور اگر کسی شخص کو یہ حالت نصیب نہ ہو تو اُسکو چاہیے کہ بہ تکلف اپنے اوپر یہ حالت پیدا کرے اور ذوق وشوق والون کی سی صورت بناے انشاء اللہ اگر کچھ دیر بہ تکلف یہ حالت اپنے اوپر قایم رکھیگا تو پھر خود بخود ایک اصلی کیفیت پیدا ہوجائے گی ۔

پھر جب جبل مفرح کے قریب پہنچے تو اُسپر چڑھکر عمارات مدینہ منورہ کا مشاہدہ کرے اور اُس شہر مقدس کی زیارت سے اپنی آنکھونکو ٹھنڈک دے ۔ یہ بات ایک ذوق وشوق کی ہے اسکو مسنون نہ سمجھنا چاہیے

پھر جب مدینہ منورہ بالکل سامنے آجائے تو بخیال ادب اور بہ تقتضاے شوق اپنی سواری سے اُتر پڑے اور اگر ممکن ہو تو وہان سے مسجد شریف تک پیادہ پا جاے جب قبیلہ عبد القیس کے لوگ حضور نبوی مین حاضر ہوے تھے جیسے ہی اُنکی نظر اُس جمال پاک پر پڑی بغیر اسکے کہ اونٹ کو بٹھلائین بے اختیار اپنی سواریون سے نیچے آگرے اور حضرت نے اُنھین منع نہین فرمایا

پھر جب حرم شریف مدینہ منورہ کے اندر داخل ہونے لگے تو پہلے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین سلام با دبِ تام عرض کرے بعد اسکے یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ[۱] هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ وَمَهْبِطُ وَحْيِكَ فَامْنُنْ لِيْ بِالدُّخُوْلِ فِيْهِ وَاجْعَلْهُ لِيْ وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْفَائِزِيْنَ بِشَفَاعَةِ الْمُصْطَفٰى يَوْمَ الْمَآبِ ۔

۱؎ اے اسیر یا اللہ یہ تیرے نبی کا حرم ہے اور تیری وحی کے اترنے کی جگہ ہے پس مجھے اسمین داخل ہونے کی دولت عنایت کر اور اسکو میرے لیے دوزخ سے بچنے کا ذریعہ اور عذاب سے امان کا باعث بنا دے اور مجھے ان لوگون مین سے کر جنکو قیامت کے دن حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی ۱۲

(۶) مدینہ منورہ کے حرم شریف مین داخل ہونے کیلیے خوب اچھی طرح غسل کرے اور اگر غسل کا سامان حرم شریف سے باہر ممکن نہ ہو تو بعد داخل ہونیکے زیارتِ روضۂ اقدس کیلیے جانے سے پہلے غسل کرے اور خوشبو کا استعمال کرے اور عمدہ[۵۱] لباس جو اسکو میسر ہو پہنے بہتر یہ ہی کہ سفید کپڑے ہون کیونکہ حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سپید لباس سے زیادہ رغبت ہو اور نہایت ادب و حلم و وقار سے مدینہ منورہ کی زمین مقدس پر قدم رکھے اور اس بات کا خیال ہر وقت دل مین رکھے یہ کہ وہ پاکیزہ زمین ہے جس سے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدمون نے مس کیا ہو اور یہ وہی گلی کوچے ہین جہان سرورِ انبیا کے اصحاب چلتے پھرتے تھے (رضی اللہ عنہم وارضاہم) درحقیقت وہ زمین تو اس قابل ہو کہ وہان آدمی سَر کے بل چلتے کسی نے کیا اچھا کہا ہو ؎

برزمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود سالہا سجدۂ اربابِ نظر خواہد بود

(۷) مدینہ منورہ کے اندر پہونچکر سب سے پہلے مسجد شریف مین بقصد زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جائے اور اسکو ہر کام اور ہر چیز پر مقدم رکھے ہان اگر یہ سمجھے کہ اگر اسباب وغیرہ اچھی طور پر نہ رکھ لیا جائیگا تو تلف ہو جائیگا تو اپنا اسباب وغیرہ حفاظت سے رکھکر باطمینان زیارت کے لیے آئے اور مسجد شریف مین داخل ہوتے وقت دعا پڑھے[۵۲] اَعُوْذُ بِاللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور مسجد شریف مین نہایت ادب اور تعظیم کے ساتھ داخل ہو پہلے داہنا پانون مسجد مین رکھے اور یہ بات دل مین ہر وقت رہے کہ یہ مسجد حضرت خاتم الانبیا کی مسجد ہو یہ وہ مسجد ہے جہان سرورِ انبیا نماز پڑھتے تھے۔ وعظ فرماتے تھے اعتکاف کرتے تھے

---

۵۱ بعض لوگ جاہل لوگ مدینہ منورہ کے اندر داخل ہونے کے لیے احرام کا لباس پہنتے ہین یہ بالکل بے اصل ہے احرام کا لباس مکۂ معظمہ کے لیے خاص ہو (جذب القلوب) ۱۲

۵۲ ترجمہ مین (شیطان سے) خدا کی پناہ مانگتا ہون اللہ کا نام لیکر (اسمین داخل ہوتا ہون) رسولخدا پر سلام ہو اے نبی آپ پر سلام ہو اور رحمت اور اوس کی برکتین۔ یہ دعا ہر مسجد مین داخل ہوتے وقت مستحب ہے ۱۲

یہان وحی آتی تھی۔جبرئیل آتے تھے۔اور مسجد شریف مین داخل ہونے سے پہلے مستحب ہو کہ کچھ صدقہ فقراے مدینہ طیبہ کو دیدے اور مسجد شریف مین پہونچکر اعتکاف کی نیت کرے گو تھوڑی ہی دیر کے لیے ہو کیونکہ یہ ایک بے مشقت عبادت ہی جسکا ثواب بہت زیادہ ہو اور چاہیے کہ ہر مسجد مین داخل ہوتے وقت نیت اعتکاف کی کر لیا کرے مفت بے مشقت ثواب ملتا ہو اسکو ہاتھ سے نہ جانے دے پھر مسجد شریف مین منبر اقدس کے قریب دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے اور اس نماز مین زیادہ طول نہ دے صرف قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ پر اکتفا کرے بعد تحیۃ المسجد کے دو رکعت نماز شکرانہ کی پڑھے کہ حق تعالی نے محض اپنے فضل و کرم سے اسکو یہ دولت نصیب کی اور بارگاہ عظمت و جاہ مین اُسکو پہونچایا جسکی آستان بوسی کی تمنا مین بڑے بڑے قدوسی جان دیتے ہین۔

(۸) تحیۃ المسجد اور نماز شکر کے بعد زیارت کی طرف متوجہ ہو اور یہ سمجھے کہ مین اب اُس باعظمت بارگاہ مین جاتا ہون جس کے سامنے تمام دنیا کے پُرجلال بادشاہون کی کچھ بھی وقعت نہین جو خدا کے تمام نیک بندون کا سردار اور سب سے زیادہ اُسکا مقرب اور محبوب ہو اور خدا سے دعا کرے کہ اے اللہ اس مقام مقدس کے لائق ادب اور تعظیم کی مجھے توفیق دے اور میرے دل اور اعضا کو تمام خلاف ادب باتون سے محفوظ رکھ سچ یہ ہو کہ بغیر عنایت ایزدی کے اس درگاہ عرش اشتباہ کی شان کے لائق ادب و تعظیم کسی سے ممکن نہین ایک زائر دلدادہ کہتا ہو ؎

فلما اتینا قبر احمد لاح من ۔۔۔ سناہ ضیاء جل الشمس والبدرا

وقمنا مقاما اشہد اللہ انہ ۔۔۔ یذکرنا فرط ہیبۃ الحشرا

لہ حنفیہ کے نزدیک اگرچہ تھوڑی دیر کا اعتکاف صحیح نہین لیکن فضائل اعمال مین غیر مذہب پر عمل کرلینا درست ہو بشرطیکہ اپنے مذہب کا مکروہ لازم نہ آئے علامہ شامی وغیرہ نے اسکی تصریح کردی ہے ۱۲ لہ ترجمہ جب ہم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر پہونچے تو انکے نور سے ایک ایسی روشنی نکلی جسنے آفتاب اور ماہتاب کو شرمندہ کردیا ÷ اور ہم ایسے مقام مین کھڑے ہوئے کہ مین خدا کو گواہ بناتا ہون کہ وہ مقام اپنی ہیبت سے حشر کو یاد دلاتا تھا ۱۲

غرض جسقدر اُسکے اِمکان مین ہو ظاہر و باطن سے تعظیم و ادب خشوع و خضوع کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ جن باتون کی شریعت مین ممانعت ہی مثل سجدہ کرنے اور زمین پر منھ رکھنے اور کٹھرہ شریف کے بوسہ دینے وغیرہ کے آن اُمور سے پرہیز کرے اور یہ خوب سمجھ لے کہ ان باتون مین کچھ بھی ادب نہین ادب تو فرمانبرداری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی مین ہے ہان اگر غلبۂ شوق وبیخودی مین کسی سے کوئی بات صادر ہوجائے تو وہ معذور ہے پھر نہایت ادب کے ساتھ نماز کی طرح داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھکر سر مبارک کی طرف منھ کرے اور قبلہ کی طرف پشت کرکے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو اور اس بات کا یقین کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی حاضری سے واقف ہین اور اسکو دیکھ رہے ہین اور اُسکے سلام کا جواب دیتے ہین اور اُسکی دعا پر آمین کہتے ہین اور نہایت لطف و عنایت اِس شخص کے حال پر فرما رہے ہین اس خیال کو خوب پختہ کرکے نہایت دردناک اور باادب آواز مین نہایت شوق و ذوق کے ساتھ معتدل آواز سے عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	آپ پر سلام ہو اے میرے سردار اے خدا کے رسول
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ	آپ پر سلام ہو اے خدا کے نبی آپ پر سلام ہو
يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ	اے خدا کے پیارے آپ پر سلام ہو اے نبی
الرَّحْمَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْاُمَّةِ	سراپا رحمت آپ پر سلام ہو اے اُمت کی شفاعت
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ	کرنے والے آپ پر سلام ہو اے سب رسولون کے
عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ	سردار آپ پر سلام ہو اے نبیون کی مُہر آپ پر
عَلَيْكَ يَا مُزَّمِّلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُدَّثِّرُ	سلام ہو اے مزمل آپکے سلام ہو اے مدثر سلام ہو
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اُصُوْلِكَ الطَّيِّبِيْنَ	آپ پر اور آپ کے پاکیزہ باپ دادون پر آپ کے

ف علامہ کرمانی جو علماے حنفیہ مین ایک بڑے بزرگ ہین اس بات کی تصریح کی ہی ۱۲

وَاَهْلِ بَيْتِكَ الطَّاهِرِيْنَ الَّذِيْنَ
اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ
تَطْهِيْرًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا
جَزٰى نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ
اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ
وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَ
اَوْضَحْتَ الْحُجَّةَ وَجَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَاَقَمْتَ الدِّيْنَ حَتّٰى
اَتَاكَ الْيَقِيْنُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ
وَعَلٰى اَشْرَفِ مَكَانٍ تَشَرَّفَ بِحُلُوْلِ
جِسْمِكَ الْكَرِيْمِ فِيْهِ صَلٰوةً وَّسَلَامًا
دَائِمَيْنِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَدَدَ مَا كَانَ
وَعَدَدَ مَا يَكُوْنُ بِعِلْمِ اللّٰهِ صَلٰوةً
لَا انْقِضَاءَ لِاَمَدِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
نَحْنُ وَفْدُكَ وَزُوَّارُ حَرَمِكَ تَشَرَّفْنَا
بِالْحُلُوْلِ بَيْنَ يَدَيْكَ وَقَدْ جِئْنَاكَ
مِنْ بِلَادٍ شَاسِعَةٍ وَاَمْكِنَةٍ بَعِيْدَةٍ
نَقْطَعُ السَّهْلَ وَالْوَعْرَ بِقَصْدِ زِيَارَتِكَ
لِنَفُوْزَ بِشَفَاعَتِكَ وَالنَّظَرِ اِلٰى مَا
ثِرِكَ وَمَعَاهِدِكَ وَالْقِيَامِ بِقَضَاءِ
بَعْضِ حَقِّكَ وَالْاِسْتِشْفَاعِ بِكَ

اہل بیت پاک پر جن سے اللہ نے نجاست کو دور کر دیا
اور اُن کو خوب پاک کر دیا اللہ آپ کو ہم سب کی
طرف سے جزا دے اُن جزاؤن سے بڑھکر جو اُسنے
کسی نبی کو اسکی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اسکی
اُمت کی طرف سے دی ہو مین گواہی دیتا ہون کہ
آپ خدا کے رسول ہین آپ نے (خدا کے) پیغام پہونچا دیے
اور امانت ادا کر دی اور اُمت کی خیر خواہی کی اور
(دین حق کی) دلیل روشن کر دی اور اللہ کی راہ مین
خوب جہاد کیا اور دین کو مضبوط کر دیا یہان تک کہ
آپ کو موت آگئی اللہ آپ پر صلوٰۃ اور سلام بھیجے
اور اس بزرگ جگہ پر جو آپ کے جسم کریم کے حلول سے
مشرف ہی ایسے صلوٰۃ وسلام جو رب العالمین کیطرف
سے ہمیشہ رہین اُن چیزون کی تعداد کے موافق جو ہوچکین
اور جو خدا کے علم مین ہونے والی ہین ایسی صلوٰۃ جسکی
انتہا نہو۔ یا رسول اللہ ہم آپ کے مہمان اور آپ کے
حرم کے زائر ہین آپ کے سامنے حاضری سے مشرف
ہوئے ہین اور بیشک ہم دور دراز شہرون اور بعید
مقامات سے نرم اور سخت زمین کو قطع کرکے آپکے پاس
آپکی زیارت کے ارادہ سے آئے ہین تاکہ ہم آپ کی
شفاعت سے اور آپکی بخششون سے اور آپکے وعدون
سے اور کسیقدر آپکے حق ادا کرنے سے اور آپکی شفاعت سے

إِلَى رَبِّنَا فَإِنَّ الْخَطَايَا قَدْ قَصَمَتْ
ظُهُورَنَا وَالْأَوْزَارَ قَدْ أَثْقَلَتْ كَوَاهِلَنَا
وَأَنْتَ الشَّافِعُ الْمُشَفَّعُ الْمَوْعُودُ
بِالشَّفَاعَةِ الْعُظْمَى وَالْمَقَامِ الْمَحْمُودِ
وَالْوَسِيلَةِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى
وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ
لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا
رَحِيمًا وَقَدْ جِئْنَاكَ ظَالِمِينَ
لِأَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِينَ لِذُنُوبِنَا
فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ وَاسْأَلْهُ أَنْ
يُمِيتَنَا عَلَى سُنَّتِكَ وَأَنْ يَحْشُرَنَا فِي
زُمْرَتِكَ وَأَنْ يُورِدَنَا حَوْضَكَ وَ
أَنْ يَسْقِيَنَا كَأْسَكَ غَيْرَ خَزَايَا وَ
لَا نَدَامَى الشَّفَاعَةَ الشَّفَاعَةَ يَا
رَسُولَ اللّٰهِ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا
الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ
فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا
إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝

اپنے پروردگار کے سامنے کامیاب ہون کیونکہ خطاؤن
نے ہماری پیٹھ کو توڑ ڈالا ہے اور گناہون نے ہماری
شانون کو بوجھل کر دیا ہے اور آپ شافع مقبول
الشفاعۃ ہین جنسے[1] بڑی شفاعت اور مقام محمود کا
وعدہ کیا گیا ہے اور بیشک اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر
یہ لوگ جب اپنی جانون پر ظلم کر چکے تھے آپ کے
پاس آتے پھر وہ اللہ سے استغفار کرتے اور رسول بھی
اُن کے لیے استغفار کرتے تو بیشک وہ اللہ کو بخشنے
والا مہربان پاتے اور ہم آپکے پاس اپنی جانون پر
ظلم کر کے اپنے گناہون سے استغفار کرتے آئے ہین
پس آپ اپنے پروردگار سے ہماری شفاعت کیجیے
اور اُس سے دعا کیجیے کہ ہم کو آپکے طریقہ پر موت دے
اور ہمارا آپکے گروہ مین حشر کرے اور ہمین آپکے حوض
پر پہونچائے اور آپکے جام سے ہمین سیراب کرے اور
ہم نہ رسوا ہون نہ شرمندہ شفاعت کیجیے شفاعت کیجیے
شفاعت کیجیے یا رسول اللہ۔ اے پروردگار بخش دے ہمکو
اور ہمارے اُن بھائیون کو جو ہمسے پہلے ایمان لا چکے اور
ہمارے دلون مین مسلمانون کا کینہ نہ رکھ اے پروردگار
ہمارے بے شک تو شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

[1] حق تعالی نے قرآن مجید مین حضرت سے خطاب کر کے فرمایا ہے کہ ہم تمھین اس قدر دین گے کہ تم خوش ہو جاؤ گے یہ بڑی شفاعت کا وعدہ ہے اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہم تم کو مقام محمود مین اُٹھائین گے یہ مقام محمود کا وعدہ ہے ۱۲

زیارت کرنیوالے کو چاہیے کہ جو دعا وہان پڑھے اُسکے معنی ضرور معلوم کرے معلمین زیارت جو دعائین اُسوقت پڑھاتے ہین اگر اُنکے معنی نہ معلوم ہوسکین تو پھر اپنی زبان مین بھی جسقدر جی چاہے عرض معروض کرے اور اپنے ذوق و شوق کو نہ روکے مگر ادب کا خیال بیش از بیش رکھے۔
بعض علما نے لکھا ہو کہ اُس مقام مقدس مین زیادہ گوئی بھی خلاف ادب ہو لہذا صرف صلوۃ وسلام پر اکتفا کرنا اولے ہے مگر یہ بات ٹھیک نہین کیونکہ جو مشتاق دردمند ہزار تمناؤن کے بعد اس قدر مصائب سفر برداشت کرکے اپنے حبیب کیخدمت مین پہونچا ہو یہ کیسے ممکن ہو کہ وہ اپنے دلکی کیفیت بھی اچھی طرح عرض نہ کرے یہ بڑا ظلم ہے کہ اُسوقت اُس سے کہا جاے کہ تو اپنے سوز و شکایت کو دل کی دل ہی مین رکھ جب اپنے عرض و نیاز سے فارغ ہو تو اپنے دوستون مین جس شخص نے عرض سلام کی وصیت کی ہو اُسکا سلام حضرت سید المرسلین کی خدمت اقدس مین عرض کردے کہ یارسول اللہ فلان ابن فلان نے حضور کو سلام عرض کیا ہے حضور اُسکے لیے پروردگار بزرگ سے شفاعت کرین۔

ناظرین مین جس اقبالمند خوش نصیب کو یہ دولت نصیب ہو اور حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے وہ مشرف ہو اُس سے

نہایت التجا کے ساتھ میری وصیت

ہو کہ اس ذرۂ بے مقدار کا سلام بھی اُسکے آقاے نامدار کو پہونچاوے کہ یا رسول اللہ آپکے ادنی غلام عبدالشکور بن ناظر علی نے حضور کی جناب مین سلام عرض کیا ہو اور آپکے لطف و کرم اور رحمت و شفاعت کا اُمیدوار ہو یارسول اللہ حق تعالی نے آپ کو رحمۃ للعالمین اور رؤوف و رحیم فرمایا ہے یارسول اللہ آپ کی رحمت و رافت تو خدا کی تمام مخلوق پر محیط ہے یارسول اللہ خدا کی مخلوق مین مین بھی ہون بلکہ مین آپ پر ایمان لایا ہون اگرچہ نیک بندون مین نہین لیکن آپ کی اُمت کے گنہگارون مین تو ہون ؎ تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے ؛

کنی بر حال لب خشکان نگاہے ÷ نہ آخر رحمۃ للعالمینی ÷ ز محرومان چرا غافل نشینی ÷ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

جو شخص میری اس وصیت کو پورا کرے حق جل شانہٗ اُسکو بطفیل حضرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جزائے خیر دے اور صلاح دُنیا و آخرت اُسکو نصیب کرے اور ایمان پر اُسکی زندگی ختم کرے آمین ؎

سَلَامِیْ یَانَسِیْمَ الصُّبْحِ بَلِّغْ ۔۔۔ اِلٰی مَنْ قَرَّ فِیْ صَدْرِیْ ھَوَاہُ
بِجِسْمِیْ ظَاھِرًا مِّنْہُ بَعِیْدًا ۔۔۔ بِعَیْنِ بَاطِنٍ قَلْبِیْ یَرَاہُ

جب حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین اس طریقہ سے سلام نیاز اپنا اور اپنے احباب کا عرض کر چکے تو حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے سامنے نہایت ادب سے کھڑے ہو کر اس عبارت مین سلام عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ	آپ پر سلام ہو اے رسول خدا صلے اللہ علیہ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ	وسلم کے خلیفہ آپ پر سلام اے رسول خدا کے
یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنِیْسَہٗ فِی الْغَارِ	ہمنشین اور غار مین اُن کے انیس۔ اور سفر دن
وَرَفِیْقَہٗ فِی الْاَسْفَارِ وَاَمِیْنَہٗ فِی	مین اُنکے رفیق اور اُن کے رازون کے امین
الْاَسْرَارِ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلُ	اللہ آپ کو ہماری طرف جزا دے تمام جزاؤن
مَا جَزٰی اِمَامًا عَنْ اُمَّۃِ نَبِیِّہٖ	سے بڑھکر جو اُسنے کسی امام کو اُسکے نبی کی اُمت
فَلَقَدْ خَلَفْتَہٗ بِاَحْسَنِ خَلَفٍ وَّ	کی طرف سے دی ہو بیشک آپ نے نبی کی خلافت
سَلَکْتَ طَرِیْقَہٗ وَمِنْھَاجَہٗ خَیْرَ	بہت اچھی کی اور اُن کے طریقہ اور روش پر چلے
مَسْلَکٍ وَقَاتَلْتَ اَھْلَ الرِّدَّۃِ وَالْبِدَعِ	اور آپ نے مرتدون اور بدعتیون سے جنگ[۳] کی

[۱] ترجمہ اے نسیم صبح میرا سلام اُس جناب کو پہونچا دے جن کی محبت میرے سینے مین جم گئی ہے پس میرا بدن بظاہر اُن سے دور ہے مگر میرا دل باطن کی آنکھ سے اُنھین دیکھ رہا ہے ۱۲ [۲] جب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی تو تین روز تک ایک غار مین پوشیدہ رہے اُس غار مین پوشیدہ رہنے اس غار مین سوا ابو بکر صدیق کے اور کوئی آپ کے ہمراہ نہ تھا یار غار کی مثل اسی وقت سے مشہور ہوتی ہے ۱۲ [۳] رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے کئی قبیلے مرتد ہو گئے تھے حضرت ابو بکر صدیق نے اُن سے جہاد کیا ۱۲

وَمَهَّدْتَ الْاِسْلَامَ وَشَيَّدْتَ اَرْكَانَهٗ فَكُنْتَ خَيْرَ اِمَامٍ وَّصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِمًا بِالْحَقِّ نَاصِرًا لِّلدِّيْنِ وَلِاَهْلِهٖ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ سَلِ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَنَا دَوَامَ حُبِّكَ وَالْحَشْرَ مَعَ حِزْبِكَ وَقَبُوْلَ زِيَارَتِنَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ـ

اور آپ نے اسلام کی بنیاد ڈالی اور اُسکے ارکان بلند کردیے پس آپ بہت اچھے امام تھے اور آپ نے رسول خدا کے قرابت والون کے ساتھ نیک سلوک کیا اور ہمیشہ حق پر اور دین اور اہل دین کے مددگار رہے یہانتک کہ آپکو موت آگئی آپ اللہ سبحانہ سے ہمارے لیے اپنی محبت کے دوام اور اپنی جماعت مین محشور ہونے اور ہماری زیارت کے مقبول ہونے کی دعا کیجیے آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اُسکی برکتین ـ

پھر حضرت امیر المومنین امام المتقین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی محاذات مین اُسی ادب کے ساتھ کھڑا ہو اور اُن کو سلام کرے اس عبارت سے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ الْجَزَاءِ نَعَمْ نَصَرْتَ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَفَتَحْتَ مُعْظَمَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَكَفَلْتَ الْاَيْتَامَ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَقَوِيَ بِكَ الْاِسْلَامُ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِيْنَ اِمَامًا مَّرْضِيًّا وَّهَادِيًا مَّهْدِيًّا جَمَعْتَ شَمْلَهُمْ وَاَغْنَيْتَ فَقِيْرَهُمْ وَجَبَرْتَ كَسْرَهُمْ ـ

آپ پر سلام ہو اے امیر المومنین آپ پر سلام ہو اے اسلام کے غالب کرنے والے آپ پر سلام ہو اے بتون کے توڑنے والے اللہ آپ کو ہماری طرف سے بڑی عمدہ جزا دے بیشک آپ نے اسلام کی اور مسلمانون کی مدد کی ـ اور بعد سید المرسلین کے اکثر شہر آپ نے فتح کیے اور آپ نے یتیمون کی کفالت کی اور رسول خدا کے قرابت والون کے ساتھ نیک سلوک کیا اور اسلام آپ سے قوی ہو گیا اور آپ مسلمانون کے لیے ایک پسندیدہ پیشوا اور ہدایت یافتہ رہنما تھے آپ نے مسلمانون کو جمع کیا اور ان کے فقیر کی مدد کی اور ان کی شکستگی کا اندمال کیا ـ

پھر حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونون سے مخاطب ہو کر عرض کرے کہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ وَمُشِيْرَيْهِ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهٗ عَلَى الْقِيَامِ بِالدِّيْنِ وَالْقَائِمَيْنِ بَعْدَهٗ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ جَزَاكُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَاكُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَسْأَلُ اللّٰهَ رَبَّنَا اَنْ يَتَقَبَّلَ سَعْيَنَا وَيُحْيِيْنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ۔

آپ دونون پر سلام ہو اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیٹنے والو اور آپ کے رفیق اور آپ کے وزیر اور آپ کے مشیر اور دین پر قائم رہنے مین آپکی مدد کرنے والو اور آپ کے بعد مسلمانون کی مصلحت کو قائم رکھنے والو اللہ آپ دونون کو عمدہ جزا دے ہم آپکے پاس آئے ہین تاکہ آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تقرب کا ذریعہ بنائین جس مین آپ ہماری شفاعت کرین اور ہمارے پروردگار اللہ سے دعا کرین کہ وہ ہماری کوشش کو قبول کرے اور ہمین آپکے مذہب پر زندہ رکھے اور آپکے گروہ مین ہمارا حشر کرے۔

پھر جس طرح پہلی بار حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا تھا اسیطرح کھڑا ہو اور پھر تضرع وزاری شروع کرے اور جو جو خواہشین رکھتا ہو حضرت کے طفیل مین حق تعالی سے مانگے اور بہت ذوق وشوق کے ساتھ حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین سلام عرض کرکے وہان سے ہٹے اور حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کے ستون[1] کے پاس آکر توبہ کرے اور جسقدر ممکن ہو نوافل پڑھے پھر بعد اسکے اور آثار نبویہ کی زیارت کرے جو معلمین زیارت بتا دیتے ہین پھر بعد اسکے جنۃ البقیع مین جاے اور وہان کے مزارات مقدسہ کی زیارت کرے خصوصاً حضرت سید الشہدا حمزہ عبد المطلب عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس بن عبد المطلب و حضرت امام حسن رض اور بقیہ ائمہ اہل بیت اور حضرت امیر المومنین امام المتقین عثمان بن عفان اور حضرت ابراہیم فرزند رسول خدا صلی اللہ

[1] اس ستون مین حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کو باندھ دیا تھا اور اللہ تعالی سے توبہ کی تھی چنانچہ اللہ تعالی نے انکی توبہ قبول فرمائی۔

علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اور حضرت صفیہ عمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی صحابہ کی رضوان اللہ عنہم وارضاہم پھر شہداء احد کی زیارت کرے اور جب وہان پہونچے تو یہ کہے سَلَامٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ[1] اور ان تمام مشاہد ومزارات پر جاکر فاتحہ پڑھے یعنی قرآن مجید کی سورتین پڑھکر اُن کا ثواب ان حضرات کی ارواح مقدسہ کو پہونچاوے پھر ہفتہ کے دن یا جس دن ممکن ہو مسجد قبا کی زیارت کے لیے بھی جائے اور وہان پہونچکر کم از کم دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے۔

(۱) جتنے دنون مدینہ منورہ مین قیام ہوسکے اسکو غنیمت سمجھے اور وہ زمانہ غفلت مین نہ کاٹے اور جسقدر ہوسکے عبادت اور طاعت حق تعالیٰ کی کرے اور ہر روز اکثر حصہ اپنے وقت کا حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مین صرف کیا کرے پھر یہ دولت کہان نصیب ہوگی یہ روضہ اقدس کہان ملیگا جو وقت ہے غنیمت ہے۔

(۲) اپنا اکثر وقت مسجد شریف نبوی کی ملازمت مین صرف کرے وہان اعتکاف کرے اور ہر قسم کی عبادت سے اپنے وقت کو آباد رکھے نماز روزہ صدقہ غرض جسقدر عبادتین ممکن ہون اس مسجد مقدس مین کرے اور جسقدر حصہ مسجد کا حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھا بے شک وہ اس حصہ سے افضل ہے جو آپ کے بعد اسمین اضافہ کیا گیا پس اگر اُس حصہ مین بیٹھنا ممکن ہو تو بہت بہتر ہے اور کم سے کم ایک شب اس مسجد اقدس مین شب بیداری کرے اور اس رات کو اپنی تمام عمر کا خلاصہ اور حاصل سمجھے اور تمام رات عبادت مین کاٹ دے بہتر ہے کہ اس رات مین اور کوئی عبادت نکرے بلکہ صرف درود شریف کا ورد رکھے اَللّٰهُمَّ[2] صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى

---

[1] ترجمہ۔ آپ پر سلام ہو آپکے صبر کی عوض مین پس کیا اچھا ہے (آپ کے لیے) آخرت کا گھر ۱۲

[2] ترجمہ اے اللہ محمد پر اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تونے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی اے اللہ محمد پر اور آل محمد پر برکت نازل فرما جسطرح تونے ابراہیم وآل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بیشک تو تعریف والا اور بزرگ ہے یہ درود شریف بہت صحیح روایتون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اسوجہ سے نماز مین درود شریف کے یہی الفاظ رکھے گئے ہین ۱۲

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اگراس شب مین نیند کا غلبہ ہو تو اسکو دفع کرے انشاء اللہ جس وقت اس امر کا خیال کریگا کہ مین کسی مسجد مقدس مین بیٹھا ہون اور حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجھے حاصل ہے اُسوقت نیند و غفلت کا اثر بالکل جاتا رہیگا۔

مسجد مقدس مین رات بھر رہنے کے لیے اگرچہ حکام و خدام کی کی خوشامد کرنا پڑے اور کچھ روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہو بے تامل خوشامد بھی کرے روپیہ بھی خرچ کرے اور جو جو باتین کرنا پڑین سب کرے اور اس دولت کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔

اس مسجد شریف مین جبتک رہے اپنے دل اور زبان اور تمام اعضا کو لغو کلمات اور حرکات سے محفوظ رکھے اور سوا حضور اقدس نبوی کے اور کسی طرف متوجہ نہو اگر نہایت ضرورت کسی سے کلام کرنے کی ہو تو مختصر کلام کرکے پھر اسی جناب مقدس کی طرف متوجہ ہو جائے۔

مسجد شریف کے ادب کا خیال خوب رکھے تھوک وغیرہ وہان نہ گرنے پائے کوئی بال سر یا ڈاڑھی کا وہان نہ ڈالے اور اگر پڑا ہوا دیکھے تو فوراً اُٹھا لے بعض لوگ چھوہارے کھا کر مسجد شریف مین اُسکی گٹھلی ڈال دیتے تھے یہ بھی خلاف ادب ہی۔

جب تک مسجد اقدس مین رہے حجرہ شریفہ کی طرف نہایت شوق کی نگاہون سے نظر کرتا رہے۔ اور کم از کم ایک قرآن مجید کا ختم اس مسجد عالی مین کرے اور اگر ممکن ہو تو کوئی کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و فضائل مین ہو اسکو پڑھے یا کوئی شخص پڑھتا ہو تو اُس سے سنے۔

(۳) مدینہ منورہ کے رہنے والون سے نہایت محبت اور ادب کے ساتھ پیش آئے اور اگرچہ اُنہین کوئی بات خلاف شریعت دیکھے پھر بھی اُن کی برائی نہ کرے اور اُنسے بہ خشونت نہ پیش آئے ہان بخیال امر بالمعروف اور نہایت ادب کے ساتھ نرم و شیرین الفاظ مین انکو اُس فعل کی خرابی سے مطلع کردے۔

(۴) جب مدینہ منورہ مین قیام کی مدت ختم ہوجائے اور اُس مقام مقدس سے چلنے لگے تو مسجد شریف کو رخصت کرے یعنی وہان نماز پڑھکے دعا مانگے اور حضرت کے ساتھ وہان سے جدا ہو پھر حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی زیارت حسب معمول کرے اور اللہ تعالی سے دُعا مانگے کہ پھر اُس درگاہِ اقدس کی زیارت سے اُسے مشرف فرمائے۔ علامت مقبولیت دعا اور زیارت کی یہ ہے کہ اُسوقت بے اختیار آنکھون سے آنسو بہ رہے ہون اور دل مین یاس و حسرت بھری ہو اور اگر خدانخواستہ کسی شخص پر یہ حالت نہ پیدا ہو تو وہ بتکلف اپنے اوپر اس حالت کو طاری کرے پھر حضرت سے رخصت ہو رخصت ہوتے وقت پچھلے پیرون نہ لوٹے جسطرح کہ کعبہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت پچھلے پیرون لوٹتے ہین کیونکہ یہ طریقہ سلف سے منقول نہین۔[۱]

(۵) پھر جب اپنے وطن کیطرف چلے تو وہان سے کچھ تحائف اپنے احباب و اعزہ کیلیے ہمراہ لائے مثلاً مکہ معظمہ سے آب زمزم اور مدینہ منورہ کی کھجورین۔ پھر جب اپنے شہر کے قریب پہونچ جائے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِیْھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا[۲] اور جب شہر مین پہونچ جاے تو یہ دعا پڑھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ[۳]

[۱] شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب مین اسکی تصریح کی ہی اور لکھا ہی کہ پچھلے پیرون لوٹنا صرف کعبہ کے ساتھ مخصوص ہی تعجب ہی کہ جب پچھلے پیرون لوٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوتے وقت نہین تو اور اولیاء اللہ کے مزارات سے رخصت ہوتے وقت کیون جائز سمجھا جاتا ہے اور اکثر لوگ اسکو فرض و واجب کی طرح عمل مین لاتے ہین اور جو بیچارہ کسی بزرگ کے مزار کی طرف لوٹتے وقت پشت کرے وہ بے ادب سمجھا جاتا ہے اور مورد طعن و تشنیع ہوتا ہی ۱۲

[۲] ترجمہ ای اللہ مین تجھسے اس مقام کی خیریت اور اُن چیزون کی خیریت جو اس مقام مین ہین طلب کرتا ہون اور اس مقام کے شر اور اُن چیزون کے شر سے جو اس مقام مین ہین تیری پناہ مانگتا ہون اے اللہ مجھے قیام اور عمدہ رزق عنایت فرما ۱۲

[۳] ترجمہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہین وہ ایک ہی اسکا شریک نہین اسی کی ہی بادشاہت اور اسی کی ہی تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہی۔ ہم لوگ (اسکے گھر سے) لوٹے ہوئے آرہے ہین توبہ کر رہے ہین عبادت کرنے والے اور سجدہ کرنے والے ہین اور اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے ہین اللہ کے سوا کوئی خدا نہین اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کی اور (کافرون کی) جماعتون کو خود اکیلے بھگا دیا اور اپنے لشکر کو غالب کر دیا پس اس کے بعد کوئی چیز نہین ہے ۱۲

لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰیِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَہٗ اور چاہیے کہ مکان پہونچنے سے پہلے اپنے اعزہ کو خبر کرے کہ فلان دن فلان وقت مین وہان پہونچونگا لغیر اطلاع کے یکدم نہ پہونچ جائے پھر جب اپنے مکان پہونچ جائے تو مکان کے اندر جانے سے پہلے جو مسجد مکان کے قریب ہو اسمین جائے اسمین دو رکعت نماز پڑھے اور خدا تعالی کا شکر کرے کہ اس نعمت عظمی پر حق تعالی نے اُسے فائز کیا بعد اسکے اپنے مکان جائے پھر جب گھر مین پہونچ جائے تو دو رکعت نماز شکر پڑھے اور اللہ تعالی کے اِس احسان عظیم کا دل سے شکریہ ادا کرے۔

اس مبارک سفر سے لوٹنے کے بعد یہ سمجھے کہ مین تجدید توبہ کر چکا ہون اور توبہ بھی کسی اور کے سامنے نہین بلکہ وہ توبہ جو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین ہوئی لہذا اس امر کا عزم قوی رکھے کہ مین اب کبھی اس توبہ کو نہ توڑونگا اور حق جل شانہ سے ہر نماز کے بعد خصوصًا بعد نماز صبح کے دعا مانگا کرے کہ الٰہی مجھے اس توبہ پر قائم رکھ اور اپنی نافرمانیون سے بچا اور اپنی فرمانبرداری کی توفیق دے اور ایمان پر میرا خاتمہ فرما۔

علمائے نے لکھا ہے کہ حج مبرور کی علامت یہ ہی کہ جس حالت مین گیا تھا اُس سے بہتر حالت مین لوٹے اور دل مین حضرت سید المرسلین کے اتباع سنت کا شوق پیدا ہو جائے اور دنیا و اہل دنیا کی محبت سے دل سرد ہو جائے اور آخرت اور اہل دین کی محبت دل مین غالب ہو جائے۔

خدائے تعالی کی عنایت سے حج و زیارت کا بیان ختم ہو گیا اب مین حسب التزام حج کے متعلق چالیس حدیثین اور چالیس اقوال حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نقل کرتا ہون۔

چہل حدیث لکھنے سے پہلے مین یہ چاہتا ہون کہ اختصار کے ساتھ حجۃ الوداع کے پورے واقعات لکھدون کیونکہ جو حدیثین مین لکھونگا اُنمین سے کسی مین پورے واقعات اس حج کے نہین ہین کسی راوی نے ایک حدیث مین پورے واقعات نہین بیان کیے بلکہ ضرورت وقت کے مناسب جسقدر مضمون اس واقعہ کا ہوتا تھا اسیقدر نقل کردیتے تھے ہمنے کسی کتاب مین حجۃ الوداع کے واقعات اس اختصار اور حسن ترتیب سے نہین دیکھے جیسا کہ شرح سفر السعادۃ مین شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھے ہین لہذا اُسی کتاب سے اُن واقعات کا انتخاب کیا جاتا ہی۔

حُجۃ الوداع کی مختصر کیفیت

یہ ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ حج کی فرضیت ۹ سنہ ہجری مین ہوئی اور سنہ ۱۰ ہجری مین آپ نے اس حکم کی تعمیل کی ہجرت کے بعد یہی ایک حج آپنے کیا چونکہ یہ حج آپ کا حج آخری تھا اور جس سال آپنے یہ حج کیا ہے وہ سال آپ کی عمر گرامی کا آخری سال تھا اسی سال آپ دُنیا سے رخصت ہوگئے اور اس سال کئی بار عام مجمعوں مین آپ نے اپنے وداع و فراق کی خبر اشارات و کنایات مین بیان فرمائی چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق اُن اشارات کو سمجھ گئے اور اسوقت رونے لگے کبھی کبھی یہ بھی فرمادیا کہ شاید سال آیندہ مین تم مجھکو نپاؤگے حضرت معاذ سے یہانتک فرمادیا کہ اے معاذ یمن سے لوٹ کر تم میری قبر دیکھوگے اسپر حضرت معاذ بہت روئے خاصکر اس حج کے آخر مین جو خطبہ آپنے پڑھا وہ بالکل صاف بتا رہا ہے کہ اب عنقریب آپ دنیا کو اپنے جمال دلربا سے محروم فرمانے والے ہین ایسے الفاظ تھے کہ عام طور پر صحابہ کہنے لگے کہ کَاَنَّ مَوْعِظَۃُ مُوَدِّعٍ یہ نصیحت تو گویا رخصت ہونے والے کی ہے انہین وجوہ سے اس حج کا نام حجۃ الوداع مشہور ہوا۔

جب آپنے اس حج کا ارادہ فرمایا تو صحابہ کو اطلاع دی سب نے حج کی تیاری کردی اور یہ خبر

مدینہ منورہ کے اطراف قرب وجوار کے گاؤن مین پہونچی تو وہان کے تمام مسلمان مدینہ مین آگئے اور راستہ مین چلتے چلتے جیسے مسلمانون کو خبر ہوتی جاتی تھی آتے جاتے تھے۔ ایک شور تھا کہ برپا تھا کہ حضرت اس سال حج کو جاتے ہین جو سنتا تھا وہ دوڑا چلا آتا تھا ایک شمع جان نواز تھی کہ روشن تھی اور پروانون کا اُسپر ہجوم تھا اسقدر لوگ مجتمع ہوے کہ حد شمار سے باہر ابتک صحیح تعداد انکی تحقیق نہین معلوم ہوئی ہان اسقدر ضرور کہا گیا ہے کہ جسطرف نظر جاتی تھی آدمی کے سوا کچھ نہ دکھائی دیتا تھا۔ بعض روایات مین ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار آدمی تھے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہفتہ کے دن ۲۴ ذیقعدہ کو آپنے ظہر کی نماز مدینہ مقدسہ کی مسجد مین پڑھی بعد نماز کے سر مبارک مین تیل ڈالا اور کنگھی کی اور چادر اور تہ بند پہنکر کوچ فرمایا اور ذوالحلیفہ مین پہونچکر قیام کر دیا عصر کی نماز وہان قصر سے ادا فرمائی اور رات بھر اور دوسرے دن ظہر تک وہین رہے تمام امہات المومنین اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اس سفر مین ہمراہ تھین شب کو آپنے تمام ازواج کے یہان تھوڑی دیر قیام فرمایا اور دوسرے دن ظہر کی نماز وہان پڑھکر آپنے احرام کے لیے غسل فرمایا اور خطمی واشنان بھی صفائی کی غرض سے پانی مین ملا دیا تھا غسل کے بعد عائشہ صدیقہ نے ایک مرکب خوشبو جسمین مشک بھی آپکے سر اور بدن پر لگا دی اور اسقدر لگائی کہ مشک کا اثر آپکی ڈاڑھی اور سر پر دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا بعد اسکے آپنے چادر اور تہ بند احرام کی پہن لی اور دو رکعت نماز احرام پڑھین[۱] اور بدنہ کی گردن مین دو جوتیان لٹکا دین اور اسکی داہنی جانب اشعار کیا بعد اسکے احرام باندھ لیا صحیح یہ ہے کہ آپ نے قران کا احرام باندھا تھا بعد اسکے تلبیہ کہی اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے پھر جب وہ اُٹھی تو آپ نے دوبارہ تلبیہ کہی اور بعد اسکے جب ایک اونچے مقام پر چڑھنے کا اتفاق ہوا تو آپ نے پھر تلبیہ کہی اور کبھی آپ فرماتے تھے لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ کبھی صرف اسقدر کہتے کہ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ

---

[۱] صاحب سفر السعادۃ نے تو نماز احرام کے منقول ہونے سے انکار کیا ہے لیکن شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مین اسکا مسنون ہونا ثابت کیا ہے ۱۲

تلبیہ مین آپنے یہ عبارت پڑھی لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ تلبیہ آپ نے بلند آواز سے کہی اور تمام صحابہ کو آپ نے یہی حکم دیا۔ صحابہ تلبیہ کی عبارت مین کچھ تغیر و تبدل کر دیتے تھے مگر آپنے کسی کو منع نہین فرمایا۔ احرام کی حالت مین آپ نے اپنے سر کے بالون کو خطمی لگا کر چپکا لیا تھا تاکہ ٹوٹنے سے اور جوئین وغیرہ سے حفاظت رہے جب آپ مقام روحا مین پہونچے ایک زخمی گورخر کو دیکھا صحابہ سے آپ نے منع کر دیا کہ اسکو نہ چھیڑنا اتنے مین اُسکا شکار کرنیوالا آگیا اور اُسنے کہا کہ یا رسول اللہ یہ شکار مین نے آپکو دیدیا آپ جو چاہین کرین حضرت نے ابوبکر صدیق رضؓ سے فرمایا کہ اسکو لاکر صحابہ مین تقسیم کر دو پھر مقام اثایہ مین ایک ہرن کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے سو رہا تھا اور وہ زخمی تھا آپ نے ایک شخص کو متعین کر دیا تاکہ کوئی محرم اسکو چھیڑنے نہ پاوے پھر جب آپ مقام عرج مین پہونچے تو حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے ایک غلام کو مارا اُس نے ایک اونٹ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اسباب تھا کھو دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حال کو دیکھکر مسکرائے اور فرمایا کہ اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ اس محرم کو دیکھو کہ کیسا کر رہا ہے اسکے سوا آپ نے کچھ نہین فرمایا کہ تمہارا حج فاسد ہو گیا تمکو فدیہ دینا پڑے گا جب مقام ابوار مین پہونچے تو صعب بن جثامہ نے ایک گورخر ہدیتہ پیش کیا آپنے نہین لیا اور فرمایا کہ ہم محرم ہین۔ جب آپ وادی عسفان مین پہونچے فرمایا کہ مین موسیٰ کو دیکھ رہا ہون کہ وہ جا رہے ہین اور انگلیان اپنے کان مین دیے ہوے بہت بلند آواز سے تلبیہ کہہ رہے ہین اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہود اور صالح بھی اس وادی مین گذرا کرتے تھے۔ جب آپ مقام سرف مین پہونچے تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عذر زنانہ پیش آگیا وہ رو رہی تھین آپنے فرمایا تم کیون روتی ہو یہ تو ایک تقدیری بات ہے اسمین تمہارا کیا اختیار ہے کوئی حرج نہین

اے اللہ مین تیرے دروازہ پر حاضر ہون۔ تیرا کوئی شریک نہین سب تعریف اور نعمت تیری ہی ہے اور ملک تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہین ۱۲

اسواطواف کے تم تمام اعمال حج کے ادا کرو عائشہ صدیقہ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا
لہٰذا آپ نے فرمایا کہ تم عمرہ چھوڑ دو اور غسل کرکے حج کا احرام باندھ لو چنانچہ اُنھون نے
ایسا ہی کیا بعد اسکے جب وہ پاک ہوئین اور وقوف کر چکی تھین تو طواف اور سعی کی آپنے
فرمایا کہ اب تم حج سے باہر ہو گئین بعد اسکے عمرہ کی قضا کے لیے آپ نے اُن کے بھائی
عبدالرحمن سے فرمایا کہ تم اُن کو تنعیم تک لیجاؤ اور وہان سے عمرہ کا احرام بندھوا کر لاؤ
چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُنھون نے عمرہ کی قضا کر لی۔

اسی مقام سرف مین آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ جسکے ہمراہ ہدی نہو وہ چاہے تو اپنے
احرام کو عمرہ سے بدل دے ہان جسکے پاس ہدی ہو وہ ایسا نہین کرسکتا پھر جب آپ مکہ پہونچے
تو یہ حکم قطعی طور پر دیدیا اور فرمایا کہ اگر مین ہدی نہ لایا ہوتا تو مین بھی ایسا ہی کرتا۔

جب مکہ مکرمہ قریب آگیا تو آپ نے مقام ذی طوی مین نزول فرمایا اور یکشنبہ کے دن
ذیحجہ کی پانچوین تاریخ صبح کی نماز پڑھکر آپ نے غسل فرمایا اور طلوع آفتاب کے کچھ دیر بعد
حجون کے راستہ سے مکہ مکرمہ مین داخل ہوئے جب آپ باب السلام مین پہونچے اور کعبہ شریف
پر آپ کی نظر مبارک پڑی تو آپنے یہ دعا پڑھنی شروع کی۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا
تَشْرِيْفًا وَتَعْظِيْمًا وَتَكْرِيْمًا وَمُهَابَةً بعد اس کے آپ سیدھے کعبہ کیطرف روانہ
ہوئے تحیۃ المسجد نہین پڑھی حجر اسود کے مقابل ہوکر استلام کیا اور طواف مین مشغول ہوگئے
کعبہ کو اپنے بائین ہاتھ کی طرف چھوڑا اور اپنے دائین ہاتھ کیطرف چھوڑا اور اپنے دائین ہاتھ
کی طرف سے طواف شروع کیا طواف کے اندر کسی خاص مقام مین کوئی مخصوص دعا آپ سے منقول
نہین مگر ہان رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان مین آپنے یہ دعا پڑھی رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا
حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

---

۱ اے اللہ اپنے اس گھر کی بزرگی اور عظمت اور کرامت اور رعب زیادہ فرما ۱۲ ۲ ترجمہ اے
ہمارے پروردگار ہمین دنیا مین بھی بھلائی عنایت کر اور آخرت مین بھی بھلائی عنایت کر اور ہمین دوزخ کے
عذاب سے بچا اے اللہ مین تجھ سے دنیا و آخرت مین بخشش و عافیت طلب کرتا ہون ۱۲

طواف مین آپ نے سات شوط کیے پہلے تین شوطون مین رمل فرمایا اور اخیر کی شوطون مین
رمل نہین کیا اس طواف مین آپ نے اپنی چادر بصورت اضطباع اوڑھی تھی ہر شوط مین جب
حجر اسود کی محاذات پر پہونچتے تو ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ مین تھی حجر اسود کی طرف
اشارہ کرکے اسکا بوسہ دیتے اور رکن یمانی کی محاذات پر جب پہونچتے تو اسکی طرف اشارہ
کرتے مگر اسکو بوسہ نہ دیتے حجر اسود کے مقابل جب پہونچتے تو اللہ اکبر کہتے جب طواف
سے فارغ ہوسے تو مقام ابراہیم مین آئے اور یہ آیت پڑھی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ
إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى[1] اور وہان دو رکعت نماز طواف پڑھی پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ اور
قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھی نماز طواف سے
فارغ ہوکر پھر حجر اسود کیطرف تشریف لائے اور اسکا استلام کیا بعد اسکے بیچ کے دروازہ
سے کوہ صفا کیطرف تشریف لے گئے صفا کے قریب پہونچکر یہ آیت پڑھی إِنَّ الصَّفَا
وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ[2] اور فرمایا کہ جسکو اللہ نے پہلے ذکر فرمایا ہے اسی سے ہم طواف
کی ابتدا کرین گے پھر آپ صفا پر چڑھ گئے اور کعبہ مکہ مکرمہ کے مقابل کھڑے ہوکر یہ
دعا پڑھی لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ
الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ
وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ
وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا كَرْبًا إِلَّا كَشَفْتَهُ وَلَا حَاجَةً إِلَّا قَضَيْتَهَا[3]

---

[1] ترجمہ اور مقام ابراہیم مین نماز کی جگہ بناؤ ۱۲ [2] ترجمہ بیشک صفا اور مروہ خدا کی نشانیون مین سے ہین ۱۲ [3] ترجمہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہین اسکا کوئی شریک نہین اسی کی ہے بادشاہت اور اسی کے لیے ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ کے سوا کوئی خدا نہین وہ اکیلا ہی ہے اسنے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور کافرون کی جماعتون کو اسنے تنہا بھگا دیا اے اللہ ہم تجھ سے تیری رحمت کے اسباب اور تیری مغفرت کے سامان اور ہر نیکی مین سے حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی کی درخواست کرتے ہین تو ہمارے ہر گناہ کو بخشدے اور ہر غم کو دور کردے اور ہر تکلیف کو دفع فرما اور ہر حاجت کو روا کر ۱۲

پھر صفا سے اُتر کر مروہ پر آئے اثنائے سعی مین چونکہ لوگون کا ہجوم زیادہ ہو گیا تھا اسلیے اونٹنی پر سوار ہو کر آپ نے سعی کو پورا کیا ابتدا سعی کی آپ نے صفا سے کی اور اختتام اُس کا مروہ پر جب چڑھے تو وہی دعا جو آپ نے صفا پر پڑھی تھی مروہ پر بھی پڑھی اور درمیان مین آپ یہ دعا پڑھتے تھے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ سعی سے فارغ ہو کر آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ جس کے ہمراہ ہدی نہ ہو وہ احرام سے باہر ہو جائے چنانچہ سب احرام سے باہر ہو گئے اور آپ کی تعمیل حکم سے بہتون نے سر منڈوا سے اور بعض نے بال کترواڈا لے سر منڈوانے والون کے لیے آپ نے تین بار فرمایا اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ کتروانے والون نے استدعا کی کہ حضور ہمکو کیون محروم رکھتے ہین اُسوقت آپ نے اُن کے لیے بھی سراقہ بن مالک نے پوچھا کہ حضور یہ بات صرف ہمارے لیے خاص ہے یا تمام اُمت کے لیے آپنے فرمایا ہمیشہ کے لیے اور تمام لوگون کے لیے۔

ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم احرام سے باہر نہین ہوئے کیونکہ اُن لوگون کے ہمراہ ہدی تھی ازواج طاہرات اور بی بی فاطمہ زہرا احرام سے باہر ہو گئی تھین کیونکہ ان کے ہمراہ ہدی نہ تھی۔

چار دن کے بعد یعنی ذی حجہ کی آٹھوین تاریخ کو آپنے منیٰ جانیکا قصد کیا جو جو صحابہ احرام سے باہر ہو گئے تھے اُنھون نے اس دن حج کا احرام باندھا ظہر اور عصر کی نماز آپنے منیٰ مین پڑھی اور رات کو وہین رہے دوسرے دن نوین تاریخ کو جب آفتاب نکل آیا آپ عرفات کیطرف متوجہ ہوئے کوئی صحابی تکبیر کہتے تھے کوئی تلبیہ آپ نے کسی پر انکار نہین فرمایا۔

جب آپ مقام نمرہ مین پہونچے تو وہان نزول فرمایا وہان آپ کے حکم سے اُونی خیمہ آپکے لیے پہلے سے نصب کر دیا تھا زوال آفتاب کے بعد آپ نے اونٹنی پر سوار ہو کر نہایت بلیغ

۵۲ ترجمہ اے میرے پروردگار بخشدے اور رحم کر بیشک تو بہت عزت والا بزرگ ہے ۱۲

۵۳ ترجمہ اے اللہ سر منڈوانے والون پر رحم فرما ۱۲ ۵۴ یعنی ایام حج مین عمرہ کرنا ۱۲

اور موثر خطبہ پڑھا تمام اسلام کے اصول اسمین تعلیم فرمائے اور تمام کفر و شرک کی باتون
کی جڑ کاٹ دی رسوم کو بالکل مٹا دیا اور جو باتین تمام مذاہب مین ممنوع ہین اُن کا ذکر فرمایا
جاہلیت کے زمانہ کے خونون اور سودون کو معاف کر دیا اور مردون کو عورتون سے خوش خلقی اور
ملاطفت کرنے کی تاکید فرمائی اور زوجین کے باہمی حقوق یاد دلاے اور لوگون کو کتاب خدا
پر عمل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جو کوئی کتاب خدا پر عمل کریگا وہ گمراہ نہوگا پھر صحابہ سے پوچھا
کہ تم لوگ میرے حق مین کیا کہتے ہو سب نے یکزبان ہوکر عرض کیا کہ ہم گواہ ہین کہ آپ نے
خدا کے احکام پہونچا دے اور امت کی خیر خواہی جیسی کرچاہیے کی اور تمام حقوقِ رسالت کو
آپ نے ادا فرمایا یہ سنکر آپ نے انگشتِ شہادت آسمان کیطرف اُٹھائی اور اُسکو گھمایا اور فرمایا
کہ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ پھر فرمایا کہ جو لوگ اس مجمع مین وہ
غائبین کو یہ تمام احکام پہونچا دین۔ اِسکے بعد آپ نے ظہر کی نماز پڑھی ظہر اور عصر دونون کی
نمازیں یہان ایک ساتھ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ سوار ہو گئے اور عرفات آگئے وہان دامن کوہ
کے پاس قبلہ رو کھڑے ہوکر سواری پر آپ نے وقوف فرمایا اور نہایت الحاح وزاری کے ساتھ
بہت دردناک الفاظ مین آپ نے حق تعالیٰ سے دعا مانگنا شروع کی جب دعا مانگ چکے تو فرمایا
کہ عرفات مین کھڑا ہونا کچھ خاص اسی مقام پر ضروری نہین بلکہ تمام جنگل عرفات کا موقف ہی
جہان چاہو کھڑے ہو عرفات ہی مین یہ آیت نازل ہوئی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ ترجمہ (اے مسلمانون) آج مین نے تمھارا دین
تمھارے لیے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تمپر پوری کر دی اور تمھارے لیے دین اسلام کو پسند کیا
یہ آیت اگرچہ تمام اہل اسلام کے لیے نہایت مسرت اور فرحت کا باعث ہی لیکن صحابہ مین جو لوگ

---

۵۱ یعنی اسلام سے پہلے جو کسی نے کسی کو قتل کر دیا تھا اسکی بابت آپ نے کہدیا کہ اب
اس سے قصاص نہ لیا جاے گا اور جو روپیہ کسی نے کسی کو سودی قرض دیا تھا اور اُس کا
سود اُسپر باقی تھا وہ بھی معاف کر دیا ۱۲ ۵۲ ترجمہ اے اللہ تو گواہ رہنا۔ اے اللہ تو
گواہ رہنا۔ اے اللہ تو گواہ رہنا ۱۲

تیز نظر اور دقیقہ رس تھے وہ اس آیت کو سنتے ہی نہایت دل شکستہ اور محزون ہو گئے۔ سمجھ گئے
کہ اب زمانۂ فراق قریب ہے کیونکہ آپکا دنیا مین آنا اور رہنا محض تعلیم دین اور یقین کے لیے تھا
جب وہ کام پورا ہو گیا تو آپ کا قیام دنیا مین کسلیے ہوگا پھر اسکے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا کہ
اپنے دین کے مسائل مجھ سے یاد کر لو آیندہ سال شاید مجھے نپاؤ یا نہ پاؤ۔ اُسیدن عرفات مین
ایک صحابی اونٹ کے اوپر سے گر پڑے اور اُنکی وفات ہو گئی آپنے فرمایا کہ اُن کو غسل دے کر
احرام کے لباس مین دفن کردو اور خوشبو نہ لگاؤ اور سر اور چہرہ کھلا بند کرو اور فرمایا کہ قیامت کے
دن وہ لبیک کہتے ہوتے ہوئے میدان مین آئینگے۔

جب آفتاب غروب ہو گیا تو آپنے اُسامہ بن زید کو اپنے ہمراہ سوار کر لیا اور مزدلفہ کیطرف
چلے اُسوقت لوگون کا ہجوم تو تھا ہی سبھون نے تیز روی کرنی چاہی ایک کے اوپر ایک
گرنے لگا تو آپ نے اُنکو منع فرمایا کہ جلدی کرنے مین کوئی فائدہ اور کچھ ثواب نہین غرض
نہایت سکون و وقار کے ساتھ وہان سے آپ روانہ ہوئے جب راہ کشادہ اور میدان وسیع
ملجاتا تو اونٹنی کو کچھ تیز بھی کر دیتے تھے جس راستہ سے عرفات مین آئے تھے اُس راستہ
سے نہین لوٹے بلکہ دوسرے راستہ سے یہی عادت آپکی عیدگاہ جانے مین بھی تھی کہ جس راستے
سے تشریف لیجاتے اُس راستے سے لوٹتے نہ تھے اثنائے راہ مین ایک مقام پر اُتر کر
خفیف وضو فرمایا اُسامہ نے پوچھا کہ کیا مغرب کی نماز پڑھیے گا آپ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز
آگے چلکر مزدلفہ مین پڑھینگے پھر مزدلفہ پہونچکر آپ نے پورا وضو کیا اور اذان پڑھی گئی
اور اسباب وغیرہ اُتارنے سے پہلے آپ نے مغرب کی نماز ادا کی بعد اُسکے اسباب وغیرہ
لوگون نے اونٹون سے اُتارا اور عشا کی نماز پڑھی مغرب اور عشا کے فرض کے درمیان مین اور
کوئی نفل نماز آپ نے نہین پڑھی پھر رات بھر آپ مزدلفہ مین رہے اور شب بیداری
نہین کی عورتون اور بچون کو صبح ہونے سے پہلے آپ نے رخصت کر دیا کہ منے چلے جائین عبد اللہ
ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اُنکے ہمراہ کر دیا اور یہ فرمایا کہ آفتاب نکلنے سے پہلے رمی نہ کرین۔

پھر فجر کا وقت آتے ہی بہت اول وقت آپ نے فجر کی نماز پڑھلی اور سوار ہوکر مشعر حرام
مین آئے اور وہان وقوف فرمایا اور قبلہ رو ہوکر اُمت کے لیے نہایت تضرع و زاری کے ساتھ
دُعا مانگتے رہے یہانتک کہ جب طلوع آفتاب کا وقت قریب آگیا تو آپ منیٰ کی طرف روانہ
ہوئے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ سوار کیا اور آپ نے فضل بن عباس کو یہ
حکم دیا کہ وہ راستہ سے کنکریان رمی کے لیے چُن لین اُنھون نے سات کنکریان چُن کر حضور
کے ہاتھ مین دین آپ نے اپنے کفِ مبارک مین اُن کو لیکر غبار وغیرہ سے صاف کیا اور فرماتے
رہے کہ اسی قسم کی کنکریون سے رمی کرنی چاہیے اور اے لوگو دین مین زیادتی نہ کرو اگلے لوگ
اسی سے برباد ہوئے۔ اسی راہ مین ایک عورت ملی اور اُسنے آپ سے پوچھا کہ میرا باپ بہت
بوڑھا ہے اونٹ پر نہین بیٹھ سکتا کیا مین اُسکی طرف سے حج کر سکتی ہون۔ آپ نے فرمایا ہان
فضل بن عباس اس عورت کی طرف دیکھنے لگے تو آپ نے اُنکی آنکھین بند کردین اور اُن کی
گردن پھیر دی۔ پھر ایک بوڑھیا ملی اور اُسنے کہا کہ میری ماں بہت کمزور ہے اور بہت بوڑھی
ہے کیا مین اُسکی طرف سے حج کر سکتی ہون آپ نے فرمایا ہان۔ پھر جب آپ وادی محسّر مین پہونچے
تو وہان سے اُونٹنی کو بہت تیز دوڑایا اور بہت عجلت کے ساتھ وہان سے نکل آئے اور فرمایا
کہ یہان دشمنانِ خدا پر عذاب ہوا تھا اس مقام پر اصحاب فیل پر عذاب ہوا تھا جو کعبہ مکرمہ کے
گرانے کے لیے آئے تھے

پھر جب آپ جمرۃ العقبہ کے محاذی پہونچ گئے تو کھڑے ہوگئے کعبہ مکرمہ اُسوقت آپ کے
بائین ہاتھ کیطرف تھا اور منیٰ داہنے ہاتھ کی طرف اور سواری پر سے آپ نے سات کنکریان
ایک ایک کرکے جمرۃ العقبہ پر مارین رمی کرتے وقت بلال اور اسامہ بن زید حاضر رکاب تھے
ایک تو اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور دوسرے آپ کے اوپر سایہ کیے ہوئے تھے
رمی کے بعد آپ نے تلبیہ موقوف کر دیا اور اُسکے بعد اپنی فرودگاہ مین جو مسجد خیف کے قریب
تھی تشریف لے گئے اور وہان ایک نہایت بلیغ اور فصاحت سے پُر اور دلگیر خطبہ پڑھا جسمین

آواز سے پڑھا کہ تمام حاضرین نے بخوبی اُسکو سنا اسیات کو بھی علماء نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات مین شمار کیا ہے کیونکہ قوت بشری سے یہ بات باہر ہے کہ اتنے کثیر مجمع کے لیے ایک شخص کی آواز کفایت کرجائے اس خطبہ مین آپ نے لوگون کو ماہ حرام کی فضیلت اور ذیحجہ کی دسوین تاریخ کی بزرگی سنائی اور ان مہینون مین جدال وقتال کی ممانعت کی اور فرمایا کہ حج کے مناسک سیکھ لو شاید اب مین دوبارہ حج نہ کرونگا اور یہ بھی حکم دیا کہ میرے بعد جو تمھارا سردار ہو اسکی اطاعت کرنا بشرطیکہ وہ کتاب اللہ پر عمل کرے اور فرمایا کہ میرے بعد کافر نہ بنجانا اور باہم خون ریزی نہ کرنا فساد نہ کرنا بعد اس کے لوگون سے آپ نے رخصتی کے کلمات فرمائے اور اپنے فراق کی تلخ تر خبر باشارات واضحہ سب کو سنائی اور حکم دیا کہ جو احکام تم لوگون نے مجھ سے سنے ہین وہ اُن لوگون کو پہونچا دینا جنھون نے نہین سُنے۔

خطبہ پڑھکر آپ قربانی کے مقام پر آئے اور وہان تریسٹھ[۶۳] اونٹ آپ نے اپنے ہاتھ سے قربانی کیے اس خاص عدد کے اختیار کرنے مین بھی اپنی عمر کے ختم ہونے کی طرف اشارہ فرمایا آپ نے تریسٹھ برس کی عمر مین وفات پائی تو گویا عمر کے ہر سال کے عوض مین ایک اونٹ قربانی فرمایا پھر حضرت علی مرتضٰے کو حکم دیا سینتیس اونٹ تم قربانی کردو تاکہ سو پورے ہوجائین۔ اونٹون کی یہ کیفیت تھی کہ پانچ پانچ چھہ چھہ اونٹ قربانی کے لیے آپ کے قریب لائے جاتے تھے ایک اونٹ دوسرے اونٹ پر گرا پڑتا تھا اور ہر اونٹ یہی چاہتا تھا کہ پہلے مین مشرف کیا جاؤن۔ پھر آپ نے حضرت علی مرتضٰے کو حکم دیا کہ اونٹون کی کھالین اور اُن کی جھولین مسکینون کو تقسیم کردین اور گوشت بنانے والون کی اُجرت آپ نے علٰحدہ سے دلوائی جب قربانی سے آپ فارغ ہوگئے تو لوگون سے یہ بھی فرمایا کہ یہ نہ خیال کرنا کہ جس جگہ مین نے قربانی کی ہے قربان کے سوا اور کہین قربانی جائز نہین بلکہ تمام منٰی مین جہان قربانی کرو درست ہے۔

پھر آپ نے سر منڈوانے کے واسطے طلب کیا حضرت معمر بن عبد اللہ آے اور استرہ لیکر کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اے معمر دیکھو اسوقت رسول اللہ نے تمھین اپنے سر پر قبضہ دیا ہے اور تمھارے ہاتھ مین اُسترہ ہی مقصود یہ تھا کہ اس نعمت کی قدردانی کرو اور خدا کا شکر بجالاؤ اُنھون نے عرض کیا کہ ہان یہ اللہ کا فضل واحسان ہے آپ نے فرمایا بیشک۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ پہلے داہنی جانب کے بال مونڈو۔ داہنی جانب کے بال تو آپ نے حضرت ابوطلحہ کو دیدیے اور بائین جانب کے بالون کی نسبت فرمایا کہ لوگون کو تقسیم کردو تمام لوگون کو ایک ایک بال یا دو دو بال پہونچے۔

بالون کی تقسیم مین بھی اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ اب جدائی کا زمانہ قریب ہی اور وہ وقت اب کچھ دنون کے بعد آنے والا ہے کہ جو آنکھین ہمیشہ اُس جمال بے مثال سے منور رہتی تھین اب اپنے محبوب کے دیدار کو ترس جائین اور لوگ اس بات کی تمنا کرنے لگین کہ کاش حضرت کی کوئی نشانی ہوتی اُسی کو دیکھ کے ہم اپنے دل کو سمجھاتے۔ اسی وجہ سے حضرت نے اپنے موے مبارک لوگون کو تقسیم فرمائے تاکہ آیندہ اُن عاشقان بیدل کی تسکین و طمانینت کا سبب اور رحمت و برکت کا باعث ہو بعد اسکے آپ نے ناخونون کو بھی ترشوایا اور اُن کو بھی لوگون مین تقسیم فرمایا۔

اب بھی بعض صاحب نصیب لوگون کے پاس آپ کے موے مبارک موجود ہین اور اُنمین سے بعض بعض کی نسبت تو یقین ہوسکتا ہے کہ وہ بیشک وہی موے اقدس ہین جو کسیوقت حضرت کے جسم انور سے تعلق رکھتے تھے اس امر کا یقین حاصل کرنے کے لیے دو باتون کی ضرورت ہی۔ **اوّل** یہ کہ سند ان بالون کی بواسطہ ثقات کسی صحابی تک پہونچی ہوئی ہو اور اسکے راویون مین تمام وہ شرطین موجود ہون جو ایک صحیح حدیث کے راویون مین ہونی چاہیین۔ **دوسرے** یہ کوئی صاحب دل اپنے وجدان سے ان بالون کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرین گے مگر یہ دوسرا طریقہ صرف انھین لوگون کے لیے ہے جو اس

مشرب عالی سے بہرہ ور ہون۔

جو موے مبارک کسی خاندان مین زمانۂ قدیم سے وراثۃً چلے آتے ہون اور کوئی لکھی ہوئی سند اُن کے ساتھ نہ ہو ان کی نسبت اگرچہ یقین نہین ہو سکتا لیکن اِس خیال سے کہ شاید وہ ایسے ہی ہون جیسے کہ بیان کیے جاتے ہین ان کی تعظیم و محبّت مین کمی نہ کرنی چاہیے۔

واقعی مسلمان بڑے خوش قسمت ہین جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ ہر طرح کی خیریت کے سامان اللہ جل شانہ نے اُن کے لیے مُہیّا کر دیے ہین اُنکے پاس اُن کے نبی کی وہ نشانیان موجود ہین جو آج کسی اُمت کو نصیب نہین۔ سب سے بڑی نشانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو آپ کا ایک زندہ معجزہ ہے ہمارے پاس قرآن مجید ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اسوقت تک باوجودیکہ تیرہ سو [۱۳۰۰] برس سے زائد ہوگئے اسی طرح بے کم و کاست بے تغیر و تبدل چلا آرہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقیام قیامت ہمارے پاس رہے گا دوسری نشانی آپ کی ہمارے پاس آپ کے احادیث ہین احادیث کی حفاظت اور بہم رسانی مین بھی جو اہتمام ہمارے اگلون نے کیا اس کا دسوان حصہ بھی کسی اُمت کو نصیب نہین ہوا۔ اس کے بعد اور نشانیان بھی ہمارے پاس ہین جو خاص آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مجمع صفات سے تعلّق رکھتی ہین مثل موے مبارک اور نقش نعلین اور نقش قدم شریف کے۔

وہ مسلمان کیسے خوش نصیب ہین جن کے بابرکت گھر ان موے مبارک سے آباد ہین وہ آنکھین کس درجہ تعظیم کے قابل ہین جنھون نے اُس مقدس بالون کی زیارت کی ہے۔

اگلے زمانہ مین دستور تھا کہ ان موے مبارک کے ذریعہ سے اکثر بیمارون کی دوا کی جاتی تھی اور اُن کو شفا ہوتی تھی وہ لوگ ان موے مبارک کو اپنی جان سے زیادہ

عزیز رکھتے چنانچہ صحیح بخاری مین ہے کہ ابن سیرین سے روایت ہی کہ اُنھون نے حضرت عبیدہ سے (حضرت عبیدہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین مُسلمان ہو چکے تھے لیکن ملاقات کی نوبت نہین آئی) کہا کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موے مبارک ہی ہمنے اُسے حضرت انس کے پاس سے پایا ہی تو اُنھون نے (نہایت حسرت سے) کہا کہ بیشک اگر میرے پاس حضرت کا موے مبارک ہوتا تو مجھے دنیا سے اور تمام اُن چیزون سے جو دنیا مین ہین زیادہ محبوب ہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیون کا جو ذکر آیا تو ایک اور عجیب اور مقدس نشانی جو زمانہ حال مین دستیاب ہوئی ہے اُسکا ذکر کیے بغیر جی نہین مانتا سُلطان عبدالمجید خان خلیفہ ترکی کے عہد مین بعض عیسائی سیاحون کو کسی سرزمین مین دو خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستیاب ہوئے ہرن کی جھلی پر لکھے ہوئے عبارت اُن خطون کی صحیح بخاری کے روایت کردہ خط سے بالکل مطابق ہے اُن سیاحون نے اُن خطوط مقدسہ کو خلیفہ کے یہان نذر کیا اور خلیفہ نے اُن کو تبرکات کے خزانہ مین رکھ لیا اور ایک بیش بہا صلہ اُن سیاحون کو عنایت کیا اُن خطوط مقدسہ کے فوٹو اکثر بلاد اسلامیہ مین باجازت سلطانی بھیجے گئے منجملہ اُن کے میرے بعض احباب کے پاس بھی اُن کے فوٹو آئے اور خدا کا شکر ہے کہ مین اُن کی زیارت سے مشرف ہوا ہون۔

الغرض بالون کی تقسیم کے بعد زوال سے پہلے آپ مکہ تشریف لائے اور طواف وداع کیا طواف کے بعد آپ نے آب زمزم کھڑے ہوکر پیا۔ یہ طواف آپ نے سوار ہوکر کیا تھا وجہ یہ تھی کہ ہجوم بہت زیادہ ہوگیا تھا اور یہ بھی مقصود تھا کہ تمام حاضرین آپ کے طواف کو دیکھین اور آپ کے جمال جہان آرا سے اپنی آنکھین روشن کرین اور بعض لوگ کہتے ہین کہ آپ کے پیر مین کچھ چوٹ آگئی تھی پھر آپ نے ظہر کی نماز

مکہ مین پڑھکر منی کی طرف مراجعت فرمائی اور رات کو وہین ٹھہرے دوسرے دن نماز ظہر سے پہلے زوال کے بعد پیادہ پا تینون جمرون کی رمی فرمائی۔ پہلے اُسکی جو مسجد خیف کے قریب ہی اور اسکی رمی کے بعد تھوڑی دور آگے بڑھکر آپ نے کھڑے ہوکر اتنی دیر تک دعا کی جتنی دیر مین کوئی سورۂ بقرہ پڑھے پھر اسکے بعد والی جمرہ کی رمی کی اور اسکی رمی کے بعد بھی داہنے ہاتھ کی طرف ہٹ کر اُتنی ہی دیر تک آپ نے دعا کی پھر جمرۃ العقبہ کی رمی کی اور اُسکی رمی کے بعد نہ آپ نے دعا کی اور نہ وہان توقف فرمایا۔

منی مین آپنے پورے دو روز قیام کیا یعنی گیارھوین اور بارھوین تاریخ کو اور ہر روز اسیطرح رمی کی اور تیرھوین تاریخ کو نماز ظہر کے بعد رمی کرکے آپ مکہ کی طرف روانہ ہوے اثناء راہ مین آپ مُحصَّب مین اُترے اور ظہر عصر مغرب عشا کی نمازین وہین پڑھین بعد اسکے آپ تھوڑی دیر سورہے بعد اسکے آپ بیدار ہوئے اور کوچ کیا اور مکہ مین آکر رات ہی کو طواف وداع کیا۔ اس طواف مین رمل نہین کیا عائشہ صدیقہ نے اپنے چھوٹے ہوے عمرے کی قضا بھی اسی شب مین کی رات ختم نہ ہوئی تھی کہ عمرے سے فراغت ہوگئی پس آپ نے کوچ کا اعلان دیدیا اور مدینۂ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے صبح کی نماز کعبۂ مکرمہ کے سامنے پڑھکر چلے تھے۔ پھر جب[۵۵] آپ مقام غدیرِ خُم[۵۶] مین پہونچے تو وہان آپ نے کچھ دیر قیام فرمایا چونکہ آپ نے اس سال اپنی اُمت کے لیے آیندہ اور موجودہ اصلاح کے تمام مدارج کردیے تھے اور جن جن مفاسد کا آگے چل کر آپ کو اندیشہ تھا اُن کا سدِباب کردیا تھا آپ کو اپنی اُمت مین دو باتون کا زیادہ اندیشہ تھا ایک تو باہمی خون ریزی کا دوسرے باہمی رنجش کا چنانچہ آپ نے اِن دو باتون کے متعلق حج کے خطبون مین بہت بلیغ اور موثر نصیحت فرمائی اور اپنے خلفا

---

[۵۵] یہ واقعہ شرح سفر السعادۃ مین نہین ہو [۵۶] غدیر خم ایک چشمہ کا نام ہے مقام جحفہ سے تین میل پر واقع ہے ۱۲ –

کی اطاعت کا بھی حکم دیا۔ آپ کو یہ بھی بذریعۂ وحی معلوم ہوا تھا کہ حضرت علی مرتضےٰ سے کچھ لوگ بغض و عداوت رکھین گے اور اُن کو نہایت مظلومانہ حالت مین شہید کرین گے۔ اور اُن کی عداوت کو اپنا جزو ایمان بنائین گے جیسا کہ احادیث مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تھا کہ تمھاری ڈاڑھی تمھارے خون سے ایک دن رنگین ہوگی یہ بھی فرمایا تھا کہ جو کچھ لوگ تم مین سے بغض و عداوت رکھین گے جسطرح یہود عیسیٰ سے بغض رکھتے ہین اور اُن کی والدہ پر بہتان لگاتے ہین چنانچہ ایسا ہی واقع بھی ہوا۔ فرقۂ خوارج نے جو کچھ کیا وہ تواریخ وسیر کی کتابون مین مذکور ہے المختصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فساد عظیم کی اصلاح کے لیے مقام غدیر خم مین ایک خطبہ پڑھا اُسمین اپنے اہل بیت سے محبت رکھنے کا لوگون کو حکم دیا بعد ازان حضرت علی مرتضیٰ کی محبت کو مثل اپنی محبت کے لازم وواجب کر دیا الفاظ اس حدیث کے یہ ہین اخذ بید علیؓ فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون انی اولیٰ بکل مومن من نفسہ قالوا بلیٰ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال ھنیئًا یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولیٰ کل مومن ومومنۃ رواہ احمد (مشکوٰۃ) ترجمہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ کیا تم لوگ نہین جانتے کہ مین مومنون کا اُن کی جان سے بھی زیادہ دوست ہون سب لوگون نے عرض کیا کہ ہان (ہم جانتے ہین) آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے کہ مین ہر مومن کا اُسکی جان سے زیادہ دوست ہون سب لوگون نے عرض کیا کہ ہان ہم جانتے ہین پھر آپ نے فرمایا کہ اے اللہ مین جس کا مولیٰ (یعنی محبوب) ہون علی بھی اُسکے مولیٰ یعنی محبوب ہین اے اللہ تو اس شخص سے محبت کر جو علی سے محبت کرے اور اُس شخص سے عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے بعد اسکے

حضرت عمر حضرت علی سے ملے اور اُن سے کہا کہ مبارک ہو اسے ابن ابی طالب تم ہمیشہ کے لیے ہر مومن و مومنہ کے مولی (یعنی محبوب) ہوگئے۔ اسیطرح اور بھی بعض اصحاب نے حضرت علی مرتضےٰ کو اس فضیلت[1] کی مُبارکباد دی۔

---

[1] حضرات شیعہ اس حدیث سے حضرت علی مرتضےٰ کی خلافت بلافصل ثابت کرتے ہین اور انکا خیال ہے کہ اس حدیث سے اُن کا دعوی بہت اچھی طرح ثابت ہوتا ہے۔ اسکا جواب ہم یہ دیتے ہین کہ بیشک یہ حدیث ہماری کتابون مین ہے مگر چونکہ اُصول عقائد مین فریقین کے یہ امر طے ہوچکا ہے کہ وہ عقائد جنپر نجات آخرت موقوف ہے خبر واحد سے ثابت نہین ہو سکتے بلکہ یا تو وہ قرآن سے ثابت ہون گے یا کسی حدیث متواتر سے۔ سو قرآن سے خلافت بلافصل کا ثابت کرنا تو اُن حضرات کے حوصلے اور ہمت سے باہر ہے اگرچہ اُن کے علما نے بہت کوشش کی اور اپنی قابلیت لوہ۔ ذہانت کے بہت کچھ جوہر دکھائے لیکن اس مسئلہ کو قرآن سے ایک خفیف سا تعلق بھی نہین دے سکتے مجبور ہوکر قدمائے شیعہ کو تحریف قرآن کا مسئلہ ایجاد کرنا پڑا صدہا روایتین ائمہ اہل بیت سے اس مضمون کی بنائی گئین کہ اس قرآن مین بہت کچھ تحریف ہوگئی ہے مسئلہ امامت و خلافت بلافصل قرآن مین مذکور تھا مگر دشمنان اہل بیت نے نکال ڈالا قرآن کی تحریف کا مسئلہ اور اسکے متعلق ائمہ اہلبیت کی روایتین اصول کافی اور احتجاج طبرسی اور تفسیر علی بن ابراہیم قمی وغیرہ مین بکثرت موجود مین جن مین سے کچھ مشتے نمونہ از خروارے مین نے انتصار الاسلام و استقصاء الافحام مین نقل کی ہین۔

المختصر جب قرآن سے اس مسئلہ کو کوئی تعلق نہ ہوسکا تو انہین تحریف کے قائل ہوئے جب تحریف کی شناعت پر اُن کو اطلاع ہوئی تو متاخرین نے تحریف معنوی سے کام لیا مگر باطل کو حق بنانا اور حق کو باطل بنانا کس کے امکان مین ہے اس تحریف معنوی سے بھی کچھ سود نہ ہوا بالآخر حدیثون کی طرف جھکے لیکن خدا کی قدرت کوئی حدیث بھی اُن کو اپنے مدعا کے موافق کتب اہل سنت مین نہ ملی۔

حضرت علی کے فضائل کا خطبہ پڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کے وہان سے روانہ ہو گئے جب مدینہ قریب آگیا تو آپ نے تین بار تکبیر کہی اور فرمایا لا الہ الا ہو وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد احمدہ وہو علی کل

(بقیہ صفحہ ۲۵) اب یہی حدیث غدیر خم ہے اسکی مختصر حالت مین بیان کرتا ہون اسی پر تمام اُن احادیث کو قیاس کرنا چاہیے جو شیعی اصحاب اہل سنت کی کتابون سے خلافت بلافصل مرتضوی کے ثبوت مین پیش کرتے ہین۔

اوّل تو اس حدیث کی صحت مین بڑا اختلاف ہے بڑے بڑے اکابر محدثین نے جن پر فن حدیث کا دار و مدار ہے اس حدیث کی تضعیف کی ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہ منہاج السنۃ مین فرماتے ہین اما قولہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلیس فی الصحاح ولکن ہو مما رواہ العلماء وتنازع الناس فی صحتہ فنقل عن البخاری وابراھیم الحربی وطائفۃ من اھل العلم بالحدیث انھم طعنوا فیہ وضعفوہ قال ابو محمد ابن حزم واما من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلا یصح من طریق الثقات ترجمہ لیکن اس کا قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو یہ صحیح حدیثون مین نہین ہو بلکہ یہ اُس قبیلہ سے ہے کہ اسکو علما نے روایت کیا ہو اور لوگون نے اسکی صحت مین اختلاف کیا ہو بخاری سے اور ابراہیم حربی سے اور علماے حدیث کے ایک گروہ سے منقول ہے کہ اُنھون نے اسمین جرح کی ہے اور اسکو ضعیف کہا ہو۔ ابو محمد بن حزم کہتے ہین کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ معتبر راویون کے ذریعہ سے ثابت نہین ہے صحاح ستہ مین سے صرف ترمذی ابن ماجہ مین یہ حدیث ہے بخاری مسلم مین کہین اسکا پتہ نہین تو ترمذی نے بھی اسکا صحیح نہ ہونا ظاہر کر دیا ہو انھون نے لکھدیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے الغرض جب اس حدیث کی صحت مین اتنا بڑا اختلاف ہے اور امام بخاری جیسے محدث اسکے ضعیف کہنے والے ہین تو اس سے اعتقادیات کا وہ مسئلہ جسپر نجات موقوف ہے کسی طرح ثابت نہین ہوسکتا ہان فضائل مین اس قسم کی حدیث لیجاتی ہے چنانچہ علماے اہل سنت نے (بقیہ صفحہ آیندہ)

شئ قدیر ائبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق الله وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده بعد اسکے آپ نہایت خیر و خوبی کے ساتھ مدینہ منورہ مین داخل ہوئے اور اس شہر مقدس کو اپنے جمال جہان آرا سے

ہ جہان کہین اس حدیث کو ذکر کیا ہے حضرت علی مرتضےٰ کے فضائل مین ذکر کیا ہو اصول حدیث مین یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ فضائل مین ضعیف حدیث بھی قبول کرلیجاتی ہے اور جس طرح احکام کے استخراج مین حدیث کی جانچ کیجاتی ہے فضائل مین اسکا کچھ لحاظ نہین ہوتا۔

دوسرے اگر ہم اس حدیث کے صحت وضعف سے آنکھ بند کرلین اور اُس قاعدہ مسلمہ کی اخبار آحاد گو وہ صحیح بھی ہون عقائد مین مقبول نہین ہوتے) کی بھی پروا نہ کرین تب بھی اس حدیث سے حضرات شیعہ کا مطلب ثابت ہونا ایک امر محال ہے اس اخیر زمانہ مین مولوی حامد حسین صاحب نے (جو بزعم حضرات شیعہ علماے سابقین سے بھی سبقت لیگئے تھے) اس حدیث سے خلافت بلا فصل ثابت کرنے کی بہت کوشش کی ہے اور چار ضخیم جلدون مین اس حدیث کی بحث لکھی ہے اُن کے اور نیز تمام علماے شیعہ کے استدلال کا دار و مدار لفظ مولی پر ہے وہ کہتے ہین کہ یہان مولی سے محبوب مراد نہین بلکہ حاکم مراد ہو اُنکے نزدیک مطلب اس حدیث کا یہ ہوا کہ جس کا مین حاکم ہون علی بھی اُسکے حاکم ہین مگر افسوس ہے کہ علماے شیعہ اسکی کچھ وجہ نہین بیان کرتے کہ جب مولی بمعنی محبوب اور ناصر کے لغت مین وارد ہوچکا ہے تو وہ معنی کیون نہ مراد لیے جائین اور دوسرے معنی کیون مراد لیے جائین کوئی وجہ ترجیح اُن کو بیان کرنی لازم تھی خیر اس سے بھی درگذر کیجیے مولی کے معنی حاکم کے کسی لغت مین وارد نہین ہوئے اگر کسی لغت مین مولی بمعنی حاکم لکھا ہو تو گو حضرات شیعہ وجہ ترجیح نہ بیان کرسکین تب بھی ہم تسلیم کرلین گے کہ اس حدیث مین خواہ مخواہ یہی معنی مراد ہین۔ مگر افسوس ہے کہ حضرات شیعہ قیامت تک اس بات کو ثابت نہین کرسکتے کہ لغت عرب مین مولے بمعنی حاکم مستعمل ہوا ہے۔ مولوی حامد حسین صاحب و نیز علماے متقدمین شیعہ نے (بقیہ در صفحہ آیندہ)

پھر منورہ فرمایا۔ محرم سے ہجرت کا گیارھواں سال شروع ہوا اور سفر کی اٹھائیسوین
تاریخ کو درد سر اور بخار مین آپ مبتلا ہوگئے اور یکشنبہ کے دن مرض مین بہت شدت ہوگئی

اس بات کی بہت کوشش کی کہ کسی طرح مولی کو حاکم کے معنی مین ثابت کردین چنانچہ اُنھون نے
یہ دعوی کیا کہ مولی بمعنی اولی بھی آتا ہے اور (محض بے دلیل) یہان اولی سے بالتصرف یا اولی بالحکومت
مراد ہے مگر جو عبارتین اُنھون نے اس دعوے کے ثبوت مین نقل کی ہین اُنسے صرف اسی قدر ثابت
ہوتا ہے کہ مولی بمعنی مکان اولی کے بعض علما کے نزدیک مستعمل ہوتا ہے پس اب اگر یہ معنے اس
حدیث مین مان لیے جائین اور اولی سے اولی بالتصرف مراد لیا جاسے تو معنی حدیث کے یہ ہوجائینگے
کہ مین جس کے تصرف کا محل یعنی محکوم بننے کے لیے اولی ہون علی بھی اُسکے محکوم بننے کے لیے
اولی ہین۔ دیکھیے حدیث کے معنی کیسے اُلٹے ہوگئے رسول اور علی کو بجاے حاکم کے محکوم ہونے
کے لائق بنا دیا اگر خلافت بلافصل کا یہی مطلب ہے تو حضرات شیعہ کو مبارک رہے وہ خوشی سے
اس کفر کو اپنا جزو ایمان بنائین غرضکہ نہ یہ حدیث اپنی سند کے اعتبار سے اس قابل ہے کہ کوئی مسئلہ
اعتقادیات کا اس سے ثابت کیا جاسے نہ یہ حدیث خلافت مرتضوی پر دلالت کرتی ہرچہ جائیکہ
بفصل و بلافصل۔ یہ مقام اس مبحث کے مناسب نہ تھا لیکن بات مین بات نکل ہی آتی ہے حدیث
غدیر خم کا چونکہ ذکر آگیا اس لیے ہم نے کچھ اسکے مباحث بھی بیان کر دیے اگرچہ جو کچھ ہم نے لکھا
ہے وہ بہت مختصر ہے زیادہ تفصیل اس حدیث کے متعلق اگر کوئی دیکھنا چاہے تو وہ نصیحۃ الشیعہ کی
تیسری جلد کو دیکھے جس کے مصنف مرحوم نے حق سبحانہ تعالی کی تائید سے ہمیشہ کے لیے اس مبحث
کا خاتمہ کر دیا ہے فجزاہ اللہ خیر الجزاء ۱۲

حاشیہ صفحہ (۱) عہ ترجمہ اس دعا کا یہ ہے۔ کوئی معبود سوا اللہ کے نہین وہ ایک ہے کوئی اسکا شریک نہین اسکی ہے
بادشاہت اور اسی کو لیے ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم (حج کرکے) توبہ کرتے ہوے عبادت کرتے ہوے سجدہ کرتے ہوے اپنے
پروردگار کی تعریف کرتے ہوے لوٹنے والے ہین اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور (کفار کی) جماعت کو اسی ایک نے بھگا دیا ۱۲

اور دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت بارھوین ربیع الاول کو آپ نے دُنیا سے رحلت فرمائی اور رفیق اعلیٰ جل مجدہ کے جوارعزت مین سکونت اختیار کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

اگرچہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات کے بھی اپنی امت مرحومہ کے خیال اور خیر خواہی کو نہین چھوڑا مگر جو فیوض و برکات کہ حضرت کی موجودگی مین اِس عالم پر نازل ہورہے تھے اب وہ کہان درحقیقت مسلمانون کے لیے اس سے زیادہ مصیبت اور کیا ہوسکتی ہے۔

اِصْبِرْ لِکُلِّ مُصِیْبَۃٍ وَتَجَلَّدِ
وَاعْلَمْ بِاَنَّ الْمَرْءَ غَیْرُ مُخَلَّدِ
وَاِذَا ذَکَرْتَ مُصِیْبَۃً تَسْلُوْ بِھَا
فَاذْکُرْ مُصَابَکَ بِالنَّبِیِّ مُحَمَّدِ

حجۃ الوداع کے حالات و واقعات ختم ہوگئے خدا کی عنایت سے حج و زیارت کے مسائل عمدہ بسط و تفصیل سے بیان ہوچکے اب مین اپنے التزام کے موافق چالیس حدیثین حج کے بیان مین نقل کرتا ہون اور اس کے بعد حسب دستور چالیس آثار حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقل کردن گا وبہ نستعین۔

عـــہ بعض لوگون کا قول ہے کہ صبح کے وقت آپ کی وفات ہوئی (جذب القلوب)

عـــہ (ترجمہ) ہر مصیبت پر صبر کرو اور دل کو سخت کرلو ÷ اور یقین کرلو کہ آدمی ہمیشہ زندہ نہین رہتا + اور جب تم کسی ایسی مصیبت کو یاد کرو جس سے تم بیقرار ہو جاؤ ÷ تو تم اپنی اُس مصیبت کو خیال کرو جو محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات) سے تمھین پہونچی ÷ ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

چہل حدیث حج

(۱) عن ابی ھریرۃ قال سمعت النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم یقول من حج للہ فلم یرفث و لم یفسق رجع کیوم ولدتہ اُمّہ۔ (البخاری)

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کیلیے حج کرے پھر نہ رفث کرے نہ گناہ کی بات تو وُہ (حج کرکے) اِسطرح مثل اِس دن کے لَوٹے گا جس دن اُسکو اُسکی ماں نے جنا۔

(۲) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ (متفق علیہ)

(۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور (یعنی جسمیں کوئی خلاف بات نہ کیجائے) کی جزا سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عمرۃ فی رمضان تعدل حجۃ (متفق علیہ)

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ حج کی برابری کرتا ہے۔

(۴) عن ابی ھریرۃ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) ہم سے مخاطب ہوئے اور

فقال یا ایها الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا فقال رجل اکل عام یا رسول الله فسکت حتی قالها ثلثاً فقال لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم ثم قال ذرونی ما ترکتکم فانما هلک من کان قبلکم بکثرة سؤالهم واختلافهم علی انبیائهم فاذا امرتکم بشیئ فاتوا منه ما استطعتم واذا نهیتکم عن شیئ فدعوه (رواه مسلم)

فرمایا کہ اے لوگو تمپر حج فرض کر دیا گیا لہذا تم حج کرو ایک شخص نے عرض کیا کہ کیا ہر سال یا رسول اللہ (حج فرض ہے) تو آپ چُپ ہوگئے یہانتک کہ اُسنے تین مرتبہ کہا آپ نے فرمایا اگر مین کہدیتا کہ ہان تو (ہر سال) تمپر فرض ہو جاتا اور پھر تم ہرگز نہ کر سکتے بعد اسکے آپ نے فرمایا کہ تم مجھسے پوچھ پاچھ نکرو جبتک مین تمسے کچھ نہ کہون اسلیے کہ جو لوگ تمسے پہلے تھے وہ اپنے زیادہ پوچھ پاچھ اور اپنے پیغمبرون سے اختلاف کرنیکی وجہ سے ہلاک ہوئے پس مین تمکو جس بات کا حکم دون تم اپنی طاقت کے موافق اسکو بجا لاؤ اور جب مین تمکو کسی بات سے منع کردون تو تم اُسکو چھوڑ دو۔

(۵) عن ابی هریرة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول وفد الله ثلثة الغازی والحاج والمعتمر (النسائی)

(۵) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہین کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوے سنا ہی کہ خدا کی ایلچی تین قسم کے لوگ ہین جہاد کرنے والے۔ حج کرنے والے۔ عمرہ کرنے والے۔

(۶) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا لقیت الحاج فسلم علیه وصافحه ومره ان یستغفر لک قبل ان یدخل بیته فانه مغفور له (مسند احمد)

(۶) حضرت ابن عمر کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی حاجی سے ملو تو اسکو سلام کرو اور اُس سے مصافحہ کرو اور اُس سے کہو کہ وہ تمہارے لیے استغفار کرے قبل اسکے کہ وہ اپنے گھر مین داخل ہو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہی۔

(۶) عن ابی امامة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لم یمنعه من الحج حاجة ظاهرة او سلطان جائر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یهودیا وان شاء نصرانیا۔ (الدارمی)

(۷) حضرت ابو امامہ کہتے ہین کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حج کرنے سے کوئی کھلی ہوئی ضرورت یا کوئی بادشاہ ظالم یا کوئی مرض شدید نہ روکے اور وہ بغیر حج کیے مرجائے تو اُسکے حق مین یکسان ہے چاہے یہودی مرجائے چاہے نصرانی مرجائے۔

(۸) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم من خرج حاجا او معتمرا او غازیا ثم مات فی طریقه کتب الله له اجر الغازی والحاج والمعتمر۔ رواه البیهقی (مشکوة)

(۸) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہین کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے کے لیے یا عمرہ کرنے کے لیے یا جہاد کرنے کے لیے اپنے گھر سے نکلے پھر راستے مین مرجاے تو اُسکے لیے غازی اور حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھدیا جائیگا۔

(۹) عن ابن عباس قال ان النبی صلی الله علیه وسلم وقت لاهل المدینة ذا الحلیفة ولاهل الشام الجحفة ولاهل نجد قرن المنازل هن لهن ولمن اتی علیهن من غیرهن ممن اراد الحج والعمرة ومن کان دون ذلک فمن حیث انشأ حتی اهل مکة من مکة (البخاری)

(۹) حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والون کیلیے ذوالحلیفہ کو اور شام والون کیلیے جحفہ کو اور نجد والون کے لیے قرن المنازل کو میقات مقرر فرمایا ہے یہ میقات ان لوگون کی بھی میقات ہین اور جو شخص کسی اور جگہ کا رہنے والا حج یا عمرہ کا ارادہ سے انپر ہوکے گزرے اُسکی بھی یہی میقات ہین اور جو شخص ان مقامات کے اُس پار کا رہنے والا ہو وہ جہان سے احرام باندھے (وہی میقات ہے) یہانتک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھ لین۔

ف یہ حکم حج کرنے والیکا ہے عمرہ کرنے والے کے لیے اگرچہ میقات سے اس پار کا رہنے والا ہو یہ حکم ہے کہ وہ حرم سے باہر نکلکر احرام باندھے جیسا کہ اسکے بعد کی حدیث سے ظاہر ہے حضرت عائشہ نے مقام تنعیم سے جو حرم سے باہر ہے عمرہ کا احرام باندھا ۱۲

(۱۰) عن عائشة رضي الله عنها قالت يا رسول الله اعتمرتم ولم اعتمر قال يا عبد الرحمن اذهب باختك فاعمرها من التنعيم على ناقة فاعتمرت (البخاری)

(۱۰) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اُنھون نے کہا یا رسول اللہ آپ لوگون نے عمرہ کیا اور مین نے عمرہ نہین کیا آپ نے فرمایا کہ اے عبد الرحمن اپنی بہن کو لیجاؤ تو اُنھون نے حضرت عائشہ کو اونٹ پر سوار کرکے مقام تنعیم سے عمرہ کرا دیا اور اُنھون نے عمرہ کرلیا

(۱۱) عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیحجن البیت ولیعتمرن بعد خروج یاجوج وماجوج (البخاری)

(۱۱) حضرت ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کعبہ کا حج وعمرہ یاجوج ماجوج کے خروج کے بعد بھی ہوگا۔

(۱۲) عن عبد اللہ بن عمر ان رجلا قال یا رسول اللہ ما یلبس المحرم من الثیاب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلبس القمیص ولا العمائم ولا السراویلات ولا البرانس ولا الخفاف الا احد لا یجد النعلین فلیلبس خفین ولیقطعهما اسفل من الکعبین ولا تلبسوا من الثیاب شیئا مسه زعفران او ورس (البخاری)

(۱۲) حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ محرم کس قسم کے کپڑے پہنے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قمیص نہ پہنے اور نہ عمامہ نہ پاجامہ نہ باران کوٹ اور نہ موزے لیکن اگر کوئی شخص نعلین نہ پاسے تو وہ موزے پہن لے اور اُنکو ٹخنون کے نیچے کاٹ دے اور اے لوگو تم اس قسم کے کپڑے نہ پہنو جنہین زعفران یا ورس (ایک خوشبودار گھاس) لگا ہو۔

(۱۳) عن عائشة قالت کنت اطیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحرامه حین یحرم ولحله

(۱۳) حضرت عائشہ کہتی ہین کہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگایا کرتی تھی جب آپ احرام[ف] باندھتے تھے اور احرام سے باہر ہونے کے وقت بھی

ف معلوم ہوا کہ احرام باندھتے وقت اگر خوشبو لگائی جائے تو کچھ حرج نہین گو اسکا اثر بعد احرام کے بھی باقی رہے۔ ۱۲

قبل ان يطوف (البخاری)

(۱۴) عن ابن عباس ان اسامة كان ردف النبی صلی الله عليه وسلم من عرفة الی المزدلفة ثم اردف الفضل من المزدلفة الی منٰی قال فکلاهما قال لم يزل النبی صلی الله عليه وسلم يلبی حتی رمی جمرة العقبة (البخاری)

(۱۵) عن عبد الله بن عمر ان تلبية رسول الله صلی الله عليه وسلم لبيك اللهم لبيك لبيك لاشريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لك لا شريك لك (البخاری)

(۱۶) عن سالم عن ابيه قال رأيت رسول الله صلی الله عليه وسلم حين يقدم مكة اذا استلم الرکن الاسود اول ما يطوف يخب ثلثة اطواف من السبع (البخاری)

(۱۷) عن ابن عمر ان النبی صلی الله عليه وسلم اذا طاف بالبيت الطواف الاول خب ثلثة اطواف ومشی اربعة وانه کان يسعی بطن المسيل

قبل اسکے کہ آپ طواف (زیارت) کریں۔

(۱۴) حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ عرفہ سے مزدلفہ تک اُسامہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے بعد اسکے آپنے مزدلفہ سے منیٰ تک فضل کو ردیف کر دیا تھا یہ دونوں بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم برابر تلبیہ کہتے رہے یہانتک کہ آپنے جمرۃ العقبہ کی رمی کی۔

(۱۵) حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ اس عبارت سے ہوتا تھا ترجمہ اے اللہ مین بار بار تیرے دروازے پر حاضر ہون تیرے پکارنے کا جواب دیتا ہون کوئی تیرا شریک نہین مین حاضر ہون بیشک ہر طرح کی تعریف اور احسان تیرے ہی لیے ہی اور بادشاہی تیری ہی ہی کوئی تیرا شریک نہین

(۱۶) سالم اپنے والد (ابن عمر) سے راوی ہین وہ کہتے تھے کہ مین نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جوقت آپ مکہ آتے تھے کہ جب آپ حجر اسود کا استلام کر چکتے تو سب سے پہلے منجملہ سات شوطون کے تین شوطون مین رمل کرتے تھے۔

(۱۷) حضرت ابن عمر سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ کا پہلا طواف کرتے تو تین شوطون مین رمل کرتے تھے اور چار مین مشی کرتے تھے اور جب صفا و مروہ کے درمیان

اذا طاف بين الصفا والمروة (البخاري)

(۱۸) عن ابن عمر يقول قدم النبي صلی اللہ
علیه وسلم فطاف بالبيت سبعا و صلی
خلف المقام ركعتين ثم خرج الى الصفا
وقد قال الله عز وجل لقد كان
لكم في رسول الله صلی الله علیه
وسلم اسوة حسنة۔

(۱۹) عن ام سلمة قالت شكوت الى
رسول الله صلی الله علیه وسلم انی
اشتكی فقال طوفی من وراء الناس
وانت راكبة۔ فطفت ورسول الله
صلی الله علیه وسلم يصلی الى
جنب البيت وهو يقرأ بالطور و
كتاب مسطور (البخاری)

(۲۰) عن ابن عمر قال استاذن العباس بن
عبد المطلب رسول الله صلی الله علیه وسلم
ان يبيت بمكة ليالی منی من اجل سقايته
فاذن له (البخاری)

(۲۱) عن يعلی بن امية قال ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم طاف بالبيت مضطبعا

مین طواف کرتے تو بطن مسیل مین سعی کرتے تھے۔

(۱۸) حضرت ابن عمر کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ
مین تشریف لائے اولاً آپنے کعبہ کے سات طواف کیے
اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی بعد اسکے
صفا کی طرف تشریف لیگئے اور بیشک اللہ عز وجل
نے فرمایا ہے کہ تم لوگون کے لیے رسولخدا کے (افعال)
مین ایک عمدہ اقتدا ہے۔

(۱۹) حضرت ام سلمہ کہتی ہین مین نے رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے عرض کیا کہ مین بیمار ہون (طواف کسطرح کرون)
آپنے فرمایا کہ تم سوار ہوکر آدمیون کے پیچھے طواف کرو
چنانچہ مین نے (سوار ہوکر) طواف کیا اور رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے ایک گوشہ مین نماز پڑھ
رہے تھے اور آپ (نماز مین اسوقت) والطور و
کتاب مسطور پڑھ رہے تھے۔

(۲۰) حضرت ابن عمر کہتے ہین کہ عباس بن عبد المطلب نے
رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی اجازت
طلب کی کہ پانی پلانے کیلیے منی کے زمانہ مین مکہ مین
رہین تو آپ نے انھین اجازت[۱] دیدی

(۲۱) حضرت یعلی بن امیہ کہتے ہین کہ رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک سبز چادر سے اضطباع کرکے

۱؎ معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایسی شدید ضرورت پیش آجائے تو منی مین نہ رہنا کچھ حرج نہین ۱۲

بیرد اخضر (الترمذی وابوداود)

کعبہ کا طواف کیا۔

(۲۲) عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نحرت ھھنا ومنی کلھا منحر فانحروا فی رحالکم ووقفت ھھنا وعرفۃ کلھا موقف ووقفت ھھنا والجمع کلھا موقف (مسلم)

(۲۲) حضرت جابر سے روایت ہو کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے اس مقام پر قربانی کرلی ہو اور منی کا کل میدان قربانی کی جگہ ہو پس تم اپنے اپنے قیامگاہ مین قربانی کرلو اور مین نے (عرفات مین) اس جگہ وقوف کیا اور عرفات کا کل جنگل موقف ہو اور مین نے (مزدلفہ مین) اس جگہ وقوف کیا اور مزدلفہ کا کل میدان موقف ہو۔

(۲۳) عن جابر قال رمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمرۃ یوم النحر ضحی، واما بعد ذلک فاذا زالت الشمس (متفق علیہ)

(۲۳) جابر کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی والے دن تو جمرہ کی رمی چاشت کے وقت کی تھی اور لیکن بعد اسکے تو جب آفتاب ڈھل جاتا تھا (اسوقت رمی فرماتے تھے)۔

(۲۴) عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلق راسہ فی حجۃ الوداع واناس من اصحابہ وقصر بعضھم (متفق علیہ)

(۲۴) حضرت ابن عمر سے روایت ہو کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے بعض صحابہ نے حجۃ الوداع مین اپنا سر منڈوایا تھا اور آپکے بعض صحابہ نے بال کترواے تھے۔

(۲۵) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی النساء الحلق انما علی النساء القصر (ابوداود والدارمی)

(۲۵) حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتون پر سر منڈوانا واجب نہین بلکہ عورتون پر صرف بالون کا کتروا دینا واجب ہو۔

(۲۶) عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقف فی حجۃ الوداع بمنی للناس یسألونہ

(۲۶) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہو کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع مین منی کے مقام پر لوگون کے سامنے ٹھہر گئے لوگ آپ سے

لہ معلوم ہوا کہ سر منڈانا اور کتروانا دونون درست کترانے کی حدیہ ہو کہ کم از کم چار انگل بال کتروائے ۱۲

فجاءہ رجل فقال لم اشعر فحلقت
قبل ان اذبح فقال اذبح ولا حرج
فجاء اخر فقال لم اشعر فنحرت
قبل ان ارمی فقال ارم ولا حرج
فما سئل النبی صلی اللہ
علیہ وسلم عن شیء قدم
ولا اخر الا قال افعل ولا حرج
(متفق علیہ)

(۲۷) عن ابن عباس قال کان
الناس ینصرفون فی کل وجہ فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لا ینفر احدکم حتی یکون اخر عہدہ
بالبیت الا انہ خفف عن الحائض (متفق علیہ)

(۲۸) عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
تزوج میمونۃ وھو محرم (متفق علیہ)

(۲۹) عن ام الحصین قالت رأیت اسامۃ
وبلالا واحدھما اخذ بخطام ناقۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم والاخر رافع ثوبہ یسترہ
من الحر حتی رمی جمرۃ العقبۃ (مسلم)

(۳۰) عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ

مسائل پوچھتے تھے ایک شخص آیا اور اسنے کہا کہ مین نے
نادانستگی مین قبل قربانی کرنے کے سر منڈوا لیا آپ نے
فرمایا اب قربانی کرے اور کچھ حرج نہین ایک اور شخص آیا
اور اُسنے کہا کہ مین نے نادانستگی مین قبل رمی کرنے کے
قربانی کرلی ہے آپنے فرمایا اب رمی کرلے اور کچھ حرج نہین غرض
(اسدن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس چیز کی بابت
پوچھا گیا خواہ وہ مقدم کردیگئی یا مؤخر کردیگئی آپ نے
یہی فرمایا کہ اب کرے اور کچھ حرج نہین[1] ۔

(۲۷) حضرت ابن عباس کہتے مین کہ لوگ ہر حالت مین
لوٹ آیا کرتے تھے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم مین سے کوئی شخص نہ لوٹے یہانتک کہ وہ آخری
زیارت کعبہ کی کرے مگر حیض والی عورت سے یہ معاف ہے ۔

(۲۸) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے بحالت احرام حضرت میمونہ سے نکاح کیا ۔

(۲۹) حضرت ام حصین کہتی ہین کہ مین نے اسامہ اور بلال کو دیکھا
ان دونون مین سے ایک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اونٹنی
کی نکیل پکڑے ہوئے اور دوسرا اپنا کپڑا اٹھائے تھا آپ پر دھوپ سے
سایہ کررہا تھا یہانتک کہ آپنے جمرۃ العقبہ کی رمی کرلی ۔

(۳۰) حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ

[1] حنفیہ کے نزدیک حرج نہونے کا مطلب یہ ہے کہ حج مین فساد نہ آئیگا نہ یہ کہ جنایت نہ ہوگی اور جرمانہ نہ دینی پڑیگی جنایت ضرور ہوگی اور اسکی جزا دینی پڑے گی کیونکہ اُن اعمال مین ترتیب واجب ہے اور ترک واجب سے جزا لازم ہوگی جیسا کہ تفصیل اسکی اوپر بیان ہوچکی ۱۲

عليه وسلم قال لحم الصيد لكم في الاحرام حلال مالم تصيدوه أو يصاد لكم (الترمذي)

(٣١) عن ابن عباس قال قد احصر رسول الله صلى الله عليه وسلم فحلق راسه وجامع نساءه ونحر هديه حتى اعتمر عاما قابلا (البخاري)

(٣٢) عن ابن عمر مرفوعا من حج فزار قبري بعد موتي كان كمن زارني في حياتي (رواه في شعب الايمان) مشكوة

(٣٣) عن جابر قال دخل النبي صلى الله عليه وسلم مكة حين افتتحها وعليه عمامة سوداء بغير احرام (الدارمي)

(٣٤) عن ابي شريح العدوي انه قال لعمرو بن سعيد وهو يبعث البعوث الى مكة ائذن لي ايها الامير احدثك قولا قام به رسول الله صلى الله عليه وسلم الغد من يوم الفتح سمعته

علیہ وسلم نے فرمایا شکار کا گوشت تمہارے لیے حالت احرام مین جائز ہے تاوقتیکہ تم اسکو شکار نہ کرو یا تمہارے لیے شکار نہ کیا جائے۔

(٣١) حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم محصر ہوگئے تو آپنے اپنا سر منڈوا ڈالا اور اپنی بیبیون سے ہمبستری فرمائی اور اپنی ہدیہ کی قربانی کرلی یہانتک کہ سال آیندہ مین آپ نے عمرہ کیا۔

(٣٢) حضرت ابن عمر سے مرفوعًا روایت ہے کہ جو شخص حج کرے اور بعد میری موت کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اسکے ہوگا جو میری زندگی مین میری زیارت کرے

(٣٣) حضرت جابر کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر احرام کے مکہ مین تشریف لیگئے جب آپنے اسکو فتح کیا اور آپکے سر پر اُسوقت ایک سیاہ عمامہ تھا۔

(٣٤) حضرت ابو شریح عدوی سے روایت ہے کہ انھون نے عمرو بن سعید[1] سے کہا اور وہ مکہ کیطرف لشکر کشی کر رہا تھا کہ اے امیر مجھے اجازت دو کہ مین تمسے ایک ایسی بات بیان کرون جو یوم فتح کے دوسرے دن رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکے بیان فرمائی تھی میرے دونون

[1] یہ عمرو بن سعید یزید کیطرف سے حاکم مدینہ تھا حضرت عبد اللہ بن زبیر ان دنون مکہ مین خلیفہ تھے انسے لڑنے کیلیے اسنے مکہ کیطرف لشکر روانہ کیا تھا تو حضرت ابو شریح صحابی نے اُس سے یہ حدیث بیان کی جس سے مکہ مین جدال وقتال کی ممانعت ثابت ہوئی مگر اُس کمبخت نے نہ مانا اور اپنے ارادہ قبیح سے باز نہ آیا ولطیفہ ہو کہ یہ عمرو بن سعید ایک روز منبر پر جمعہ کے حضرت علی مرتضی کو سب وشتم کرنے لگا اُسیوقت غضب الٰہی سے اُسے لقوہ ہوگیا ۱۲

اذناي ووعاه قلبي وابصرته عيناي
حين تكلم به انه حمد الله و
اثنى عليه ثم قال ان مكة
حرمها الله ولم يحرمها الناس
ولا يحل لامرء يؤمن بالله و
اليوم الاخر ان يسفك بها
دما او يعضد بها شجرة فان احد
ترخص لقتال رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقولوا ان الله اذن لرسوله
صلى الله عليه وسلم ولم ياذن لكم
اذن لي فيها ساعة من نهار وقد
عاد حرمتها اليوم كحرمتها بالامس
وليبلغ الشاهد الغائب فقيل لابي
شريح ما قال لك عمرو بن سعد قال انا
اعلم منك بذلك يا ابا شريح ان
الحرام لا يعيذ عاصيا ولا فارا بدم
ولا فارا بخربة (البخاري)

(۳۵) عن السائب ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال اتاني جبريل
فامرني ان امر اصحابي او من معي

کانون نے اسکو سنا ہی اور میرے دل نے اسکو یاد رکھا ہی
اور میری آنکھین آپکو دیکھ رہی تھین جب آپ وہ بات بیان
کررہے تھے آپنے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی بعد اسکے فرمایا کہ
مکہ زمین جدال قتال، کو اللہ نے حرام کیا ہی اسکو آدمیون
نے حرام نہین کیا اور کسی ایسے شخص کو اللہ پر اور پچھلے دن پر
ایمان رکھتا ہو جائز نہین کہ وہان خون ریزی کرے یا
وہان درخت کاٹے پس اگر کوئی شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی جنگ کے سبب سے (اسکو) جائز کہے تو تم کہدینا
کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو (اسکی) اجازت
دیدی تھی اور تمکو اجازت نہین دی اور میرے لیے بھی مین
صرف تھوڑی دیر کی اجازت دی تھی اور آج اسکی حرمت
ویسی ہی ہوگئی جیسی کل حرمت تھی اور حاضر کو چاہیے
کہ غائب کو یہ خبر پہونچادے حضرت ابوشریح سے پوچھا
گیا کہ عمرو بن سعید نے آپ کو کیا جواب دیا انھون نے
کہا یہ جواب دیا کہ اے ابوشریح مین اس بات کو تم سے
زیادہ جانتا ہون حرم کسی گنہگار[له] کو پناہ نہین دیتا اور
نہ خون کرکے بھاگ جانے والے کو اور نہ فساد کرکے بھاگ جانیوالیکو

(۳۵) حضرت سائب سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا
کہ مین اپنے صحابہ کو یا (یہ فرمایا) کہ جو لوگ میرے ساتھ ہین

له گویا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر سے مکہ مین جنگ کرنا اس سبب سے جائز سمجھتا تھا کہ وہ انکو گنہگار اور فسادی جانتا تھا۔

اَنْ اٰمُرَ اَصْحَابِیْ اَنْ یَّرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالْاِهْلَالِ بِالتَّلْبِیَةِ (البخاری)

اُنکو حکم دون کہ وہ اپنی آوازین تکبیر کے ساتھ بلند کرین۔

(۳۶) عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع رجلاً یقول لبیک عن شبرمۃ قال من شبرمۃ قال اخ لی او قریب لی قال حججت عن نفسک قال لا قال حج عن نفسک ثم حج عن شبرمۃ (ابوداؤد)

(۳۶) حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لبیک عن شبرمۃ[1] کہتے سنا تو آپ نے پوچھا کہ شبرمہ کون ہے اُسنے کہا کہ میرا بھائی یا میرا عزیز ہے آپ نے فرمایا تو اپنی طرف سے حج کر چکا ہے اُسنے کہا نہین آپ نے فرمایا تو اپنی طرف سے پہلے حج کر لے بعد اسکے شبرمہ کیطرف سے حج کر۔

(۳۷) عن عمرو بن الاحوص قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی حجۃ الوداع ای یوم ھذا قالوا یوم الحج الاکبر قال فان دماءکم واموالکم واعراضکم بینکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا الا لا یجنی جان علی نفسہ الا لا یجنی جان علی ولدہ ولا مولود علی والدہ الا وان الشیطان قد ایس ان یعبد فی بلدکم ھذا ابدا ولکن ستکون لہ طاعۃ فیما تحتقرون من اعمالکم فلیرضی بہ (الترمذی وصححہ)

(۳۷) عمرو بن احوص کہتے ہین مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع مین یہ پوچھتے ہوئے کہ آج کون دن ہی لوگون نے کہا کہ حج اکبر کا دن ہی آپ نے فرمایا تو تمھارے خون اور تمھارے مال اور تمھاری آبروئین تم مین باہم (ہمیشہ کے لیے) ایسی حرام ہین جیسے اُنکی حرمت آجکے دن تمھارے اس شہر مین تمکو معلوم ہے آگاہ ہو کوئی شخص اپنی جان[2] پر کوئی جنایت نہ کرے آگاہ رہو کوئی شخص اپنے بیٹے پر اور بیٹا اپنے باپ پر جنایت نہ کرے آگاہ رہو شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہی کہ تمھارے اس شہر مین کبھی اسکی عبادت کیجائے ہان عنقریب اُن اعمال مین جنکو تم حقیر جانتے ہو اسکی اطاعت کیجائیگی اور وہ اس سے خوش ہو جائیگا۔

---

[1] ترجمہ۔ مین شبرمہ کی طرف سے لبیک کہتا ہون ۱۲ [2] جان پر جنایت کرنیکا مطلب یہ ہی کہ اگر کوئی ایسی جنایت کرے جس سے اسکی جان جاتی رہے اور باپ پر جنایت کرنیکا یہ مطلب ہو کہ کسی اپنے جرم کا ارتکاب کرے جس سے اسکا باپ خود ہو جائے یا مبتلائے بلا ہو جائے اسی قسم کا مطلب بیٹے پر جنایت کرنے کا ہے ۱۲

(۳۸) عن یحیی بن سعید ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
جالسا وقبر یحفر بالمدینة فاطلع
رجل فی القبر فقال بئس مضجع
المؤمن فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بئسما قلت قال الرجل انی
لم ارد هذا انما اردت القتل فی
سبیل اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا مثل القتل فی سبیل
اللہ ما علی الارض بقعة احب ان یکون
قبری بها منها ثلث مرات رواہ
مالک مرسلا (مشکوة)

(۳۸) حضرت یحیی بن سعید سے روایت ہے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور ایک قبر مدینہ مین
کھودی جا رہی تھی تو ایک شخص نے قبر مین جھانکا اور
اُسنے کہا کہ مومن کا کیا بُرا ٹھکانا ہے تو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے بہت بُرا کہا اُس شخص نے
عرض کیا کہ میرا یہ مطلب نہ تھا مین نے تو یہ مراد لی تھی
کہ قتل فی سبیل اللہ مسلمانون کے لیے زیبا ہے گھر مین
مرجانا (اچھا نہین) تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ان قتل فی سبیل اللہ کے برابر تو کوئی چیز نہین
مگر روے زمین پر کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ مجھے وہان
اپنی قبر کا ہونا مدینہ سے زیادہ محبوب ہو (یہ تین
مرتبہ آپ نے فرمایا۔

(۳۹) عن علی رضی اللہ عنہ قال ما
کتبنا عن رسول صلی اللہ علیہ وسلم
الا القرآن وما فی هذه الصحیفة
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم المدینة حرام ما بین عیر الی
ثور فمن احدث فیها حدثا او اوی
محدثا فعلیہ لعنة اللہ والملائکة
والناس اجمعین لا یقبل منہ صرف
ولا عدل ذمة المسلمین واحدة

(۳۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ہمنے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہین لکھا سوا قرآن کے اور
سوا اسکے جو اس صحیفہ مین ہے (اس صحیفہ مین یہ ہے کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ
عیر (نامی پہاڑ) سے لیکر ثور (نامی پہاڑ) تک حرام
ہے جو شخص یہان کوئی نئی بات (ظلم و بدعت کی)
کرے یا کسی نئی بات کے کرنے والے کو جگہ دے
اُسپر اللہ کی اور فرشتون کی اور تمام آدمیون کی
لعنت اس سے نہ کوئی عبادت قبول ہو گی نہ طاعت

يسعى بها ادناهم فمن اخفر
مسلما فعليه لعنة الله و
الملائكة والناس اجمعين لا يقبل
منه صرف ولا عدل ومن
ومن تولى قوما بغير اذن مواليه فعليه
لعنة الله والملائكة والناس
اجمعين لا يقبل منه صرف ولا
عدل (متفق عليه)

(٤٠) عن عمرو بن شعيب عن
ابيه عن جده ان النبي صلى الله عليه
وسلم قال خير الدعاء دعاء يوم عرفة
وخير ما قلت انا والنبيون من قبلي
لا اله الا الله وحده لا شريك له
له الملك وله الحمد وهو على كل شيء
قدير (الترمذي)

تمام مسلمانون[ل۱] کا ذمہ ایک ہے ان مین کا ادنیٰ شخص
بھی اس ذمہ کی ہیروی کر سکتا ہے اور جو شخص کسی
مسلمان کی آبرو ریزی کرے اُسپر خدا کی اور فرشتون
کی اور تمام آدمیون کی لعنت نہ اُس کی کوئی عبادت
قبول ہوگی نہ طاعت اور جو شخص کسی قوم سے بغیر اپنے
موالی[ل۲] کے اجازت کی ولا پیدا کرے اسپر خدا کی اور
فرشتون کی اور تمام لوگون کی لعنت نہ اسکی کوئی عبادت
مقبول ہوگی نہ طاعت۔

(۴۰) عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ انکے دادا سے
راوی ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمدہ دعا
عرفہ کے دن والی دعا ہے اور سب سے عمدہ کلام جو مین نے
اور مجھ سے اگلے نبیون نے کیا ہے یہ ہے ترجمہ
اللہ کے سوا کوئی خدا نہین وہ ایک ہی کوئی اس کا
شریک نہین اسی کی ہے بادشاہت اور اسی کی ہر
تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ل۱ یعنی اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو امان دیدے تو تمام مسلمانون پر اس امان کا برتاؤ لازم ہے گو امان دینے والا بہت ادنی درجہ کا آدمی ہو۔ ل۲ موالی جمع ہے مولی کی جو شخص کسی غلام کو آزاد کرے وہ اس غلام کا مولی ہے یہی بیان مراد ہے۔ یہ غلام اگر کچھ مال چھوڑ مرے اور کوئی وارث اس کا نہ ہو تو اس کا مال اس کے آزاد کرنے والے کو ملتا ہے اسی کو ولا کہتے ہین۔ پس اگر کوئی شخص اپنے مولی کا حق قطع کرکے کسی دوسرے کو اپنا وارث بنائے تو جائز ہے۔

حامداً و مصلیاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چہل آثار امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) ابوبکر من شیخ قال عمر بن الخطاب من حج هذا البيت لا يريد غيره خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه۔

(۱) ابوبکر ایک شیخ سے راوی ہین کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا جو شخص اس گھر کے حج کا ارادہ کرے اسکے سوا اور کچھ ارادہ نہ رکھتا ہو وہ اپنے گناہون سے مثل اس دن کے نکل جائیگا جسدن اُسے اسکی ماں نے جنا تھا۔

(۲) ابوبکر عن موسی بن سعید قال عمر تلقوا الحجاج والعمار والغزاة فليدعوا لكم قبل ان يتدنسوا۔

(۲) ابوبکر موسی بن سعید سے راوی ہین کہ حضرت عمر نے فرمایا حج کرنے والون اور عمرہ کرنے والون اور غازیون سے ملو اور وہ تمھارے لیے دعا کرین قبل اسکے کہ گناہ مین ملوث ہون۔

(۳) مالک عن سعید بن المسیب ان عمر بن ابی سلمة استاذن عمر بن الخطاب ان یعتمر فی شوال فاذن له فاعتمر

(۳) امام مالک سعید بن مسیب سے راوی ہین کہ عمر بن ابی سلمہ نے حضرت عمر بن خطاب سے اس بات کی اجازت چاہی کہ شوال مین عمرہ کرین تو حضرت عمر نے اُن کو اجازت دیدی اور اُنھون نے عمرہ کرلیا

ف یہ ابوبکر محدثین مین ایک بڑے پایہ کے شخص ہین انکی ایک کتاب ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ کے نام سے مشہور ہین یہ روایتین سب اسی کتاب کی ہین ۱۲

ثم قفل الى اهله ولم يحج۔

پھر وہ اپنے گھر والون کے پاس لوٹ آئے اور حج نہین کیا۔

(۴) البیہقی ان عمر بن الخطاب قال ان السبیل الزاد والراحلۃ۔

(۴) بیہقی روایت کرتے ہین حضرت عمر بن خطاب نے کہا سبیل[۵۱] (سے مراد) زاد و راحلہ ہی۔

(۵) ابو بکر عن ملیۃ بنت محرز سمعت عمر بن الخطاب یقول حجوا هذہ الذریۃ ولا تاکلوا ارزاقھا وتدعوا ربقھا فی اعناقھا قیل الذریۃ ھھنا النساء

(۵) ابو بکر ملیہ بنت محرز سے راوی ہین کہ مین نے عمر بن خطاب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ان ذریات کو حج کراؤ اور ان کا مال خورد برد[۵۲] نہ کر جاؤ کہ اُن کے حقوق ان کی گردنون پر رہجائین۔ ذریات سے مراد عورتین ہین۔

(۶) البغوی روی ان عمر اذن ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اخر حجۃ حجھا فبعث معھن عثمان بن عفان وعبد الرحمن قلت اختلفوا فی المرأۃ تخرج من غیر محرم فاحتج الشافعی بھذا علی ان یجوز خروجھا من غیر محرم اذا کان معھا نسوۃ ثقات[۵۳]

(۶) البغوی راوی ہین کہ حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو آپنے اخیر حج مین اجازت حج کی دی تھی اور اُن کے ہمراہ عثمان بن عفان اور عبد الرحمن کو کردیا تھا مین کہتا ہون کہ عورت کے بارہ مین علما نے اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ بغیر محرم کے باہر نکل سکتی ہے تو امام شافعی نے اسی حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ بغیر محرم کے اسکا نکلنا درست ہے بشرطیکہ اسکے ہمراہ پرہیزگار عورتین ہون

[۵۱] یعنی آیت مین جو ذکر ہے کہ حج اسپر فرض ہے جو سبیل کی مقدرت رکھتا ہو وہان سبیل کی لفظ سے زادراہ اور سواری مراد ہے ۱۲ [۵۲] یعنی ایسا نہ کرو کہ ان کے مال تم تصرف مین لے آؤ کہ وہ فقیر ہو جائین اور حج نہ کر سکین اور اس کی وجہ سے یہ بار ان کی گردن پر رہے ۱۲ [۵۳] یہ شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا قول ہے حنفیہ کے نزدیک بغیر محرم کے عورت کا سفر ناجائز ہے ان کی طرف سے جواب وہی ہے جو حضرت شیخ نے ذکر کیا ۱۲

والمغاة ان يقولوا في الاثر انه
جعل معهن عثمان وعبد الرحمن
بمعنى محافظتهن وتوقيرهن
وان كان معهن محارمهن
والله اعلم

(٧) البخاري عن ابن عمر لما فتح هذان
المصران اتوا عمر فقالوا يا امير المؤمنين
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
حد لاهل نجد قرنا وهو جور
عن طريقنا وانا اردنا قرنا
شق علينا قال فانظروا حذوها
من طريقكم فحد لهم
ذات عرق -

(٨) ابو بكر عن الحسن ان
عمران بن حصين احرم من البصرة
فقدم على عمر فاغلظ له فقال يتحدث
الناس ان رجلا من اصحاب
النبي صلى الله عليه وسلم احرم
من الامصار

(٩) ابو بكر عن مسلم بن سليمان ان رجلا

اور جو لوگ ناجائز کہتے ہین انھین اختیار ہے کہ
کہین اس اثر مین جو یہ ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنکے
ہمراہ عثمان اور عبد الرحمن کو کردیا تھا تو یہ محض اُن کی
محافظت اور توقیر کے لیے اگرچہ اُن کے ساتھ اُنکے
محارم بھی تھے۔

(۷) بخاری حضرت ابن عمر سے راوی ہین کہ جب یہ
دونون شہر یعنی بصرہ اور کوفہ فتح ہوئے تو لوگون نے
کہا کہ اے امیر المومنین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
نجد والون کے لیے قرن کو میقات مقرر فرمایا تھا اور
وہ ہمارے راستہ سے ہٹا ہوا ہے اور ہم اگر قرن جانا
چاہین تو ہمپر شاق ہوگا حضرت عمر نے کہا کہ تم اسکے
محاذات پر اپنے راہ مین کوئی مقام تجویز کرلو چنانچہ
حضرت عمر نے انکے لیے ذات عرق مقرر کردیا۔

(۸) ابوبکر حسن بصری سے راوی ہین کہ عمران بن حصین
بصرہ سے احرام باندھکر حضرت عمر کے پاس آئے
تو حضرت عمر نے ان پر سختی کی اور فرمایا کہ لوگ
کہین گے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
مین سے (دور دراز) شہرون سے احرام باندھ کر
آئے تھے۔

(۹) ابوبکر مسلم بن سلیمان سے راوی ہین کہ ایک شخص نے

ف۱ معلوم ہوا کہ میقات سے پہلے احرام باندھ لینا بیجا ہے ۱۲

احرم من الكوفة فرآه عمر
سيء الهيأة فاخذ بيده وجعل
يدور به في الحلق ويقول
انظر والى ما صنع هذا بنفسه
وقد وسع الله عليه قلت معناه
الكراهية للمقتدى ولمن
خيف عليه أن يفوت حقوق
الاحرام

(١٠) ابوبكر عن ابن عمر وجد
عمر بن الخطاب ريحا فتوعد صاحبها
فرجع معاوية فالقى ملحفة كانت
عليه يعني مطيبة قلت لم يأخذ
بهذا اهل الفقه لما صح عندهم
من حديث عائشة كاني انظر الى وبيص
الطيب في مفرق رسول الله صلى الله
عليه وسلم بعد ثلث من احرامه خرجه
الشيخان قلت ولا وجه لي الا ان استدامة
الطيب على البدن يجوز لان البدن يكن تركه وعلى
الثوب لا يجوز لان الطيب يبقى في الثوب كما كان

کوفہ سے احرام باندھا تھا تو حضرت عمر نے اسکو بری
حالت میں دیکھا تو اسے پکڑ لیا اور لوگوں میں اسکو
گشت دیا اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اس شخص کو
دیکھو اسنے اپنی جان کے ساتھ کیا (برا سلوک) کیا
حالانکہ اللہ نے اسے وسعت دی تھی میں کہتا ہوں
کہ اسکا مطلب ہے کہ پیشوا کے لیے (یہ بات) مکروہ ہے
اور اس شخص کے لیے جس سے حقوق احرام کے
فوت ہونے کا خوف ہو۔

(١٠) ابوبکر حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ
حضرت عمر بن خطاب نے کچھ خوشبو پائی تو جسکے پاس
وہ خوشبو تھی اسے ڈانٹا پس حضرت معاویہ نے بھی
(اپنی خوشبو دار چادر) اتار ڈالی۔ میں کہتا ہوں کہ اہل فقہ
نے اس اثر پر عمل نہیں کیا کیونکہ ان کے نزدیک حضرت
عائشہ کی روایت سے یہ ثابت ہے (وہ کہتی ہیں) کہ گویا
میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سر میں احرام کے
تین دن بعد تک خوشبو کی چمک دیکھتی تھی میں کہتا
ہوں کہ زیادہ اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ بدن پر خوشبو
کا لگا رہنا جائز ہے کیونکہ میل اسکو خراب کر دیگا اور کپڑے پر
ناجائز ہے کیونکہ کپڑے پر خوشبو جیسی تھی ویسی ہی باقی رہیگی

ف یہی مذہب حنفیہ کا ہے کہ بدن پر اگر احرام سے پہلے خوشبو لگائی تو اب بعد احرام کے جسم سے اسکا زائل
کرنا ضروری نہیں بخلاف کپڑے کے پس حضرت عمر کا کپڑے کی خوشبو سے ممانعت کرنا
موافق حنفیہ کے ہے ۱۲

(۱) ابو بکر عن المسور بن مخرمة قال كان تلبية عمر لبيك اللهم لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك لبيك مرغوبا ومرهوبا اليك لبيك ذا النعماء والفضل الحسن

(۱) ابوبکر مسور بن مخرمہ سے راوی ہین کہ حضرت عمر کا تلبیہ یہ تھا (ترجمہ) اے اللہ مین بار بار تیرے دروازہ پر حاضر ہون کوئی تیرا شریک نہین مین حاضر ہون بیشک ہر طرح کی تعریف اور احسان تیرے ہی لیے ہے اور بادشاہی کوئی تیرا شریک نہین مین حاضر ہون خوف اور امید کے ساتھ مین حاضر ہون ای نعمتون اور عمدہ بزرگی والے

(۲) ابو بکر عن القاسم قال عمر يا اهل مكة ما لي اراكم مدهنين والحاج شعثا غبرا اذا رأيتم هلال ذي الحجة فاهلوا

(۲) ابوبکر قاسم سے راوی ہین کہ حضرت عمر نے کہا اے اہل مکہ کیا بات ہے کہ مین تم کو سرون مین تیل ڈالے ہوئے دیکھتا ہون حالانکہ حاجی لوگ پراگندہ مو غبار آلودہ ہوتے ہین تم جب ذی الحجہ کا چاند دیکھو تو احرام باندھ لیا کرو۔

(۳) ابو بکر عن ابي وائل خرجنا حجاجا ومعنا الصبي بن معبد فاحرم بالحج والعمرة فقدمنا على عمر فذكر ذلك له فقال هديت لسنة نبيك صلى الله عليه وسلم

(۳) ابو وائل سے راوی ہین کہ ہم حج کرنے کیلیے نکلے اور ہمارے ہمراہ صبی بن معبد بھی تھے انھون نے حج و عمرہ دونون کا احرام باندھ لیا بعد اسکے ہم حضرت عمر کے پاس گئے اور صبی بن معبد نے اُنسے اسکا ذکر کیا تو انھون نے کہا کہ تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت کی ہدایت پائی۔

(۴) ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن عمر بن الخطاب انه انما نهى عن الافراد فاما القران فلا۔ قال محمد يعني بقوله نهى

(۴) امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ حضرت عمر بن خطاب سے راوی ہین کہ انھون نے صرف افراد سے منع فرمایا ہے نہ قران سے۔ امام محمد کہتے ہین کہ

عنى بالافراد افراد العمرة۔

(۱۵) ابوبکر عن طاؤس عن ابن عباس تمتع رسول الله صلی الله علیه وسلم وابوبکر وعمر وعثمان واول من نهی عنها معاویة۔

(۱۶) احمد بن حنبل عن ابی سعید خطب عمر الناس فقال ان الله عزوجل رخص لنبیه ما شاء وان نبی الله قد مضی لسبیله فاتموا الحج والعمرة لله کما امرکم الله عزوجل

(۱۷) احمد بن حنبل عن جابر بن عبد الله تمتعنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ومع ابی بکر فلما ولی عمر بن الخطاب خطب الناس فقال ان القرآن هو القرآن وان رسول الله هو الرسول کانتا متعتان علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم احدهما متعة الحج والاخری متعة النساء۔ معناه لیستا بعده۔

افراد سے مراد حضرت عمرہ کا کرنا۔

(۱۵) ابوبکر طاؤس سے وہ حضرت ابن عباس سے راوی ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر وعثمان نے (برابر) تمتع کیا ہے اور سب سے پہلے جس نے تمتع سے منع کیا وہ معاویہ ہین۔

(۱۶) امام احمد بن حنبل ابو سعید سے راوی ہین کہ حضرت عمر نے خطبہ پڑھا تو (ایمین) بیان کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے لیے جو چاہا خاص کر دیا اور بیشک نبی خدا اپنے راہ پر چلے گئے پس تم حج وعمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو جیسا کہ اللہ عزوجل نے تمھین اس کا حکم دیا ہے۔

(۱۷) امام احمد حنبل حضرت جابر بن عبد اللہ سے راوی ہین کہ ہم نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کے ساتھ تمتع کیا پھر جب عمر بن خطاب خلیفہ ہوئے تو انھون نے لوگون سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ قرآن وہی قرآن ہے اور بیشک رسول اللہ وہی رسول ہین دو متعہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھے ایک تو متعہ الحج دوسرا متعہ النساء یعنی یہ دونون آپ کے بعد نہین ہے

سلہ یہ قول شاہ ولی اللہ صاحب کا ہے واقعی نہایت نفیس فیصلہ کیا ہے اسپر جسقدر غور کیا جاتا ہے اُسی قدر اسکی خوبیان ظاہر ہوتی ہین تمتع کے بارہ مین اکثر لوگون کا یہی خیال ہے کہ حضرت عمر اسکے عدم جواز کے قائل تھے جیسا کہ بعض روایتون سے ظاہر ہوتا ہے لیکن اس فیصلہ پر غور کرنے کے بعد صاف کھلتا ہے کہ حضرت عمر اس کے عدم جواز کے قائل نہ تھے بلکہ وہ جس چیز کو ناجائز کہتے تھے وہ حج کے احرام کا عمرہ سے بدل دینا ہے نہ کہ تمتع ۔

(١٥١) مالك وابو بكر عن ابن عمر
قال افصلوا بين حجكم وعمرتكم
فان ذلك اتم لحج واتم لعمرة
ان يعتمر في غير اشهر الحج
قلت وهذا اشد المواضع التي
اختلف فيها على عمر والاوجه
عندي ان لكل كلام محمل
وكان عمر يختار الافراد و
يرخص في التمتع والقران اما
قول ابن عباس تمتع رسول الله
صلى الله عليه وسلم وابو بكر و
عمر فمعناه تقديم طواف
القدوم قبل طواف الافاضة
وجعل السعي عقيب طواف القدوم
واما قوله خص نبيه ما شاء فهو فسخ
الحج بالعمرة فذلك خاص بزمان
النبوة اراد بذلك النبي صلى الله
عليه وسلم هدم مذهب الجاهلية
من قولهم العمرة في اشهر الحج من افجر
الفجور واما الافراد الذي نهى عنه
فهو ترك طواف القدوم

(١٥١) امام مالک ابو بکر حضرت ابن عمر سے راوی ہیں کہ
حضرت عمر نے فرمایا اپنے حج وعمرہ کے درمیان میں
فصل کرو کیونکہ اسمیں تمھارا حج بھی کامل ہوگا اور عمرہ
بھی کہ حج کے مہینوں کے علاوہ اور مہینوں میں عمرہ
کرو۔ میں کہتا ہوں کہ جن مسائل میں حضرت عمر سے
مختلف روایتیں نقل کی گئیں ہیں اُن میں سب میں
زیادہ مشکل یہ مقام ہے اور میرے نزدیک عمدہ بات
یہ ہے کہ ہر گفتگو کا ایک خاص مطلب ہوتا ہے حضرت عمر
افراد کو بہتر سمجھتے تھے اور تمتع اور قران کی بھی اجازت
دیتے تھے اور حضرت ابن عباس کا یہ کہنا کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر وعمر نے تمتع کیا ہے اس کا
مطلب یہ ہے کہ طواف قدوم کا طواف افاضہ سے پہلے
کرنا اور بعد طواف قدوم کے سعی کرنا وہ لوگ کیا کرتے
تھے اور حضرت عمر کا یہ فرمانا کہ اللہ نے اپنے نبی کیلیے
جو چاہا خاص کر لیا اس سے مراد حج کا عمرہ سے بدل دینا
کہ یہ زمانہ نبوت کے ساتھ خاص تھا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس سے مذہب جاہلیت کے مٹا دینے کا ارادہ
کیا تھا جو وہ لوگ کہتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ
کرنا سخت برائی ہے اور لیکن وہ افراد جس سے حضرت عمر
نے منع کیا یہ وہ افراد ہے جسمیں طواف قدوم ترک
کر دیا جائے۔

(١٩) ابو بكر سئل عمر عن العمرة بعد الحج فقال هي خير من لا شيء۔
قلت معناه ان العمرة من الميقات افضل بكثير من العمرة من التنعيم ونحوه والعمرة في غير اشهر الحج افضل بكثير من العمرة في اشهر الحج۔

(۱۹) ابوبکر راوی ہین کہ حضرت عمر سے بعد حج کے عمرہ کرنے کے بابت پوچھا گیا تو انھون نے کہا کہ نکرنے سے بہتر ہے۔
مین کہتا ہون کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ میقات سے عمرہ کرنا بدرجہا بہتر ہے تنعیم وغیرہ سے عمرہ کرنے سے اور حج کے مہینون کے سوا اور مہینون مین عمرہ کرنا حج کے مہینون مین عمرہ کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔

(٢٠) ابو بكر عن وهب ابن الاجدع سمع عمر يقول اذا قدم الرجل حاجا فليطف بالبيت سبعا ثم يصلي عنده المقام ركعتين۔

(۲۰) ابوبکر وہب بن اجدع سے راوی ہین کہ انھون نے حضرت عمر کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص حج کے ارادے سے آئے تو اسے چاہیے کہ سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرے بعد اسکے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے۔

(٢١) الشافعي عن حنظلة بن طاؤس سمعت عمر يقول اقلوا الكلام في الطواف فانما انتم في صلوة۔

(۲۱) امام شافعی حنظلہ بن طاؤس سے راوی ہین کہ انھون نے کہا مین نے حضرت عمر کو یہ فرماتے ہوے سنا کہ اے لوگون طواف مین باتین کم کرو کیونکہ تم گویا نماز مین ہو۔

(٢٢) ابو بكر عن عبد الله بن عامر بن ربيعة ان عمر بن الخطاب رمل ما بين الحجر الى الحجر۔

(۲۲) ابوبکر عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے راوی ہین کہ حضرت عمر بن خطاب نے حجر[1] اسود سے لے کے حجر اسود تک رمل کیا۔

(٢٣) احمد بن حنبل عن زيد بن اسلم عن ابيه

(۲۳) امام احمد بن حنبل زید بن اسلم وہ اپنے باپ سے

[1] یعنی پورے شوط مین رمل کرتے تھے ۲

قال عمر فيما الرملان والكشف عن المناكب وقد اطأ الله الاسلام و نفي الكفر واهله ومع ذلك لا ندع شيئا كنا نفعل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا دونوں رمل اور شانوں کا کھولنا[1] اب کیا مفید اور بیشک اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا اور کفر کو اور کفر والوں کو مٹا دیا مگر با وجود اسکے ہم جو باتیں رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کرتے تھے ان کو ترک نہ کرینگے۔

(۲۴) ابوبکر عن عابس بن ربیعة استلم عمر الحجر وقبله وقال لولا ان رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم قبلك ما قبلتك

(۲۴) ابوبکر عابس بن ربیعہ سے راوی ہیں کہ حضرت عمر نے حجر اسود کا استلام کیا اور اسکو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اگر میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا

(۲۵) ابوبکر عن یعلی بن امیة قال لی عمر اما رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یستلم منها الا الحجر قلت بلی قال فما لك به اسوة حسنة قلت بلی۔

(۲۵) ابوبکر یعلی بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا مجھ سے حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ کعبہ میں صرف حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے میں نے عرض کیا کہ ہاں (میں نے دیکھا ہے) حضرت عمر نے کہا تو کیا تم کو آپکے ساتھ اقتدا نہیں ہے میں نے کہا ہاں (ہے)

(۲۶) ابوبکر عن وهب بن الاجدع انه سمع عمر یقول یبدأ بالصفا ویستقبل البیت ثم یکبر سبع

(۲۶) ابوبکر وہب بن اجدع سے راوی ہیں کہ انھوں نے حضرت عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ صفا سے طواف کی ابتدا کی جاوے اور کعبہ کی طرف منھ کرکے سات مرتبہ

[1] شانوں کے کھولنے سے مراد اضطباع ہے رمل اور اضطباع کی حکمت یہ تھی کہ کفار قریش نے مسلمانوں کی نسبت کہا تھا کہ ان کو مدینہ کے بخار نے کمزور کردیا ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اکڑ اکڑ کے طواف کرو ۱۲

تكبيرات بين كل تكبيرة
حمد لله و صلوة على النبي صلى
الله عليه وسلم ومسألة لنفسه و
على المروة مثل ذلك

تکبیر کہی جائے ہر دو تکبیروں کے درمیان میں
اللہ کی حمد اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود
پڑھا جائے اور اپنے لیے دعا مانگی جائے اور اسیطرح
مروہ پر بھی۔

(٢٧) ابو بكر عن بكر سعيت مع
عمر في بطن المسيل -

(۲۷) ابو بکر راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے
حضرت عمر کے ہمراہ بطن مسیل میں سعی کی۔

(٢٨) ابو بكر عن هشام بن عروة
عن ابيه ان عمر كان يلبي
على الصفا والمروة ويشهد
صوته ويعرف صوته بالليل
ولا يرى وجهه

(۲۸) ابو بکر ہشام بن عروہ سے وہ اپنے باپ سے
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر صفا مروہ پر تلبیہ
کرتے تھے اور اپنی آواز بلند کرتے تھے رات کو
اُن کی آواز سنائی دیتی تھی اور اُن کا چہرہ دکھائی
دیتا تھا۔

(٢٩) ابو بكر عن علقمة والاسود
عن عمر انه جمع بين الظهر و
العصر بعرفات ثم وقف -

(۲۹) ابو بکر علقمہ اور اسود سے وہ حضرت عمر سے راوی
ہیں کہ حضرت عمر نے عرفات میں ظہر اور عصر کی
نماز ایک ساتھ پڑھی بعد اسکے وقوف کیا۔

(٣٠) ابو بكر عن الاسود انه صلاهم
بجمع

(۳۰) ابو بکر اسود سے راوی ہیں کہ حضرت عمر نے مزدلفہ
میں مغرب اور عشا کی نماز ایک ساتھ پڑھی۔

(٣١) احمد بن حنبل عن عمرو
بن ميمون صلى بنا عمر بن الخطاب
بجمع الصبح ثم وقف وقال ان المشركين
كانوا لا يفيضون حتى تطلع
الشمس وان رسول الله صلى الله

(۳۱) امام احمد بن حنبل عمرو بن میمون سے راوی
ہیں کہ ہمیں حضرت عمر بن خطاب نے مزدلفہ میں
صبح کی نماز پڑھائی بعد اسکے وقوف کیا اور
فرمایا کہ مشرکین (مزدلفہ سے) نہ جاتے تھے جبتک
کہ آفتاب نہ نکل آئے اور بیشک رسول خدا صلی اللہ

عليه وسلم خالفهم ثم افاض قبل ان تطلع الشمس

علیہ وسلم نے اُن کی مخالفت کی تھی لہذا آپ نے قبل طلوع آفتاب کے کوچ کر دیا تھا۔

(٣٢) مالك عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر خطب الناس بعرفة وعلمهم امر الحج فقال لهم فيما قال اذا جئتم من منى فمن رمى فقد احل له ما حرم على الحاج الا النساء والطيب لا يمس احد نساء ولا طيبا حتى يطوف بالبيت۔

(۳۲) امام مالک عبد اللہ بن دینار سے وہ حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر نے عرفات مین لوگون کے سامنے خطبہ پڑھا اور اُنھین حج کا طریقہ تعلیم کیا پس اپنی گفتگو مین ان سے یہ کہا کہ جب تم منے پہونچو تو جو شخص رمی کر چکے اسکے لیے تمام وہ چیزین جو حاجی کے لیے حرام ہوتی ہین حلال ہوجاتی ہین سوا عورتون کے اور خوشبو کے لہذا کوئی شخص بغیر طواف کے عورت اور خوشبو کے قریب نہ جانا چاہئے

قلت ترك الفقهاء قوله والطيب لما صح عندهم من حديث عائشة وغيرها ان النبي صلى الله عليه وسلم تطيب قبل طواف الافاضة

مین کہتا ہون کہ فقہا نے حضرت عمر کا یہ قول کہ خوشبو حرام ہے ترک کر دیا ہے کیونکہ اُنکے یہان حضرت عائشہ وغیرہ کی روایت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل طواف افاضہ کے خوشبو لگائی۔

(٣٣) ابوبكر عن ابن اسحق سئل عكرمة عن الاهلال متى ينقطع فقال اهل رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى رمى الجمرة وابوبكر وعمر

(۳۳) ابوبکر بن اسحاق سے روایت کرتے ہین کہ عکرمہ سے اہلال کی بابت پوچھا گیا کہ کب موقوف کیا جائے تو اُنھون نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے رمی تک اہلال کیا تھا اور ابوبکر و عمر نے بھی

(٣٤) مالك عن يحيى بن سعيد ان

(۳۴) امام مالک یحیی بن سعید سے راوی ہین کہ

عمر بن الخطاب ورد رجلا من مر الظهران لم يكن ودع البيت حتى ودع۔

حضرت عمر بن خطاب نے مر الظہران سے ایک شخص کو واپس کر دیا اُسنے طواف وداع نہ کیا تھا یہانتک کہ وہ طواف وداع کر آیا۔

(۳۵) مالك انه بلغه ان عمر بن الخطاب كان يقف عند الجمرتين وقوفا طويلا حتى يمل القائم۔

(۳۵) امام مالک کہتے ہین کہ اُن کو یہ خبر ملی ہو کہ حضرت عمر بن خطاب دونون جمرون کے پاس بہت دیر تک وقوف کرتے تھے یہانتک کہ کھڑا ہونے والا تھک جاتا۔

(۳۶) ابوبکر عن سُليمان بن ربيعه نظرنا عمر فاتى الجمرة الثالثة فرماها ولم يقف عندها۔

(۳۶) ابوبکر سلیمان بن ربیعہ سے راوی ہین کہ ہم نے حضرت عمر کو دیکھا کہ وہ تیسرے جمرہ کے پاس آئے اور اُسے رمی کی اور اُس کے پاس وقوف نہین کیا۔

(۳۷) مالك عن عطاء بن ابي رباح ان عمر بن الخطاب قال ليعلى بن امية وهو يصب على عمر بن الخطاب ماء وهو يغتسل اصب على راسي اصب فلن يزيده الماء الا شعثا۔

(۳۷) امام مالک عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر بن خطاب نے یعلی بن اُمیہ سے کہا اور وہ حضرت عمر بن خطاب پر پانی ڈال رہے تھے اور وہ غسل کر رہے تھے کہ میرے سر پر پانی ڈالو کیونکہ پانی بیرا گندہ موئی اور بھی زیادہ کرے گا۔

(۳۸) ابو حنيفة عن ابي سلمة عن رجل عن ابي هريرة مررت في البحرين يسألونني

(۳۸) امام ابوحنیفہ ابوسلمہ سے وہ ایک شخص سے وہ حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا مین (مقام) بحرین مین گیا تو لوگ مجھ سے

۵ معلوم ہوا کہ حالت احرام مین غسل کرنا منع نہین ۱۲

عن لحم الصيد يصيده الحلال هل يصلح للمحرم ان ياكله فافتيتهم باكله وفى نفسى منه شئ ثم قدمت على عمر بن الخطاب فذكرت ما قلت لهم فقال لو قلت غير ذلك لم تفت بين اثنين ما بقيت۔

شکار کے گوشت کی بابت پوچھنے لگے کہ اگر اسکو غیر محرم شکار کرے تو کیا محرم کو جائز ہے کہ اُسے کھانے مین نے اُن لوگون کو اُس کے کھانے کا فتوی دیا اور میرے دل مین اسکی طرف سے تردد تھا پھر مین حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا تو جو کچھ مین نے اُن لوگون سے کہا تھا اس کا ذکر اُن سے کیا اُنھون نے کہا کہ اگر تم اس کے سوا اور کچھ کہتے تو جب تک تم زندہ رہتے کبھی دو آدمیون کے درمیان کچھ نہ کہنے پاتے[عہ]

(۳۹) مالك عن عبد الملك بن قدير عن محمد بن سيرين ان رجلا جاء الى عمر بن الخطاب فقال انى اجريت انا وصاحب لى فرسين الى ثغرة ثنية فاصبنا ظبيا ونحن محرمان فماذا ترى فقال عمر لرجل الى جنبه تعال حتى احكم انا وانت وقال فحكما عليه بعير فولى الرجل

(۳۹) امام مالک عبد الملک بن قدیر سے وہ محمد بن سیرین سے راوی ہین کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ مین نے اور میرے ایک ساتھی نے ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑایا تو ہم نے ایک ہرن کو شکار کیا اور ہم (اُس وقت) محرم تھے بس آپ کی کیا راے ہے حضرت عمر نے ایک شخص سے جو اُنکے پہلو مین بیٹھا ہوا تھا یہ کہا کہ آؤ تاکہ ہم تم دونون حکم دین چنانچہ اُن دونون نے اس شخص پر ایک اونٹ قربانی کرنے کا حکم دیدیا تو وہ شخص

عہ مطلب یہ ہے کہ فتوے تمھارا صحیح ہے اگر اسکے خلاف تم کہتے تو وہ غلط ہوتا اور اُس غلط فتوے کی سزا مین تمھارے لیے قطعی ممانعت کردی جاتی کہ پھر کبھی تم کسی کو مسئلہ نہ بتانے پاتے۔ ۱۲

وهو يقول هذا امير المؤمنين لم يستطع ان يحكم في ظبي حتى دعا رجلا يحكم معه فسمع عمر قول الرجل فسأله هل تقرأ سورة المائدة قال لا قال فهل تعرف هذا الرجل الذي حكم معي فقال لا فقال عمر لو اخبرتني انك تقرأ المائدة لاوجعتك ضربا ثم قال ان الله تبارك وتعالى يقول في كتابه يحكم به ذوا عدل منكم هديا بالغ الكعبة وهذا عبد الرحمن بن عوف ۔

یہ کہتا ہوا پھر چلا کہ یہ امیر المومنین ہین کہ ایک ہرن کے بارے مین حکم نہین دے سکتے یہانتک کہ ایک اور شخص کو بلایا جو اُن کے ساتھ حکم کرے پس حضرت عمر نے اُس شخص کا کہنا سُنا تو اُس سے پوچھا کہ کیا تو سورۂ مائدہ پڑھتا ہے اُسنے کہا نہین حضرت عمر نے کہا کہ تو اس شخص کو جانتا ہے جس نے میرے ساتھ حکم دیا ہے اُسنے کہا نہین حضرت عمر نے کہا اگر تو مجھ سے بیان کرتا کہ سورۂ مائدہ پڑھا ہوا ہے تو مین تجھکو بہت مارتا پھر اُنھون نے کہا کہ اللہ بزرگ و برتر اپنی کتاب مین فرماتا ہے یحکم بہ ذو عدل منکم ہدیا بالغ الکعبۃ۔ اور یہ عبد الرحمن بن عوف ہین۔

(۷۰) عن زيد بن اسلم عن ابيه عن عمر قال اللهم ارزقني شهادة في سبيلك واجعل موتي في بلد رسولك ۔ (البخاری)

(۷۰) زید بن اسلم اپنے والد سے وہ حضرت عمر سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر نے کہا اے اللہ مجھے اپنی راہ مین شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے رسول کے شہر مین کر۔

ع ترجمہ اس کا یہ ہے کہ دو عدالت والے آدمی اس شکار کے بدلہ کا حکم دین وہ ہدی جو کعبہ تک پہونچنے والے مطلب یہی کہ اس آیت مین حکم ہے کہ دو آدمی شکار کی جزا تجویز کرین اسوجہ سے مین نے تنہا تجویز کرنا پسند نہ کیا ۱۲

فہرست مضامین جلد پنجم علم الفقہ

صفحہ	حاشیہ یا حوض	مضمون	صفحہ	حاشیہ یا حوض	مضمون
	حوض	لفظ حج کے لغوی اور اصطلاحی معنی	٢٩	حوض	حج کے واجبات۔
	″	حج کی فرضیت اسی امت کے ساتھ خاص ہے۔	٣٠	″	حج کے مسائل۔
	″	حج کی فرضیت کس سنہ مین ہوئی۔	″	″	احرام کے مسائل اسکے شرائط۔
	″	بعد فرضیت کے آنحضرت صلعم نے کے حج کیے	″	″	سنن مستحبات ممنوعات وغیرہ تفصیل
	حاشیہ	سنہ فرضیت مین علما اختلاف اور تحقیق حق	٣٥	″	تلبیہ کے مسائل
	حوض	حج کی تاکید و فضیلت۔	″	″	طواف کے مسائل
	″	حج کی تاکید و فضیلت مین احادیث۔	٣٧	″	رمل کے مسائل۔
	″	مکہ مکرمہ کی فضیلت۔	٣٨	″	استلام کے مسائل۔
	″	اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے نامونکی تشریح	″	″	سعی کے مسائل۔
	″	مکہ کی آبادی کا مختصر حال۔	″	″	وقوف کے مسائل۔
	″	حج کے فوائد اور اسکی حکمتین۔	٣٩	″	رمی کے مسائل۔
	″	حج کے احکام یعنی کس صورت مین فرض ہے۔	٤١	″	حلق و تقصیر کے مسائل۔
	″	کس صورت مین واجب کس صورت مین حرام مکروہ	٤٢	″	عمرہ کا بیان۔
	″	حج کے واجب ہونے کی شرطین۔	٤٣	″	قران کا بیان۔
	″	حج کے صحیح ہونے کی شرطین۔	٤٤	″	تمتع کا بیان۔
	″	حج کے فرضیت ساقط ہونے کی شرطین۔	٤٥	″	عورتون کے حج و عمرہ کا طریقہ۔
	″	حج کا مسنون مستحب طریقہ۔	٤٦	″	جنایتوں کا بیان۔
	″	تمام اعمال حج تاریخ وار بہت تفصیل سے	٤٧	″	احرام کی جنایتین۔
	″	حج کے فرائض۔	″	″	احرام کی وہ جنایتین جنمین ایک قربانی واجب ہوتی ہے

صفحہ	حاشیہ یا متن	مضمون
	متن	احرام کی وہ جنایتین جنمین دو قربانیان واجب ہوتی ہین۔
	"	احرام کی وہ جنایتین جن مین صدقہ واجب ہوتا ہے۔
	"	مفسد حج و عمرہ
	"	شکار کی جزا اور شکار کی صورتین اور تعریف تفصیل۔
	"	حرم کی جنایتین۔
	"	میقات سے بغیر احرام باندھے ہوئے حرم کے اندر چلے جانے کا بیان
	"	احرام پر احرام باندھنے کا بیان۔
	"	احصار کا بیان
	"	احصار کی صورتین
	"	احصار کا حکم۔
	"	دوسرے کی طرف سے حج کرنیکا بیان
	"	حج کی نذر ماننے کا بیان
	"	حج کے متفرق مسائل۔
	"	سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت کا بیان۔
	"	مدینہ منورہ کے فضائل۔
	"	مدینہ منورہ کے نام
	"	مدینہ کے فضائل مین احادیث
	"	مسجد نبوی مسجد قبا اور منبر شریف کی فضیلت

صفحہ	حاشیہ یا متن	مضمون
۹۵	متن	مدینہ اور مکہ مین باہم کون افضل ہے
۹۶	"	زیارت روضۂ مقدسہ کے فضائل اور اسکی ترغیب احادیث و آیات سے۔
۹۸	"	ایک اعرابی کا قصہ
۹۹	"	حضرت بلال موذن کا خاص زیارت روضۂ اقدس کے لیے ملک شام سے آنا
۱۰۰	"	حضرت عمر اور ابن عمر اور عمر بن عبد العزیز کا زیارت روضۂ اقدس کے لیے اہتمام کرنا۔
۱۰۱	"	بعض لوگون نے زیارت کے لیے سفر کرنے کو ناجائز کہا ہے۔
۱۰۲	حاشیہ	علامہ ابن تیمیہ اور اُن کے ہم خیالون کا سفر زیارت کو ناجائز کہنا اور اُن کی غلط فہمی کا اظہار
۱۰۳	متن	زیارت کا طریقہ اور اُسکے آداب۔
۱۰۸	"	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے سلام کی دعائین۔
۱۰۹	"	حجۃ الوداع کے واقعات نہایت بسط وتفصیل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتمام حج کو ادا کرنا خطبے پڑھنا۔ باشارات واضحہ لوگون کو اپنے وفات کی خبر سنانا۔

صفحہ	حاشیہ یا متن	مضمون
	متن	آنحضرت کا اپنے موئے مبارک کو لوگون مین تقسیم کرانا۔
	"	مقام غدیر خم مین حضرت علی مرتضے کی فضیلت کا بیان۔
	حاشیہ	شیعون کا حدیث غدیر خم سے خلافت بلافصل مرتضوی پر استدلال اور اسکے استدلال کا ابطال۔
	متن	سفر حج سے بخیر واپس ہوکر سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ پہونچنا۔
	"	حج وعمرہ کے فضائل حج کی تاکید اور عمر مین ایک بار اسکی فرضیت۔
	"	حج وعمرہ کے احرام کے میقات
	"	احرام کا لباس
	"	احرام کے وقت خوشبو کا استعمال۔
	"	رمی تک تلبیہ کا موقوف نہ کرنا۔
	"	تلبیہ کی عبارت۔
	"	حجر اسود کا بوسہ اور طواف کے پہلے تین شوطون مین رمل کرنا۔
	"	صفا مروہ کا طواف
	"	نماز طواف۔
	"	بیمار کے لیے سوار ہوکر طواف کرنا
	"	کسی ضرورت سے منی مین شب کو نہ رہنا
	متن	طواف مین اضطباع۔ قربانی اور وقوف کا۔
	"	رمی کے اوقات
	"	احرام سے باہر ہوتے وقت سر منڈوانا اور بالون کا کترواڈالنا دونون درست ہین۔
	"	عورتون کے لیے بالون کا کتروانا
		اعمال حج مین تقدیم وتاخیر
	"	طواف وداع کا ضروری ہونا۔
	"	احرام کی حالت مین نکاح کرنا۔
	"	دھوپ کی حفاظت کے لیے چادر تاننا
	"	محرم کو شکار کا گوشت کھانا۔
	"	احصار کا حکم۔
	"	زیارت قبر اقدس نبوی کی فضیلت
	"	حرم مین جدال وقتال کی ممانعت فتح مکہ جو آنحضرت نے مکہ مین قتال کیا تھا وہ آپ ہی کیلئے مخصوص تھا۔
	"	تلبیہ کا بلند آواز سے کہنا۔
	"	دوسرے کی طرف سے حج کرنا۔
	"	باہمی خونریزی کی ممانعت مکہ مین۔
	"	غیر اللہ کی پرستش کبھی نہ ہوگی
	"	مدینہ مین دفن ہونے کی فضیلت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکی تمنا کرنا

مضمون	حاشیہ یا حوض	صفحہ
مدینہ کی فضیلت وہان ظلم و بدعت کرنے والے کی برائی اور اُسکا ملعون ہونا۔	حوض	
حج و عمرہ کی فضیلت۔	"	
حج کے مہینون مین صرف عمرہ کرنے کی اجازت عورتون کیلیے حج کرانے کی تاکید۔	"	
بصرہ اور کوفہ والون کے لیے میقات کا تقرر۔	"	
میقات سے پہلے احرام باندھنے کی ممانعت۔	"	
محرم کے پاس خوشبو کا ہونا کیسا ہے۔	"	
قران کا مسنون ہونا۔	"	
حضرت عمر سے تمتع کے بارہ مین جو مختلف روایتین مروی ہین اُن مین باہم تطبیق۔	"	
طواف کعبہ کا ذکر۔	"	
طواف مین بات کرنا اچھا نہین۔	"	

مضمون	حاشیہ یا حوض	صفحہ
رمل اور اضطباع کا حکم۔	حوض	
حجر اسود کا بوسہ۔	"	
صفا مروہ کا طواف اور سعی۔	"	
عرفات مین اور مزدلفہ مین دو وقت کی نمازین ایک ساتھ پڑھنا۔	"	
مزدلفہ سے روانگی کا وقت۔	"	
محرم کن کن اعمال کے بعد احرام سے باہر ہوجاتا ہے۔	"	
آفاقی کیلیے طواف وداع کا ضروری ہونا		
رمی مین دو جمرون کے پاس کچھ دیر ٹھہرنا۔		
محرم کیلیے غسل کرنے کی اجازت۔		
محرم کو شکار کا گوشت کھانا جائز ہے بشرطیکہ اُس کی اعانت یا شرکت اُس شکار کے قتل مین نہو شکار کی جزا۔		
حضرت عمر کا اس بات کی تمنا کرنا کہ خدایا مجھے اپنی راہ مین شہادت اور مدینہ مین موت عنایت فرما۔		

تمت

اللہ عزوجل کی تائید سے علم الفقہ کی پانچوین جلد جسمین حج و زیارت کا بیان ہی بخیر و خوبی تمام ہوگئی فللہ الحمد حمداً کثیراً

انصاف مصنفہ مولانا شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ جسقدر فقہی اختلافات امت مرحومہ مین ہوے سب کے وجوہ واسباب ایسی عمدہ تقریر سے بیان کیے ہین کہ پوری تشفی ہوجاتی ہے سیکڑون کتابون کے دیکھنے سے وہ نتیجہ نہ حاصل ہوگا جو اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے قیمت ۱۲ تین جلدون کے خریدار سے صرف عہ

مختصر سیرت نبویہ جو پہلے انجم کے ساتھ شایع ہوچکی ہے ولادت شریف سے اخیر عمر تک آپکے ضروری ضروری حالات نہایت مختصر جنکا یاد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے لکھے گئے ہین۔ قیمت ۱ر

سیرۃ الحبیب الشفیع من الکتاب العزیز الرفیع مختصر سیرت قدسیہ نبویہ علیہ السلام جو صرف قرآن مجید سے اخذ کیگئی ہے یہ سیرت مقدسہ ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے مقدمہ مین نہایت ضروری چار مسائل کا بیان ہے باب اول مین عرب کے زمانہ جاہلیت کا باب دوم مین آپکے حالات قبل از نبوت کا باب سوم مین بعثت و دلائل نبوت کا باب چہارم حالات بعد از نبوت کا۔ خاتمہ مین ان عظیم الشان نعمتون کا جنکا وعدہ مسلمانون سے ہے۔ حجم ۲ جز ۲ر

الدر المکنون فی بحث الطاعون طاعون کے متعلق اردو مین ایسی کوئی کتاب نہ تھی۔ نہایت عمدہ ترتیب سے مفید مضامین جمع کئے گئے ہین۔ طاعون کی طبی و شرعی تحقیق۔ علماے کرام کے تجربے اور اقوال طاعون کی تاریخ۔ طاعون قبل اسلام۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے طاعون کے عبرت انگیز اور نصیحت بخش واقعات۔ کس کس زمانہ مین کہان کہان طاعون پھیلا۔ طاعونی مقامات کے متعلق شرعی احکام و اسباب علاجات وغیرہ درج ہین پوری کیفیت دیکھنے سے معلوم ہوگی۔ قیمت ۸ر

شمائل ترمذی مترجم میلاد شریف مین ایسی مستند کتابون کو پڑھنا چاہیے روایتین سب معتبر امام ترمذی جیسے محدث کی کتاب ایک کالم مین اصل حدیثین اور دوسرے کالم مین اُس کا ترجمہ حجم ۱۳۲ صفحہ کاغذ سفید عمدہ مگر باوجود اسکے قیمت صرف ۸ر

ردشیعہ کی لاجواب اور بےنظیر کتابین

افسوس ہے کہ شیعہ تو رد اہل سنت کے اسقدر شایق ہین کہ اگر انکو رد اہلسنت کے نام سے فسانۂ عجائب اور طلسم ہوشربا بھی دیدیجاے تو سو جان سے اسکو خرید تے ہین مگر اہل سنت کو ردشیعہ کے نام سے نفرت ہے۔ حسب ذیل کتابین اسوقت موجود ہین اور کچھ زیر طبع ہین جنکے نام بعد الطبع شایع کیے جاینگے

مناظرہ حصہ اوّل وغیرہ پورا لطف دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ سلیس دلچسپ اردو مین علمی تحقیقات

قرآن وحدیث کے معرکتہ الآرا مسائل - شیعون کے عقائد کی تنقید اونکے امام مولوی حامد حسین کی کتاب استقصا
کے عجیب وغریب لطیفے - غرض جو بحث ہی - وہ دلچسپ ہی - پانچ حصے تیار ہین پہلے اور دوسرے مین علاوہ
اور کارآمد مضامین کے قرآن کریم کے متعلق ایسے انیق مباحث ہین جنکے دیکھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے
اور قرآن پاک کی رفعت وجلالت ظاہر ہوتی ہی جو تھے اور پانچوین مین فن حدیث کے مباحث ہین جو
ابتک اُردو مین کسی نے نہ لکھے تھے - قیمت حصہ اول ۱۲/ دوم ۸/ سوم ۸/ چہارم ۸/ پنجم ۸/

آیات بینات (مصنفہ نواب محسن الملک رحمۃ اللہ علیہ) اسوقت اس بے نظیر کتاب کی تینون جلدین
ہمارے پاس موجود ہین - کاغذ - لکھائی - چھپائی تینون جلدون کی اعلیٰ ہی مضامین کی
عمدگی اور خوبی کی نسبت کچھ کہنا فضول ہی اس کتاب کی شہرت ایسی نہین ہے کہ کچھ کہنے کی حاجت ہو پہلی دونون
جلدون مین صحابہ کرام کے عقلی ونقلی شواہد اور مسلمہ فریقین دلائل سے دلچسپ عبارت مین بیان کئے ہین
اور شیعون کی صحیح ومعتبر روایتین تقریبًا دوسَو نقل کی ہین جلد اول کے آخر مین نکاح ام کلثومؓ کی بحث بہت
ہی نفیس ہے - جلد سوم مین طعن فدک کے قلع قمع کے علاوہ شروع کتاب مین چند مقامات لکھے ہین اور اُنہین
ایسے عمدہ اور کارآمد مضامین لکھے ہین اور شیعون کی کتابون سے ایسا عمدہ سامان فراہم کیا ہی کہ اسکی خوبی
دیکھنے سے متعلق ہے جلد اول ودوم ۸ جلد سوم ۸

OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY.

مطرقۃ الکرامہ رد شیعہ مین بےمثل کتاب ہی اسکے دیکھنے سے مذہب شیعہ کی پوری حقیقت معلوم ہوجاتی ہے
اہل سنت کے خالص عقائد کا ضروری علم حاصل ہوجاتا ہی استدلال کی متانت اور عبارت کی صفائی شیعون کی
عجیب وغریب روایتون کا لطف قابل دید ہے قیمت ۸/

آفتاب صدق وصفا شیعون کے مایہ ناز رسالہ آئینہ حق نما کا جواب جسکے لیے پچیس ہزار روپیہ
کا انعام مشتہر کیا گیا تھا - لائق دید ہے قیمت ۲/

ایڈیٹر اصلاح کی ہزیمت اس رسالہ مین ایڈیٹر اصلاح سے مناظرہ کے لیے سیوان جانا اور
اڈیٹر اصلاح کا یکے بعد دیگرے چار عذر تراش کر مناظرہ سے فرار کرنا مع تحریرات طرفین درج ہی قیمت ۱/

مناظرہ پنجاب یعنی اس مناظرہ کی روئداد جو بمقام چکوال ضلع جہلم شیعہ سنی مین ہوا اور حق تعالیٰ کے
فضل وکرم سے اہل سنت وجماعت کو ایسی فتح نمایان ملی کہ خدا کی مدد کا کرشمہ تمام مجمع نے جس کی تعداد چھ ہزار سے
زائد تھی اپنی آنکھون سے دیکھا - قیمت ۵/

٢٩٧٤٣٦١ ع ش - ع ف

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

جلد ٥